سلسلۂ نصابیات علمیہ جامعہ عثمانیہ

مروج الذہب و معادن الجوہر

عہد بنی امیہ

تصنیف

ابو الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی

ترجمہ

مولوی سید محمد ابراہیم صاحب ایم۔ اے

رکن شعبۂ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ

سنہ ۱۳۵۰ھ م سنہ ۱۳۴۰ف م سنہ ۱۹۳۱ء

دار الطبع جامعہ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین مروج الذہب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یزید بن معاویہؓ کی موت اور معاویہ بن یزید کی خلافت

یزید بن معاویہ کی موت کے بعد معاویہ بن یزید سریر آرائے سلطنت ہوا، اس کی خبر حصین بن نمیر اور اس شامی فوج کو جو اس کے تحت تھی اُس وقت ہوئی جب وہ ابن الزبیرؓ سے برسر پیکار تھا۔ اس فوج نے ابن الزبیر سے عارضی صلح کر کے مکہ میں اقامت اختیار کر لی۔ حصین نے ابن الزبیر سے مسجد حرم میں ملاقات کی اور کہا کہ تم چاہو تو میں تم کو شام لے چلوں اور بحیثیت خلیفہ کے تمھارے ہاتھ پر بیعت کر لوں۔ عبداللہؓ نے بلند آواز سے اس کو جواب دیا اے اہل الحرہ کے قاتلو دور ہو جاؤ! میں تا وقتیکہ ان مقتولین میں سے ایک ایک شخص کے عوض پانچ پانچ شامیوں کو قتل نہ کر لوں اس تجویز پر غور ہی نہ کروں گا۔ حصین نے کہا جو شخص تم کو بہت ہوشیار سمجھتا ہے وہ بالکل احمق ہے میں تم سے بطور راز ایک بات کہہ رہا ہوں اور تم اسے اس طرح ظاہر کر رہے ہو، میں تم کو خلافت پیش کر رہا ہوں تاکہ یہ ہماری تمھاری جنگ کا خاتمہ ہو جائے اور تم اُلٹے ہم سے لڑنا چاہتے ہو اب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کون مارا جاتا ہے۔

شامی حصین کے ساتھ اپنے اپنے شہروں کو واپس جانے لگے۔ جب یہ مدینہ پہونچے تو اہل مدینہ نے انھیں گھیر لیا اور اپنے حرّہ کے مقتولین کو یاد دلا کر انھیں دھمکانے لگے جب اس تہدید میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور شامیوں کو فساد کا اندیشہ ہوا تو روح بن زنباع الجذامی نے جو شامیوں کی فوج میں تھا منبر رسول اللہ صلعم پر چڑھ کر اہل مدینہ کو یوں خطاب کیا "ان دھمکیوں کے کیا معنے ہیں، ہم نے تم کو کسی کلبی سردار کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت نہیں دی تھی نہ تلقین۔ تم نہ جذام یا ان کے

علاوہ کسی اور عرب یا کسی مولیٰ کے لئے دعوت دی بلکہ اس قبیلۂ قریش کے بنی امیہ کی خلافت کے لئے دعوت دی۔ پھر یزید بن معاویہ کی اطاعت کے لئے دعوت دی اور اسی کی اطاعت میں ہم نے تم کو قتل کیا، تم ہمیں کیا دھمکی دیتے ہو؟ ہم بڑے لڑنے والے ہیں اور مصائب جنگ جھیلنے والے وہ بہادر ہیں جن کا موت انتخاب کرتی ہے، تمہاری ان دھمکیوں کا کیا مقصد ہے؟

یہ تمام جماعت شام روانہ ہوگئی۔

ابن الزبیر کے پاس صنعاء سے وہ رنگین پتھر کے جو کے جنہیں ابرہہ حبشی نے اپنے تعمیر کردہ صنعا کے گرجا میں نصب کیا تھا لائے گئے۔ ان کے ساتھ ہاتھی دانت کے وہ تین ستون بھی تھے جن پر گوناگوں میناکاری اور پچی کاری کی گئی تھی اور دیکھنے میں سونے کے معلوم ہوتے تھے۔ ابن الزبیرؓ نے کعبہ کی تعمیر شروع کی قریش کے ستر معزز بزرگوں نے اُن سے بیان کیا کہ پہلے جب قریش نے کعبہ کو بنایا تو مصارف کی زیادتی سے تنگ آکر انھوں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کی ابتدائی بنیاد سے اوس وقت سات گز کعبے کی وسعت کم کردی تھی۔

ابن الزبیر نے کعبے کی تعمیر مکمل کردی اور وہ سات گز کعبے میں شامل کرلئے۔ اوسیں وہ رنگین جو کے اور ستون بھی لگادیئے۔ دو دروازے قائم کئے ایک اندر آنے کے لئے اور ایک باہر جانے کے لئے۔ ان کے حجاج کے ہاتھوں شہید ہونے تک کعبہ اسی صورت پر رہا پھر حجاج نے عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ ابن الزبیر نے کعبے میں اتنا اضافہ کردیا ہے۔ عبدالملک نے حکم دیا کہ یہ اضافہ توڑ دیا جائے اور کعبہ کی وہی صورت قائم کردی جائے جو اس سے کچھ ہی عرصہ پیشتر قریش کی تعمیر کی بنا پر رسول اللہ کے عہد میں تھی، نیز اس نے صرف ایک دروازہ قائم رکھنے کی اجازت دی۔ حجاج نے اس حکم کے مطابق کعبے میں ترمیم کردی۔

ابن الزبیرؓ کی حکومت اب اچھی طرح مستحکم ہوگئی۔ شام میں بھی ان کے لئے بیعت لی گئی، طبریہ واقع علاقہ اردن کے علاوہ تمام بلاد اسلامی میں ان کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا، البتہ طبریہ میں یہ ہوا کہ حسان بن مالک بن بحدل نے ابن الزبیر کی بیعت کرنے سے انکار کردیا اور خالد بن یزید بن معاویہ کے لئے بیعت لینے کا ارادہ

کیا۔
مکے میں ابن الزبیرؓ کے لئے بیعت لینے کے لیے عبداللہ بن مطیع العدوی مقرر تھا۔ اسی کے متعلق فضالۃ الاسدی نے یہ دو شعر کہے ہیں۔ اس شخص نے پہلے ابن الزبیر کی بیعت کر لی تھی پھر اوس سے منحرف ہو گیا تھا۔

دعا ابن مطیع للبیاع فجئتہ الی بیعۃ قلبی لہا غیر آلف
فنا ولنی خشناء لما لمستہا بکفی لیست من اکف الخلائف

ابن مطیع نے مجھے ایسی بیعت کی دعوت دی جسے میرا دل نہیں چاہتا تھا، اس نے بیعت کرنے کیلئے میری طرف ایسا ہاتھ بڑھایا کہ جب میں نے اسے اپنی دونوں ہتھیلیوں سے مس کیا تو میں نے اسے خلفاء کے ہاتھ سے الگ پایا۔

جب یزید بن معاویہ اور معاویہ بن یزید مرے، تو عبیداللہ بن زیاد بصرہ کا حاکم تھا، اس نے سب کے سامنے تقریر کی ان دونوں کے مرنے کی خبر دی اور کہا کہ اب تک کسی ایک شخص کا منصب خلافت کے لئے انتخاب نہیں ہوا ہے اسکے لئے مشورہ ہو رہا ہے نہ تمھارا علاقہ کل کے مقابلہ میں آج زیادہ وسیع ہے اور نہ تمھارے بیت المال میں آج اتنی رقم ہے جو کل تھی صرف دس لاکھ درہم ہیں تمھاری فوج کی تعداد ساٹھ ہزار ہے، اپنی پسند سے کسی ایسے شخص کا انتخاب کرو جو تم پر حکومت کرے۔ تمھارے دشمن سے لڑے ظالم کے مقابلہ میں مظلوم کی داد رسی کرے اور تمھاری آمدنی کو تم پر تقسیم کر دے۔

بصرے کے عمائد نے جنہیں احنف بن قیس التمیمی، قیس بن ہثیم السلمی اور مسمع بن مالک العبدی تھے اوس سے کہا کہ آپ سے زیادہ اس منصب کے لئے ہمیں کوئی اور شخص اہل نہیں نظر آتا انتخاب خلیفہ تک آپ ہی ہم پر حکومت کریں۔ عبیداللہ نے کہا میرے علاوہ اگر کسی اور کو آپ اپنا امیر بنائے تو میں اسکی اطاعت کرتا۔

عبیداللہ بن زیاد کی جانب سے کوفہ پر عمرو بن حریث الخزاعی حاکم تھا، ابن زیاد نے اہل بصرہ کی اس کارروائی سے اُسے مطلع کر دیا عمرو بن حریث نے منبر پر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور اہل بصرہ کی اس کارروائی سے آگاہ کیا اس پر یزید بن رویم الشیبانی نے اوس سے خطاب کیا کہ اوس خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے ضمیر کو

آزاد بنا یا ہے نہ ہمیں بنی امیہ سے غرض ہے اور نہ ابن مرجانہ سے بیعت صرف اہل حجاز کی معتبر ہے (مرجانہ عبیداللہ کی ماں تھی اور اس کے باپ زیاد کی ماں سمیہ تھی جیسا ہم ابھی پہلے بیان کر آئے ہیں) چنانچہ اہل کوفہ نے بنی امیہ کی خلافت اور ابن زیاد کی حکومت سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیا اور چاہا کہ اپنے علاقہ کے انتظام کے لئے کسی کو امیر بنالیں، ایک جماعت کی یہ رائے ہوئی کہ عمر ابن سعد بن ابی وقاص میں اسکی صلاحیت ہے، جب اسکو امیر بنانا چاہا تو قبیلۂ ہمدان کی عورتیں نیز کہلان ربیعہ اور نخع کی عورتیں حضرت حسینؓ پر ماتم کرتی ہوئی جامع مسجد میں آئیں اور کہا کیا عمر بن سعد حسینؓ کو قتل کر کے راضی نہیں ہوا جواب ہم پر امیر بننا چاہتا ہے۔ اونکی گریہ وزاری کو دیکھکر تمام لوگ رو پڑے اور انھوں نے اپنا خیال ترک کر دیا۔ اس ماتمی جلوس میں قبیلۂ ہمدان کی عورتیں سب سے نمایاں اور پیش پیش تھیں۔ خود حضرت علیؓ قبیلۂ ہمدان کو بہت چاہتے تھے اور ان کے لئے آپ نے یہ شعر کہا ہے۔

فلو کنت بوابا علی باب جنۃ لقلت لھمدان ادخلی بسلام

اگر میں جنت کا دربان ہوتا تو ہمدان سے کہتا کہ سلامتی کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ۔

آپ نے یہ بھی کہا ہے: عبیت ھمدان دعبوا حمیرا یعنے میں نے بنی ہمدان کو تیار کیا ہے اور میرے دشمنوں نے بنی حمیر کو۔

بنی ہمدان کا کوئی شخص جنگ صفین میں معاویہؓ اور شامیوں کے ہمراہ نہ تھا البتہ اسکی ایک چھوٹی سی جماعت جو غوطۂ دمشق میں عین ثرما نام موضع میں سکونت پذیر تھی معاویہؓ کی طرفدار تھی، ان کے کچھ لوگ اب (۳۳۲ھ) بھی وہاں موجود ہیں۔

جب اہل کوفہ کی خبر ابن الزبیر کو معلوم ہوئی اونھوں نے عبداللہ بن مطیع العدوی کو اُن کا حاکم بنا کر بھیجدیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں، عبداللہ بن مطیع اوسوقت سے برابر کوفہ کا والی رہا البتہ جب مختار نے اوس کا تعاقب کیا اوسوقت اسے اس عہدے کو خیرباد کہنا پڑا۔

جب مروان نے دیکھا کہ سب لوگوں نے ابن الزبیر کے لئے بیعت کر لی ہے تو خود اس نے بھی اونکی بیعت کے لئے اور ونکی دعوت کو قبول کر لیا اور ارادہ کیا کہ اون سے جا ملے اور اُن کے اصحاب میں شامل ہو جائے مگر جب عبیداللہ بن زیاد

شام آیا تو اوس نے مروان کو اس ارادے سے روکدیا اور کہا کہ آپ بنی عبد مناف کے شیخ ہیں جلدی نہ کیجیئے۔ مروان جابیہ روانہ ہوا جو جولان کے علاقے میں دمشق اور اردن کے درمیان واقع ہے۔

ضحاک بن قیس الفہری نے ایک جماعت تیار کی خود اُن کا سردار بنا اور مروان سے علیحدہ ہوگیا، اور اب اوس نے دمشق کا رُخ کیا مگر اشدق عمرو بن سعید بن العاص اس سے پہلے دمشق پہونچگیا ضحاک حوران چلا گیا، وہاں اُس نے ابن الزبیر کے لئے دعوت دینا شروع کی۔

اشدق اور مروان کی ملاقات ہوئی۔ اشدق نے اوس سے کہا کہ جو بات میں تم سے کہونگا اوس میں تمھارے اور میرے دونوں کے لئے بھلائی ہے۔ مروان نے پوچھا کیا؟ اشدق نے کہا کہ میں تمھارے لئے لوگوں کو دعوت دیتا ہوں اور اونسے بیعت لئے لیتا ہوں مگر اس شرط پر کہ تمھارے بعد مجھے خلافت ملے۔ مروان نے کہا میرے بعد تو نہیں البتہ خالد بن یزید بن معاویہ کے بعد تم کو خلافت ملیگی۔

اشدق نے اس پر رضامندی ظاہر کی لوگوں کو مروان کے لئے بیعت کرنے کی دعوت دی، جسے سب نے قبول کیا۔ اشدق حسان بن مالک بن بجدل کے پاس اُردن آیا اوسے مروان کی بیعت کرنے کے لئے ترغیب وتحریص دی، حسان اسے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوگیا۔

مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کے لئے اردن میں بیعت ہوگئی۔ ابو عبد الملک اسکی کنیت تھی اوسکی ماں آمنہ بنت علقمہ بن صفوان تھی۔ سب سے پہلے اہل اردن نے بیعت کی پھر اور سب نے بیعت کرلی جیسا کہ یہاں بیان کیا گیا ہے مروان پہلا شخص ہے جس نے ایک جماعت سے اونکی مرضی کے خلاف تلوار کے زور سے اپنے لئے بیعت حاصل کی۔ بلکہ اور تمام لوگوں نے بھی محض خوف کی وجہ سے اوسکی بیعت کرلی، چند ایسے بھی تھے کہ جب انھوں نے دیکھا کہ اس نے خلافت پر خود ہی قبضہ کرلیا ہے تو پھر انھوں نے اوسی کو خلیفہ تسلیم کرلیا۔ مروان سے پہلے جتنے خلفاء ہوئے انھوں نے ایک جماعت کی حمایت و امداد سے بیعت حاصل کی تھی مگر مروان نے محض تلوار کے زور سے حاصل کی۔

مروان نے خالد بن یزید کو اور اسکے بعد عمرو بن سعید الاشدق کو اپنا ولی عہد مقرر کیا، مروان کا لقب خیط باطل تھا اسی کے متعلق اوسکے بھائی عبدالرحمٰن بن الحکم نے یہ شعر کہا ہے؛

لحا اللہ قوما امّروا خیط باطل علی الناس یعطی ما یشاء و یمنع

ان لوگوں کو اللہ ہلاک کرے جنھوں نے لوگوں پر (خیط باطل) باریک دھاگے کو امیر بنایا وہ جو چاہتا ہے دیتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں دیتا۔

حسان بن مالک نے جو شام میں قحطانی عربوں کا رئیس اور سردار تھا مروان کے سامنے اپنی قوم کے لیئے وہی شرائط پیش کیئے جو معاویہؓ یزید بن معاویہؓ اور معاویہ بن یزید سے طے ہوئے تھے۔ ایک یہ شرط تھی کہ ان کے دو ہزار آدمیوں کی معاش بیس لاکھ ہوگی، اگر ان میں سے کوئی مرجائے گا تو اوس کا بیٹا یا بھتیجا اوس کا جانشین ہوگا۔ نیز اونھیں امر و نہی کا حق ہوگا۔ اونھیں دربار میں صدر میں جگہ دیجائیگی اور بغیر اُنکی رائے اور مشورے کے کوئی بات طے نہ ہوگی۔ مروان نے ان شرائط کو مان لیا اور حسان اوس کا مطیع ہوگیا۔ مالک بن ہبیرۃ الیشکری نے مروان سے کہا کہ ہم نے ابتک تمھاری بیعت نہیں کی ہے ہم محض دنیا کی خاطر لڑتے ہیں اسلیئے اگر تم ہمارے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنے کا وعدہ کرو جیسا کہ معاویہؓ اور یزید کرتے تھے تو ہم تمھاری مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اسکے علاوہ اگر کوئی اور غرض ہو تو بخدا تمام قریش ہمارے نزدیک برابر ہیں۔ مروان نے اسکے شرائط قبول کر لئے۔

مروان نے ضحاک بن قیس الفہری کا رُخ کیا، بنی قیس، تمام مضری عرب ان کے علاوہ بنی نزار بھی ضحاک کے ساتھ ہو گئے تھے اسکے ہمراہ بنی قضاعہ کی بھی ایک جماعت وائل بن عمرو العدوی کی قیادت میں تھی، نیز وہ پرچم بھی تھا جسے رسول اللہ صلعم نے (باندھکر) اسکے باپ کو دیا تھا۔

ضحاک اور اسکے ساتھیوں نے ابن الزبیر کی خلافت کا اظہار کرکے اوسکے لئے دعوت دی۔ دمشق سے چند میل کے فاصلے پر مرج راہط میں ضحاک اور مروان کا مقابلہ ہوا ان میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں جن میں کبھی ضحاک کو فتح ہوتی تھی اور کبھی مروان کو، آخر میں یمنی عربوں کی بہت بڑی تعداد ضحاک کے خلاف لڑنے کے لئے آگئی نیز

مروان نے بھی جنگ میں دھوکے سے کام لیا ضحاک بن قیس ابن الزبیر کی جماعت کا سردار مارا گیا بنی تیم اللات کے ایک شخص نے اُسے قتل کر دیا۔ اوسکے ہمراہ بنی نزار کے لوگ مارے گئے جن میں بنی قیس اس بُری طرح اور اتنی کثیر تعداد میں کام آئے کہ اوس کی مثال کبھی دیکھی نہیں گئی تھی۔ اسی جنگ کے بارے میں مروان نے یہ اشعار کہے ہیں۔

لما رأیت الناس صاروا حزبا — والمال لا یوخذ الا غصبا
دعوت غسانا لھم وکلبا — والسکسکین رجلا ن غلبا
والقین تمشی فی الحدید نکبا — والاعوجیات یثبن وثبا

یحملن مروان ودینا صلبا

جب میں نے دیکھا کہ لوگوں میں آزادی پھیل گئی اور وہ رعایا سے زبردستی روپیہ وصول کر رہے ہیں۔ میں نے ان کے مقابلہ کیلئے بنی غسان اور بنی کلب کو اپنی طرف بلایا اور دونوں موٹی گردن والے سکسکیوں کو اور ان دو ہزار کو دعوت دی جو سر جھکائے وفا کے ساتھ لوہے میں غرق ہو کر چلتے ہیں تیز کج گردن والے اور خمیدہ کمر گھوڑوں کو دعوت دی جو خوب چھلانگ مارتے ہیں جو مروان اور ہمارے مضبوط دین کو اپنی پشت پر لاد لیتے ہیں۔

اسی جنگ کے متعلق مروان کے بھائی عبدالرحمن بن الحکم نے یہ شعر کہا۔

اری احادیث اہل المرج قد بلغت — اہل القرات واہل الفیض والنیل

میں دیکھتا ہوں کہ مرج راہط کے لوگوں کے واقعات اہل فرات، اہل فیض اور مصر والوں کو ہو چکے ہیں۔

زفر بن حارث العامری الکلابی ضحاک کے ہمراہ تھا جب اُس نے دیکھا کہ اُس کی قوم والے بُری طرح مارے جا رہے ہیں وہ میدان جنگ سے بھاگا اور اس کے ہمراہ بنی سلیم کے دو اور شخص بھی چلے مگر ان کے گھوڑے رہ گئے مروان کے رسالے کے میمنیوں نے انھیں آلیا انھوں نے زفر سے کہا کہ تم بھاگ کر اپنے کو بچالو ہم تو اب مارے ہی جاتے ہیں، چنانچہ زفر نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور نکل گیا۔ اور وہ دونوں شخص ملا لئے گئے اور قتل کر دئے گئے۔ اسی جنگ کے متعلق زفر بن حارث الکلابی نے ایک بڑا قصیدہ لکھا ہے جسکے کچھ شعر یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

لعمری لقد ابقت وقیعۃ راہط — لمروان صدعاً بیّناً متنائیا

اپنی جان کی قسم جنگ راہط نے مروان کو نہایت سخت صدمہ پہونچایا

فقد ینبت المرعی علی دمن الثریٰ — وتبقی حزازات النفوس کما ھیا

بسا اوقات گھوڑی پر ہریالی اگ آتی ہے مگر اعلےٰ نفوس پر کوئی اثر نہیں پڑتا

اریني سلاحي لا ابا لک انني — اری الحرب لا تزداد الا تمادیا

تیرا باپ مرے میرے ہتیار میرے سامنے لا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ جنگ طول ہی کھینچ رہی ہے

اتذھب کلب لم تنلھا رماحنا — وتترک قتلی راھط ھی ما ھیا

کیا بنی کلب یونہی بیٹھے جائینگے کہ ہمارے نیزے ان تک نہ پہونچینگے اور مقتولین راہط اسی طرح پڑے رہینگے کہ ان کا بدلہ نہ لیا جائے۔

فلم ترمنّی نبوۃ قبل ھذہٖ — فراری وترکی صاحبیّ ورائیا

اس مرتبہ بھاگنے اور اپنے دونوں رفیقوں کو پیچھے چھوڑ آنے کے علاوہ مجھسے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی

عشیۃ اعدو فی القرینین لا اری — من القوم الا من علیّ ولا لیا

اس رات جب کہ میں دونوں فریقوں میں دوڑتا پھرتا تھا مجھے سب اپنے دشمن ہی دکھائی دیتے تھے اور کوئی دوست نہ تھا۔

أیذھب یوم واحد ان اسأتہ — بصالح ایامی وحسن بلائیا

کیا میری یہ جنگ جس میں میں نے پوری جوانمردی نہیں دکھائی میرے تمام گذشتہ جنگی کارناموں کو کالعدم کردے گی۔

ابعد ابن عمرو وابن معن تتابعا — ومقتل ھمام امنّی الامانیا

کیا ابن عمرو، ابن معن اور ہمام کی موت کے بعد میں کبھی کوئی آرزو کروں گا؟

جو فوجیں اس جنگ میں شریک تھیں وہ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں جو شام میں واقع تھیں چلی گئیں۔

نعمان بن بشیر حمص کا والی تھا، اس نے ضحاک کی طرفداری میں ابن الزبیر کی بیعت کے لئے تقریر کی تھی جب اسے معلوم ہوا کہ ضحاک مارا گیا اور ابن الزبیر کے طرفداروں کو کامل شکست ہوگئی وہ حمص سے بھاگا ساری رات حیران و سرگردان پھرتا رہا اور اسے کچھ خبر نہ تھی کہ کہاں جائے۔ خالد بن عدی الکلاعی نے اہل حمص کی

اوس جماعت کو لیکر جو اُس کے ہمراہ جنگ کے لئے مستعد ہوگئی تھی نعمان کا تعاقب کیا، اُسے جا ملایا اور قتل کرکے اوس کے سر کو مروان کے پاس بھیجدیا، زفر بن الحارث اس شکست کے بعد قرقیسیا آیا اور اُس پر قابض ہوگیا۔ تمام شام پر مروان کی حکومت قائم ہوگئی اوس نے ہر جگہ اپنے عمال اور عہدہ دار بھیجدیئے۔ مروان شام سے اپنی فوجوں کو لیکر مصر آیا مصر کا محاصرہ کرلیا مقبرے کے قریب خندق کھودی، اوس وقت مصری ابن الزبیر کی اطاعت میں تھے۔ انکی طرف سے ابن جحدم ان کا سردار تھا، ابورشد بن کریب بن ابرہہ بن الصباح [illegible] سردار تھا۔ معمولی سی جنگ کے بعد دونوں حریفوں نے صلح کرلی، مروان نے اکیدر ابن الحمام [illegible] مصر کو بے بس کرکے قتل کردیا۔ اس پر ابورشد نے مروان سے کہا اگر تم چاہتے تو ہم اسے آیندہ جنگ کے لئے تقمہ بنائے رکھتے (قائل کی مراد اس سے جنگ دارقمی ہے جو مدینہ میں ہوئی) مروان نے کہا میں اس سے کچھ نہیں چاہتا تھا۔

اپنے بیٹے عبدالعزیز کو مصر کا عامل مقرر کرکے مروان شام واپس آگیا، اردن کے شہر طبریہ سے دو میل کے فاصلے پر مقام [illegible] اس نے منزل کی۔ یہاں حسان بن مالک اس کے سامنے پیش کیا گیا مروان نے اوسے [illegible] ایسا طرفدار بنالیا حسان نے سب کے سامنے تقریر کی اور سب کو مروان کے بعد عبدالملک بن مروان اور اوسکے بعد عبدالعزیز کو ولی عہد خلافت تسلیم کرنیکی دعوت دی، اس تجویز کی کسی نے مخالفت نہیں کی۔

اسی ۶۵ ہجری میں دمشق میں مروان کی موت واقع ہوئی اسکے سبب موت میں ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت کا خیال ہے کہ اُسے نیزہ سے ہلاک کیا گیا۔ دوسری جماعت کہتی ہے کہ وہ اپنی موت مرا ہے بعض کہتے ہیں کہ فاختہ بنت ابی ہاشم بن عتبہ، خالد بن یزید بن معاویہ کی ماں نے اُسے قتل کیا تھا، اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ جب مروان نے پہلے پہل اپنے لئے بیعت لی تو اُسی کے ساتھ اُس نے اپنے بعد خالد بن یزید کو اور اسکے بعد عمرو بن سعید کو ولی عہد خلافت مقرر کیا تھا مگر پھر اس انتظام کو اس نے بدل دیا اور اپنے دونوں بیٹوں عبدالملک اور عبدالعزیز کو ولی عہد خلافت بنادیا۔ خالد بن یزید نے اس بارے میں مروان سے گفتگو کی اور اُسے سخت سست کہا۔ مروان برہم ہوا اُس نے کہا اے

فریہ اندام عورت کے بیٹے تو مجھسے اس طرح کلام کر رہا ہے مروان نے خالد کو ذلیل کرنے
اور اپنے قابو میں رکھنے کے لئے اسکی ماں فاختہ سے نکاح کرلیا تھا۔ خالد مروان
سے ملنے کے بعد اپنی ماں کے پاس آیا اور کہا کہ تم نے مروان سے نکاح کر کے بہت
بُرا کیا اوس نے آج مجھے ایسا کہا ہے اُس کی ماں نے کہا اب دوبارہ وہ
تجھے ذلیل نہ کرسکے گا۔

اب بعض ارباب سیر کا بیان ہے کہ سوتے ہوئے یہہ مع اپنی متعدد چھوکریوں
کے مروان پر چڑھ بیٹھی اور جب تک وہ مر نہ گیا نہ اوٹھی۔ دوسرے اصحاب یہ کہتے
ہیں کہ اُس نے دودھ میں زہر ملا کر اُسے پلا دیا جب وہ معدے میں پہونچا تو اُسے
سخت بے چینی اور گھبراہٹ ہوئی زبان بھی بند ہوگئی، عبدالملک اور دوسرے
بیٹے اُسکے پاس آئے، یہہ خالد کی ماں کی طرف سر سے اشارہ کرتا تھا تاکہ انھیں
معلوم ہو جائے کہ اسی نے اُسے مارا ہے مگر وہ ایسی ہوشیار عورت تھی کہ برابر یہی
کہتی رہی کہ میرے ماں باپ تم پر سے قربان ہوں نزع کی حالت میں بھی امیر المومنین
میرے ساتھ حسن سلوک کی تم کو وصیت کر رہے ہیں۔ اسی حالت میں وہ مر گیا۔

اس کا عہد خلافت نو ماہ کچھ دن ہے، بعض صرف آٹھ ماہ اور بعض ارباب سیر
اسکے عہد حکومت کو اس سے بھی مختلف بیان کرتے ہیں۔ ان سب بیانات کو ہم اپنی کتاب
کے اُس حصے میں بیان کرینگے جہاں ہم بنی اُمیہ کی پوری مدت خلافت کا ذکر کرینگے۔

۶۳ سال کی عمر میں مروان کی موت واقع ہوئی، بعض لوگوں نے اوسکی عمر
کے متعلق کچھ اور بیان کیا ہے، یہہ کوتاہ قامت، سرخ رنگ تھا ۲ھ ہجری میں
پیدا ہوا تھا، اپنے بیٹوں کے لئے بیعت لینے کے تین ماہ کے بعد اسکی موت واقع
ہوئی، ابن ابی خیثمہ نے اپنی کتاب تاریخ میں لکھا ہے کہ رسول اللہؐ کی وفات
کے وقت مروان کی عمر آٹھ سال کی تھی، اسکے بیس بھائی اور آٹھ بہنیں تھیں،
اولاد میں گیارہ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

مروان کی اولاد

عبدالملک، عبدالعزیز، عبداللہ، ابان، داؤد، عمر، اُم عمرو،

عبدالرحمان، ام عثمان، عمرو، ام عمر، بشر، محمد اور معاویہ، یہ اوسکی تمام اولادوں کے نام ہیں ان میں وہ بھی ہیں جو اُس کے بعد زندہ رہے اور وہ بھی ہیں جو اسکے سامنے ہی مر گئے۔

جتنی اولاد مروان نے اپنے بعد چھوڑی تھی اُس سے زیادہ یزید بن معاویہ نے چھوڑی، اسکی اولاد میں سے معاویہ، خالد، عبداللہ الاکبر، ابوسفیان، عبداللہ الاصغر، عمر، عاتکہ، عبدالرحمن، عبداللہ الاصغر، عثمان۔ عتبۃ الاعور، ابوبکر، محمد۔ یزید، ام یزید، ام عبدالرحمن، اور رملہ اسکے بعد زندہ تھے، یزید کے باپ معاویہؓ بن ابی سفیان نے اپنی اولاد میں سے یہ لوگ اپنے بعد چھوڑے عبدالرحمن، یزید، عبداللہ، ہند، رملہ اور صفیہ۔

عبدالملک بن مروان کا عہد حکومت

غرۂ رمضان ۶۵ھ شب شنبہ کو عبدالملک کے لئے بیعت لی گئی، اس نے حجاج بن یوسف کو اوسکی ہمراہی جماعت کے ساتھ عبداللہؓ بن الزبیرؓ سے لڑنے کے لئے بھیجا یہ ۱۰ر جمادی الآخر ۷۳ھ ہجری بروز سہ شنبہ قتل کئے گئے۔ ابن الزبیرؓ نے نو سال دس راتیں حکومت کی، ابن الزبیر کی مدت خلافت پر ہم آیندہ اوس حصّہ کتاب میں جہاں ہم نے بنی اُمیہ کے کل عہد حکومت کا ذکر کیا ہے مزید روشنی ڈالینگے۔

اس کے بعد ۸۲ھ ہجری میں ابن الاشعث کی بغاوت کا فتنہ برپا ہوا۔

۱۴ر شوال ۸۶ھ ہجری ہفتے کے دن عبدالملک نے وفات پائی بیعت سے وفات تک عبدالملک کا عہد حکومت ۲۱ سال ڈیڑھ ماہ رہا۔ البتہ عبداللہ ابن الزبیرؓ کی ہلاکت اور تمام لوگوں کی اطاعت کے بعد اس کا عہد حکومت سات راتیں کم تیرہ سال چار ماہ تھا۔ اور یہی اُسکی اصلی مدت خلافت ہے۔ ۶۲ سال کی عمر پائی

بعض لوگوں نے اس سے زیادہ بیان کی ہے۔ شعر کا دلدادہ تھا، مزاج میں تفاخر تھا اپنی
مدح سے خوش ہوتا تھا، سخت بخیل تھا، قتل کرنے میں جری تھا۔ اسکے عمال بھی اسی کے سے تھے۔ حجاج
عراق میں، مہلب خراسان میں، ہشام بن اسمٰعیل مدینہ میں تھا، انکے علاوہ اور لوگ بھی ایسے ہی
جابر اور سفاک تھے مگر ان میں حجاج سب سے زیادہ ظالم سفاک اور بے رحم تھا۔ حجاج کا
تفصیلی حال ہم اس باب کے آخر میں بیان کرینگے۔

عبدالملک کے اعمال و سیرت

حجاج بن یوسف کا ذکر اسکے افعال اور خاص واقعات

جب عبدالملک بن مروان بر سر حکومت ہوا تو اسے شوق پیدا ہوا کہ وہ معززین
اور اشراف سے لوگوں کے حالات دریافت کرے۔ شعبی کے سوا اور کوئی شخص اس
اہلیت کا نہ مل سکا جو اس کا ندیم خاص بنے۔ جب شعبی اسکے پاس لائے گئے اس سے
گفتگو ہوئی اور عبدالملک کے دل میں اسکی خاص وقعت ہوگئی تو عبدالملک نے اس سے
کہا کہ برائی میں میری مدد نہ کرنا اگر دربار عام میں مجھ سے کوئی غلطی ہو تو مجھے مجلس میں
نہ ٹوکنا، نہ مجھے مبارکباد کے جواب کی تکلیف دینا اور نہ خیریت مزاج اور تعزیت
کے جواب کی تکلیف دینا۔ یہ بھی نہ پوچھنا کہ امیر المومنین نے صبح کیسے کی اور شام
کیونکر گزاری۔ جتنی بات میں دریافت کروں صرف اسی کا جواب دینا۔ میری تعریف
کرنے کے بجائے میری بات کو غور سے سن لینا۔ یہ بھی جان لو کہ سننے کا فائدہ کہنے
کے فائدہ سے کم ہے، جب تم مجھے باتیں کرتے ہوئے سنو تو میری ہر بات کو یاد رکھنا۔
اور اس طرح پورے دھیان سے میری باتوں کو سننا کہ میں سمجھ لوں کہ میری باتوں
کو تم نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ میرے جواب کو کاٹنے کی کوشش نہ کرنا اور اس کوشش
میں مجھ سے زیادتی کلام کی خواہش نہ کرنا۔ سب سے برا آدمی وہ ہے جو بادشاہوں کو

فضول گوئی پر آمادہ کرتا ہے اور سب سے بدتر وہ شخص ہے جو اُن کی زبان سے استخفاف کرتا ہے، اور خفیف سا استخفاف بھی اُن کے تمام گذشتہ احسانوں کو کالعدم کر دیتا ہے اور اُس سے صیانت کا حق زائل ہو جاتا ہے، بر محل خاموشی بسا اوقات بر محل گویائی سے زیادہ بلیغ ہوتی ہے، اور جب سکوت بر محل ہو تو اُس سے سوچنے کے لئے فرصت مل جاتی ہے۔

ایک دن عبد الملک نے شعبی سے پوچھا کہ ہوائیں کدھر سے چلتی ہیں، شعبی نے کہا امیر المومنین مجھے معلوم نہیں، عبد الملک نے کہا باد شمال بنات النعش کے مطلع سے مطلع شمس تک چلتی ہے، صبا (پروا) مطلع شمس سے مطلع سہیل تک، جنوب مطلع سہیل سے مغرب شمس تک، دبور (پچھوا) مغرب شمس سے مطلع بنات النعش تک۔ ۶۵ھ ہجری میں کوفے کے شیعوں میں ایک حرکت پیدا ہوئی، امام حسینؑ کے قتل اور انہیں امداد نہ دینے پر انھوں نے اپنی ندامت کا اظہار کیا اور ایک نے دوسرے کو ملامت کی۔ اور باوجود اس بات کے کہ امام حسینؑ نے انھیں دعوت دی مگر انھوں نے اسے قبول نہ کیا اور وہ اُن کے پہلو میں شہید کر دئیے گئے اور انھوں نے اُنکی کوئی مدد نہ کی۔ انھوں نے اس بات کو اپنی سخت غلطی محسوس کیا، اور یہہ خیال کیا کہ اس جرم سے برأت صرف اسی طرح حاصل کیجا سکتی ہے کہ اُن کے قاتلوں کو قتل کیا جائے یا اس کوشش میں اپنی جانیں دیدی جائیں۔ اس کام کیلئے وہ اپنے ان پانچ سرداروں یعنی سلیمان بن صرد الخزاعی۔ مسیب بن نجبتہ الفزاری۔ عبد اللہ بن سعد بن نفیل الازدی۔ عبد اللہ بن والی التیمی اور رفاعہ بن شداد البجلی کے پاس جمع ہوئے نخیلہ میں انھوں نے چھاؤنی قائم کی۔ اس سے پہلے اُن کے اور مختار بن ابی عبید الثقفی کے درمیان طویل نامہ و پیام ہو چکا تھا اور مختار نے اس بات کی کوشش کی تھی کہ اور لوگ اس جماعت کا ساتھ نہ دیں۔ اسی موقع پر عبد اللہ بن الاحمر نے بہت سے شعر کہے ہیں جن میں لوگوں کو خروج اور جنگ پر ابھارا گیا ہے۔ یہہ دو شعر یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

صحوت وودعت الصبا والغوانیا — وقلت لاصحابی اجیبوا المنادیا

وقولوا له اذ قام یدعو الی الهدی — وقبل الدعا لبیک لبیک داعیا

میں مرض عشق سے صحت یاب ہوگیا اور میں نے جوانی کے شوق اور نوجوان خوبصورت عورتوں
کو رخصت کر دیا اور اپنے دوستوں سے کہدیا کہ وہ پکارنے والے کی دعوت قبول کریں،
اور جب کوئی امام ہدایت کے لئے دعوت دے تو وہ اُس پر لبیک کہیں۔

یہ ایک طویل قصیدہ ہے جس میں شاعر خروج کے لئے برانگیختہ کر رہا ہے، امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کا مرثیہ کہہ رہا ہے، اُن کا ساتھ چھوڑ دینے پر شیعوں کو ملامت کر رہا ہے اور بیان کر رہا ہے کہ انھوں نے امام حسینؑ کی مدد نہ کر کے جن کبائر کا ارتکاب کیا تھا اب وہ اُن سے تائب ہو گئے ہیں، اسی قصیدے میں اسکے یہ شعر بھی ہیں۔

الا و انع خیر الناس جداً و والداً حسیناً لاھل الدین ان کنت ناعیا

اگر تو کسی کی خبر مرگ دین داروں کو سنانا چاہتا ہے تو حسینؓ کی خبر مرگ سنا جو اپنے نانا اور باپ کے اعتبار سے دنیا کے سب سے بہتر آدمی تھے۔

لیبک حسینا مجرد ذو خصاصۃ عدیم وایتام تشکی المو الیا

ننگوں، بھوکوں، فقرا اور اُن یتیموں کو جو اپنے چچیرے بھائیوں کے ہاتھوں نالاں ہیں سزاوار ہے کہ وہ حسینؓ پر گریہ کریں۔

فاضحی حسین للرماح دریۃ وغود رمسلو با لدی الطف ثاویا

اور حضرت امام حسین نیزوں کا نشانہ بن گئے اور ان کے لباس اور اسلحہ کو اتار کر ان کو طف کے پاس پڑا رہنے دیا گیا

فیا لیتنی اذ ذاک کنت شھدتہ فضاربت عنہ الشامتین الاعادیا

کاش میں اُن کے ساتھ جنگ میں موجود ہوتا تو اُنکی حمایت میں بدبخت دشمنوں پر خوب شمشیر زنی کرتا۔

سقی اللہ قبراً ضمن المجد والتقیٰ بغربیۃ الطف الغمام الغوادیا

اللہ اس قبر کو جو شرافت اور تقوی کو آغوش میں لئے ہوئے طف کے مغرب میں واقع ہے صبح بہار کے برسنے والے ابر سے سیراب کرتا رہے۔

فیا امۃ تاھت وضلت سفاھۃ انیبوا فارضوا الواحد المتعالیا

اے وہ قوم جو اپنی حماقت کی وجہ سے گمراہ اور سرگرداں ہوگئی۔ تجھے چاہئے کہ تو اللہ

کی اطاعت اختیار کر لی تاکہ اس یکتائے بزرگ کو خوش کرے۔

اب یہہ جماعت ان مذکور الصدر سرداروں کی قیادت میں روانہ ہوئی اُس وقت عبداللہ بن الاحمر یہہ رجز پڑھ رہا تھا۔

خرجن یلمعن بنا ارسالا   عوابسا یحملننا ابطالا
نرید ان نلقی بها الاقیالا   الفاسطین الغدر والضلالا
وقد رفضنا الولد والاموالا   والخافرات البیض والحجالا

نرضی به ذا النعم المفضالا

ہم اس حال میں روانہ ہوئے کہ تیز رفتار گھوڑے ہم بہادروں کو بجلی کی سرعت سے لئے جا رہے تھے۔ تاکہ ہم اُن کے ذریعے سے فریب اور گمراہی کے سرگروہوں کا مقابلہ کریں۔ ہم نے اپنے بے حد نعمت بخشنے والے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی اولاد۔ مال۔ خوبصورت عورتوں اور عروسی پردوں کو خیرباد کہہ دیا ہے۔

یہ جماعت فرات کے کنارے قرقیسیا آئی یہاں زفر بن الحرث الکلابی بھی مقیم تھا، اُس نے بہت سے تحائف ان لوگوں کو بھیجدیئے یہہ قرقیسیا سے روانہ ہوئے اور چاہتے تھے کہ عین الوردہ دشمن سے پہلے پہونچ جائیں۔ عبیداللہ بن زیاد تیس ہزار فوج کے ساتھ شام سے ان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو چکا تھا اور مقام رقہ سے اُسکے مقدمۃ الجیش کے یہہ پانچ سردار حصین بن نمیر السکونی۔ شرحبیل بن ذی الکلاع الحمیری، ادہم بن محرز الباہلی، ربیعہ بن المخارق الغنوی اور جبلہ بن عبداللہ الخثعمی علیحدہ ہو گئے تھے جب یہہ سردار عین الوردہ پہونچ گئے تو ان میں اور اہل کوفہ میں جنگ شروع ہو گئی۔ اس سے پہلے بھی ان دونوں فریقوں کے طلائع میں معمولی جھڑپیں ہو چکی تھیں سلیمان بن صرد الخزاعی شامیوں کی ایک بڑی جماعت کو قتل کرنے اور میدان جنگ میں پوری داد شجاعت دینے اور اپنے ساتھیوں کو مرنے مارنے کی ترغیب و تحریص دینے کے بعد شہید ہوا۔ یزید بن الحصین بن نمیر نے اسکے تیر مارا تھا۔ اسکے شہید ہونے کے بعد توابین کے نشان کو مسیب بن نجبۃ الفزاری نے اٹھا لیا یہ حضرت علیؑ کے بڑے ساتھیوں میں سے تھا اس نے شامیوں پر جوابی حملہ کیا اسوقت وہ یہہ شعر پڑھتا جاتا تھا۔

قد علمت میالۃ الذوائب | واضحۃ اللبات والترائب
انی غداۃ الروع والمقانب | اشجع من ذی لبدۃ مواثب

دراز گیسو، ابھرے ہوئے سینے اور ہنسلیوں والی عورت اس بات سے واقف ہے کہ میں شہسواروں کے مجمع میں جنگ کے وقت شیر ببر سے زیادہ شجاع ہوں۔

یہ نہایت بہادری سے دشمن سے لڑا اور مارا گیا، توابین کا گروہ پھر سامنے آیا انھوں نے اپنے نیام توڑ ڈالے، شامیوں کی فوج کا دل بادل رات کی طرح اس گروہ پر چھا گیا اور وہ پکارتے جاتے تھے "جنت کی طرف بڑھو ابی تراب کی جماعت کے بقیہ لوگوں کی طرف بڑھو، جنت سامنے ہے"

مسیّب کے بعد توابین کے جھنڈے کو عبداللہ بن سعد بن نفیل نے اٹھالیا اور انکی امداد کے لیے اہل بصرہ اور اہل مدائن کے پانچسو شہسوار وں کی جمعیت مثنیٰ بن مخرمہ اور سعد بن حذیفہ کی قیادت میں سرعت کیساتھ سیدھ کوچ کرتی ہوئی آرہی تھی اور یہ لوگ کہتے جاتے تھے اے رب تو ہماری زیادتی کو معاف کردے ہم نے توبہ کرلی ہے عبداللہ بن سعد بن نفیل سے عین لڑائی میں کہا گیا کہ بصرے اور مدائن سے ہمارے بھائی ہماری مدد کو آگئے ہیں عبداللہ نے کہا کاش وہ ہماری زندگی میں آجائیں اس وقت اہل الشام کا سب سے پہلا شخص جو میدان جنگ میں پہنچا وہ کثیر بن عمرو المزنی تھا سعد بن ابی سعد الحنفی اور عبداللہ بن الخنظل الطائی نیزہ سے ہلاک کردیے گئے عبداللہ بن سعد بن نفیل بھی مارا گیا توابین کے جو لوگ بچے انھیں محسوس ہوا کہ وہ اپنے مقابل شامیوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ شامیوں کے مقابلے سے رفاعہ بن شداد البجلی کی قیادت میں پسپا ہوئے۔ ابوحویرث العبدی اس جماعت کے پیچھے تھا تاکہ دشمن سے بچائے۔

جب شامیوں نے دیکھا کہ باوجود قلت تعداد کے یہ لوگ اس بے جگری اور پامردی سے لڑے ہیں تو انھوں نے ان سے صلح کرلی اور ایک نے دوسرے کے مقابلہ سے علیحدگی اختیار کی۔ اہل کوفہ، اہل المدائن اور اہل بصرہ اپنے اپنے مقامات کو چلے گئے، اس جماعت کا ایک شخص عین الوردہ سے واپسی میں ان اشعار کو بلند آواز میں پڑھتا ہوا سنائی دیا۔

یا عین بکی ابن الصرد | بکی اذا اللیل خمد
کان اذا الناس نکد | تخاله فیہ اسد
مضی حمیدا قد رشد | فی طاعۃ الاعلی الصمد

اے میری آنکھ تو ابن الصرد پر گریہ کر۔ اوس وقت گریہ کر جب رات خاموش ہو جائے، وہ ایسا بہادر تھا کہ جب دوسرے نکمے ثابت ہوتے تھے تو اُسے جنگ میں شیر جیال کرتی، وہ سب کی تعریفوں کو اپنے ساتھ لیکر اپنے بزرگ و بے نیاز رب کی طاعت کی ہدایت پاکر اس جہان فانی سے گزر گیا۔

ابو مخنف لوط بن یحییٰ اور دوسرے ارباب تاریخ و سیر نے اُن لوگوں کے نام بیان کئے ہیں جو عین الوردہ کی جنگ میں سلیمان بن صرد الخزاعی کے ہمراہ شامیوں کے ہاتھوں مارے گئے مگر وہ تعداد کم ہے۔ ابو مخنف نے اپنی کتاب میں جہاں عین الوردہ کی جنگ اور توابین کا حال لکھا ہے وہاں ایک قصیدہ بھی نقل کیا ہے اور اُسے اعشیٰ ہمدانی کی طرف منسوب کیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا قصیدہ ہے جس میں توابین کا مرثیہ ہے اور انکی کارگذاری کو سراہا گیا ہے اوسکے بعض اشعار نقل کئے جاتے ہیں۔

توجہ من دون التنیۃ سائرا الی ابن زیاد فی الجموع الکتائب

وہ گھاٹی سے اتر کر رسالے کے دستوں کے ساتھ ابن زیاد کی طرف چلا۔

فساروا وهم من بين ملتمس التقى وآخر مما جر بالامس تائب

ان میں دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ جو تزکیہ نفس حاصل کرنا چاہتے تھے اور دوسرے وہ جو کل ہی اپنے گذشتہ فعل سے تائب ہوئے تھے۔

فلاقوا بعین الوردۃ الجیش فاصلا علیہم فحیوہ ببیض قواضب

مقام عین الوردہ میں وہ اپنے سے کہیں زیادہ لشکر کے مقابل ہوئے اور پھر انھوں نے شمشیر براں کے ذریعے سے اپنے دشمنوں سے ملاقات کی۔

فجاءهم جمع من الشام بعده جموع کموج البحر من کل جانب

اُن پر شامی فوجیں پے در پے ہر سمت سے سمندر کی موج کی طرح آپڑیں۔

فما برحوا حتی ابیدت جموعهم ولم ینج منهم ثم غیر عصائب

جب تک اونکی تمام جماعتیں ہلاک نہ ہوگئیں وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے اور اسوقت ان میں سے صرف چند دستوں کے علاوہ اور کوئی نہ بچا۔

وغودر اهل الصبر صرعى فاصبحوا تعاورهم ریح الصبا والجنائب

مستقل مزاج جوانمرد میدان جنگ میں کام آگئے اور اب مشرقی اور جنوبی ہوائیں باری باری ان پر خاک اڑا رہی ہیں۔

واضحی الخزاعی الرئیس مجدلاً کان لم یقاتل مرۃ و یحارب
اس فوج کا سردار خزاعی بھی اس طرح مارا گیا کہ جیسے کبھی وہ لڑا ہی نہ تھا۔

وعمرو بن عمرو وابن بشر وخالد وبکر و زید والحلیس ابن غالب
عمرو بن عمرو، ابن بشر، خالد۔ بکر۔ زید اور حلیس بن غالب سب مارے گئے۔

ابوا غیر ضرب یفلق الہام وقعہ وطعن باطراف الاسنۃ صائب
انھوں نے شمشیر کی اس ضرب کے سوا جو کاسۂ سر کو جدا کر دیتی ہے اور نشانے پر بیٹھنے والی نیزہ زنی کے علاوہ ہر شئے کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

فیا خیر جیش للعراق واھلہ سقیتم روایا کل اسحم ساکب
اے عراق اور اہل عراق کی بہترین فوج خدا کرے کہ تمہاری قبروں کو کثرت سے برسنے والا سیاہ ابر سیراب کرتا رہے۔

فلا تبعدوا فرساننا وحماتنا اذا البیض ابدت عن خدام الکواعب
جب جنگ کھلم کھلا شروع ہو جائے خدا نہ کرے کہ اُس وقت ہمارے شہ سوار اور حامی موجود نہ ہوں۔

فان یقتلوا فالقتل اکرم میتۃ وکل فتیً یوما لاحدی الشواعب
اگر وہ مارے جاتے ہیں تو کیا ہوا سب سے بہتر موت میدان جنگ کی موت ہے اور ہر شخص ایک نہ ایک دن کسی نہ کسی قسم کی موت سے مرنے والا ضرور ہے۔

وما قتلوا حتی اصابوا عصابۃ محلین حورا کالیوث الضوارب
جب تک انھوں نے ایک بڑی جماعت کو قتل نہیں کر دیا وہ مارے نہیں گئے، انھوں نے دشمنوں کو کامل طور سے تباہ کر ڈالا۔ اور وہ اس طرح لڑے جس طرح بینڈھے لڑا کرتے ہیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ عین الوردہ کی جنگ ۶۶ ھ ہجری میں ہوئی تھی۔

۶۵ ھ ہجری عبدالملک کے عہد میں حارث الاعور حضرت علیؓ کے رفیق نے وفات پائی۔ اس نے ایک دن حضرت علیؓ سے کہا امیرالمومنین آپ نہیں دیکھتے کہ لوگوں نے قرآن کو چھوڑ کر تمام تر توجہ حدیثوں پر مبذول کر دی ہے، حضرت علیؓ نے پوچھا کیا واقعی ایسا ہے اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ ایک فتنہ برپا ہوگا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اس سے نکلنے کا کیا ذریعہ ہے؟ آپ نے فرمایا کتاب اللہ، اس میں تم سے اگلے لوگوں کے واقعات ہیں اور تمھارے بعد آنیوالوں کی حالت بھی بیان کر دی گئی ہے، اور یہ تمھارے لئے حکم ناطق ہے یہ فیصل ہے ہزل نہیں، جو سرکش اسے چھوڑ دے گا اللہ اسے تباہ کر دے گا، جو قرآن کے علاوہ اور کسی چیز کو اپنا ہادی بنائے گا، اللہ اسے گمراہ کر دے گا، یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے، معمور از حکمت بیان ہے، اور سیدھا راستہ ہے قرآن وہ کلام ہے جس سے عقلیں بے راہ نہیں ہوتیں اور نہ زبانیں اسے غلط ملط کر لیتی ہیں اور اسکے عجائب کبھی ختم نہیں ہوتے جیسا علم اس سے حاصل ہوتا ہے اور کسی کتاب سے نہیں ہوتا۔ یہی وہ کتاب ہے کہ جب جنوں نے اسے سُنا تو وہ پکار اٹھے

انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد

ہم نے قرآن کو سنکر اسے عجیب پایا وہ سعادت کی طرف رہنمائی کرتا ہے

جس نے قرآن کے مطابق بات کی وہ سچا ہوا جو اس سے ہٹ گیا وہ حد سے متجاوز ہو گیا۔ جس نے اس پر عمل کیا اس نے اسکی جزا پائی جس نے اسے مضبوط پکڑا اوسے سیدھی راہ مل گئی۔ اے اعور قرآن کو مضبوط پکڑ و"

عین الوردہ کی جنگ کے بعد عبید اللہ بن زیاد اپنی شامی فوجوں کو لیکر عراق چلا جب ۶۶ھ ہجری میں موصل پہونچا تو اس کا ابراہیم بن الاشتر النخعی سے مقام جاتر پر مقابلہ ہوا، ابراہیم مختار کی جانب سے عراق کے رسالہ کا سپہ سالار تھا اس مقام پر نہایت شدید جنگ ہوئی، ابن مرجانہ عبید اللہ بن زیاد حصین بن نمیر، شرجیل بن ذی الکلاع ابن حوشب ذی ظلیم۔ عبد اللہ بن ایاس السلمی ابو اشرس اور غالب الباہلی شامیوں کے بڑے سردار اس جنگ میں مارے گئے۔

شامیوں کو اس وجہ سے یہ ہزیمت ہوئی کہ عمیر بن الحباب السلمی اس فوج میں عبید اللہ بن زیاد کے میمنے کا سردار تھا۔ اسکے ہم قوموں یعنی بنی مضر اور بنی نزار کی مرج راہط کی جنگ میں جو درگت بنی تھی وہ اسے یاد تھی۔ عین جنگ میں اس نے اپنی قوم والوں کو پکارا کہ اس وقت مضر اور نزار کا بدلہ لو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شامی فوج میں جس قدر مضری، نزاری اور ربیعہ عرب تھے وہ سب کے سب

مخطانی عربوں پر ٹوٹ پڑے اور انھیں بُری طرح مار بھگایا۔
اس جنگ سے پہلے عمیر ابراہیم کا مپرفشی رہ چکا تھا اور اس موقع پر یہ دونوں پوشیدہ طور پر ملکر مذکورہ بالا چال پر عمل کرانے کے لئے اتفاق کر چکے تھے۔ ابراہیم نے ابن زیاد وغیرہ کے سروں کو مختار کے پاس بھیجدیا مختار نے انھیں عبداللہ بن الزبیرؓ کے پاس مکے بھیجدیا۔
عبدالملک خود بھی اس شامی فوج کی طرف روانہ ہوا البطنان آکر ٹھہر گیا ابن زیاد کی جنگ کا انتظار کرنے لگا۔ رات کے وقت اُسے اپنی فوج کی کامل ہزیمت اور ابن زیاد وغیرہ کے مارے جانے کی اطلاع ملی۔ نیز اُسی رات کو اُسے اپنے سردار حبیش بن دلجہ کے قتل کی خبر ملی یہ ابن الزبیر سے لڑنے کے لیئے مدینہ کی فوج کا سردار تھا، پھر اُسے معلوم ہوا کہ ابن الزبیر کی جانب سے ناتل بن قیس فلسطین میں گھس آیا ہے، اور خود مصعب بن الزبیر مدینے سے فلسطین آرہا ہے، نیز روم کا بادشاہ لاوی بن خلنط شام کی سمت بڑھتا ہوا مصیصہ پہونچ گیا ہے، پھر اُسے معلوم ہوا کہ دمشق کے غلاموں اوباشوں اور بدمعاشوں نے اہل دمشق پر خروج کیا ہے اور وہ پہاڑ پر قابض ہیں، پھر یہ بات معلوم ہوئی کہ دمشق کے جیل خانے کے قیدیوں نے سرکشی کی اور وہ زبردستی جیل توڑکر نکل آئے ہیں۔ پھر معلوم ہوا کہ بدوی عربوں کے رسالوں نے حمص، بعلبک اور بقاع وغیرہ کے علاقوں پر چھاپے مارے اور غارتگری کی غرض کہ اس رات جتنی باتیں عبدالملک سے کہی گئیں وہ اسی قسم کی پریشان کن تھیں مگر باوجود اس کے آج اُسکے چہرہ سے جس قدر بشاشت، شگفتگی اور اطمینان قلب نمایاں تھا اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا اسی طرح گفتگو میں بھی اس قدر متانت تھی کہ اُسکی کسی بات یا کسی حرکت سے کوئی پریشانی ظاہر ہوتی تھی اور ایسے استقلال تحمل اور سکون سے اُس نے یہ واقعات سُنے جو بادشاہوں کے شایاں تھے۔
عبدالملک نے بادشاہ روم کو روپیہ اور تحائف بھیجدیئے اور اس وجہ سے اُسنے اپنا ارادہ ترک کردیا اور عبدالملک نے اس سے صلح کرلی، اب ناتل بن قیس کے مقابلے کے لیئے خود فلسطین آیا اجنادین میں دونوں کا مقابلہ ہوا ناتل مع اپنے اکثر ساتھیوں کے مارا گیا۔ جو بچے وہ بھاگ گئے۔ جب مصعب بن الزبیر کو فلسطین

آتے ہوئے راستے میں تھا نائل کے قتل اور اسکی فوج کی ہزیمت کی اطلاع ہوئی وہ مدینے واپس چلا گیا، اسی کے متعلق ایک کلبی نے جو مروانیوں کا طرفدار تھا یہ شعر کہا ہے۔

قتلنا باجناد بن سعد ونائلا قتیلا بهما لاقی حبیش ومنذر

ہم نے اجناد بن سعد اور نائل کو حبیش اور منذر کے بدلے میں قتل کر دیا۔

اس جنگ کے بعد عبد الملک دمشق آگیا اور وہیں مقیم ہوگیا۔ ابراہیم بن الاشتر آگے بڑھکر نصیبین آیا اور یہاں فروکش ہوگیا اہل جزیرہ اُسکے خوف سے اپنے اپنے قلعوں میں بند ہو کر بیٹھ گئے پھر اس نے نصیبین پر کسی اور کو اپنا جانشین بنا دیا اور خود کوفے میں مختار کے پاس چلا آیا۔

سنہ ہجری میں مصعب بن الزبیر بصرہ سے کوفہ روانہ ہوا، اوسکے بھائی عبداللہ بن الزبیر نے اُسے تمام عراق کا والی بنا کر بھیجا تھا مصعب حرورا پہونچکر ٹھہر گیا یہاں مختار سے مقابلہ ہوا، دونوں میں کئی شدید معرکے ہوئے جن میں ہزاروں آدمی مارے گئے۔ مختار کو شکست ہوئی محمد بن الاشعث مع اپنے دو بیٹوں کے مارا گیا، مختار کوفہ کے سرکاری قصر میں گھس کر قلعہ بند ہوگیا ہر روز مصعب سے لڑنے نکلتا تھا، مصعب کے ہمراہ بہت سے اہل کوفہ تھے اور مختار کے ساتھ شیعوں کا ایک انبوہ عظیم تھا جنھیں خشبیہ اور کیسانیہ وغیرہ ناموں سے پکارا جاتا تھا ایک دن مختار ایک چتکبری مادہ خچر پر سوار ہو کر مصعب کے مقابلہ کے لئے سرکاری قصر سے نکلا بنی حنیفہ کے عبد الرحمن بن اسد نے اوسپر حملہ کر کے قتل کر دیا اور اُس کا سر کاٹ لیا۔ اب مصعب کی فوج نے اسکے قتل کا اعلان کر دیا اور اُس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ مختار کے جو ہمراہی قصر امارت میں رہ گئے تھے انھیں امان دینے سے مصعب نے انکار کر دیا اس بنا پر ان میں اسوقت تک جنگ جاری رہی جبتک کہ ضروریات زندگی کے بند ہو جانے سے اونکی حالت سقیم نہ ہو گئی، اسکے بعد مصعب نے انھیں امان دی اور پھر سب کو قتل کر دیا مختار کے ہمراہ عبید اللہ بن علیؓ بن ابی طالب بھی مارا گیا، اس سے پہلے مختار کے ساتھ اس کا ایک قصہ پیش آچکا تھا یہ مختار سے علیحدہ ہو کر بصرہ آگیا تھا اور جب وہاں اُسے مصعب کی جانب سے

اپنی جان کا خوف ہوا تو یہ اسی کی فوج میں اس کے ساتھ بصرہ سے روانہ ہوا۔ ہم نے
ان تمام واقعات کو اپنی کتاب اخبار الزمان میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔
ان لوگوں کا شمار جو مختار کے ہمراہ مصعب کے ہاتھوں مارے گئے سات ہزار کیا گیا، یہ سب کے
سب حضرت حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے کھڑے ہوئے تھے اور یہی حضرت امام حسینؑ کے
قاتلوں کے قاتل تھے مصعب نے ان سب کو قتل کر دیا اور ان کا نام خشبیہ رکھا۔
مصعب اسکے بعد بھی کوفے اور دوسرے مقامات کے شیعوں کے قتل کا درپے رہا۔
مختار کی بیویاں اس کے پاس لائی گئیں مصعب نے ان سے کہا کہ تم مختار سے اپنی
برات کا اظہار کر دو، ان دو بیویوں بنت سمرہ بن جندب الفزاری اور نعمان
بن بشیر الانصاری کی پوتی کے علاوہ اور سب نے مختار سے اپنی بے تعلقی کا اعلان
کر دیا مگر ان دونوں نے کہا کہ ہم کیونکر ایسے شخص سے تبرا کر سکتے ہیں جو اللہ کو اپنا
رب کہتا تھا۔ دن میں روزہ رکھتا تھا، رات بھر نماز پڑھتا تھا جس نے رسول اللہ
صلعم کے نواسے اور ان کے اہل بیت اور طرفداروں کا بدلہ لینے کی خاطر اللہ اور رسول
کے لئے اپنی جان قربان کر دی اور اللہ نے اوسے دشمنوں کو اوسکے قابو میں دیدیا
جس سے سب کے جی ٹھنڈے ہو گئے مصعب نے ان دونوں کا حال اپنے بھائی
کو لکھدیا انھوں نے حکم دیا کہ اگر وہ اپنے خیالات سے باز نہ آئیں اور مختار سے تبرا
نہ کریں تو دونوں کو قتل کر دیا جائے۔ اب مصعب نے ان دونوں سے کہا کہ یا تو
حکم کی تعمیل کرو ورنہ یہ تلوار موجود ہے، بنت سمرہ نے اپنے خیالات ترک کر دئے
مختار سے بے تعلقی کا اظہار کیا اور کہا کہ اگر تلوار کے ذریعے سے تم مجھے کفر کی دعوت
بھی دیتے تو میں اسے بھی قبول کر لیتی۔ میں شہادت دیتی ہوں کہ مختار کافر تھا مگر نعمان
بن بشیر کی پوتی نے صاف انکار کر دیا اور کہدیا کہ جب شہادت مجھے مل رہی ہے تو
یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اسے چھوڑ دوں، اسے سے کیا؟ ایک لمحہ کے لئے موت پھر
سامنے جنت ہے اور رسول اللہ اور اہل بیت کی زیارت، یہ نہ ہوگا کہ میں ابن
ابن ابی طالب کو چھوڑ کر ابن ہند کے ساتھ ہو جاؤں میں اپنے باپ کی اتباع کرتی ہوں،
اور اس بات کی شہادت دیتی ہوں کہ میں نبی اکرم، آن کے ابن عم اہل بیت
اور ان کے طرفداروں کی شیعہ ہوں۔ یہ کہکر وہ آگے بڑھی اور بے کسی کی حالت میں

قتل کردی گئی۔ اسی کے متعلق کسی شاعر نے یہ شعر کہے ہیں۔

ان من اعجب العجائب عندی قتل بیضاء حرۃ عطبول
قتلوھا ظلما علی غیر جرم ان للّٰہ درھا من قتیل
کتب القتل و القتال علینا وعلی الغانیات جر الذیول

میرے نزدیک سب سے زیادہ عجیب واقعہ ایک خوبصورت شریف زادی کا قتل کر دینا ہے، ان لوگوں نے اُسے بے خطا مار ڈالا، وہ کس قدر عمدہ مقتول ہوئی، مرنا اور مارنا تو مردوں کو سزاوار ہے، اور عورتوں کو تو دامن اٹھا کر چلنا ہی زیبا ہے۔

ہم نے ابتک اپنی اِس کتاب میں مہلب کا ذکر نہیں کیا ہے، اور نہ اُسکے نافع بن الازرق کو قتل کرنے کے واقعے کو جو ۶۵ھ ہجری میں واقع ہوا تھا بیان کیا ہے، نافع وہ شخص ہے جسکی طرف خارجیوں کا گروہ ازارقہ منسوب ہے، ہم نے اِس واقعہ کو اپنی کتاب اخبار الزمان میں جہاں ہم نے مہلب کے ساتھ خارجیوں کی جنگ کا ذکر کیا ہے بیان کیا ہے اور اسی موقع پر ہم نے مرداس بن عمرو بن بلال التمیمی، عطیہ بن الاسود الحنفی، ابو فدیک، شوذب الشیبانی، سوید الشیبانی، خطاشۃ الشیبانی، مہذب السکونی، قطری بن الفجاءۃ۔ ضحاک بن قیس الشیبانی کے حالات لکھے ہیں نیز ابن الماحوز الخارجی کی مہلب سے جنگ، اُس کا قتل ہونا اور اِس جنگ میں خارجیوں کی مہلب کے مقابلہ میں شکست کے واقعے کو بیان کیا ہے۔ اسی طرح عمان اور یمن کے خارجی مثلاً ابو حمزۃ المختار بن عوف الازدی اور ابن بیہس الہیصمی کا حال اسی مقام پر بیان کر دیا ہے نیز ہم نے ان کے مختلف فرقوں کے اختلافات اور فرق کو بھی بیان کر دیا ہے، یہ باتیں ہم نے خوارج کے اصول دیانات کے عنوان کے تحت اپنے مقالات میں بیان کی ہیں، وہ فرقے یہ ہیں، عمان کے ازدی شراۃ، ازارقہ، نجدات، حمزیہ، جابیہ اور صفریہ وغیرہ، ان کی سکونت کے علاقہ اور شہروں کا بھی ذکر کیا ہے جیسے بلاد سجار، تل اصفر جو بنی ربیعہ کے علاقے میں واقع ہے، سن بوازیج، حدیثہ جو موصل کے علاقے کے متصل واقع ہے، پھر ان کرد خارجیوں کا ذکر کیا ہے جو شراۃ تھے اور آذربیجان میں سکونت پذیر تھے۔ ان میں سے اسلم ابن شادلویہ مشہور سردار ہوا ہے، اس نے ابن ابی ساج کے تحت علاقہ آذربیجان۔ ران

بیلقان اور آرمینیا پر قبضہ کر لیا تھا۔ نیز ہم نے اُن خارجیوں کا بھی ذکر کیا ہے جو سجستانی۔ ہرات کے پہاڑوں، کوہستانہ اور خراسان کے علاقۂ بوشنج میں جاکر آباد ہو گئے تھے، اسی طرح ان خارجیوں کا ذکر کیا ہے جو سندھ و کرمان کے درمیان سمندر کے کنارے مکران کے علاقے میں جا بسے ان میں اکثر صفریہ اور حمزیہ فرقے کے خارجی تھے، ان میں سے بعض کرمان اور فارس کے درمیان جباحک اور علاقۂ اصطخر کے مقام حراہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ نیز ان خارجیوں کا بھی ذکر ہے جو ملک مغرب کے مقام تاہرت اور حضرموت وغیرہ میں آباد ہو گئے تھے۔

۶۸ھ ہجری میں عبد الملک کے عہد میں ابو العباس عبد اللہ بن العباسؓ بن عبد المطلب نے طائف میں انتقال کیا، بعض لوگوں نے ان کا سنہ وفات ۶۹ھ ہجری بیان کیا ہے۔ ان کی ماں لبابہ حارث بن حزن کی جو عامر بن صعصعہ کی اولاد میں تھا بیٹی تھی، اکہتر سال عمر پائی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ہجرت نبوی سے تین سال پہلے ان کی پیدائش ہوئی تھی، سعید بن جبیر خود ابن عباس سے مروی ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ کی وفات کے وقت انکی عمر دس سال کی تھی۔ محمد بن الحنیفیہ نے انکی نماز جنازہ پڑھائی، حضرت علیؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پر روتے روتے انکی بصارت جاتی رہی تھی۔ بڑی سی داڑھی تھی۔ بڑھاپے کی وجہ سے مہندی لگاتے تھے، انھیں کے یہ شعر ہیں۔

ان یاخذ اللہ من عینی نورھما ۔۔۔ ففی لسانی وقلبی منھما نور

قلبی ذکی وعقلی غیر مدخل ۔۔۔ وفی فمی صارم کالسیف ماثور

اگر اللہ نے میری دونوں آنکھوں کی بصارت لے لی تو کچھ ہرج نہیں میری زبان اور میرے دل میں انکے بجائے بصارت موجود ہے۔ میرا دل روشن ہے اور عقل پاک و صاف ہے اور میرے منہ میں تلوار کے مانند قاطع زبان ہے۔

پیدا ہونے کے بعد جب انھیں انکی خالہ میمونہ زوجۂ رسول اللہ صلعم کے گھر میں نہلانے کے لئے پانی رکھا گیا تو حضور نے ان کے لئے دعا فرمائی اور فرمایا اے اللہ تو اسے اپنے دین کا فقیہ بنا اور کلام پاک کی تاویل سکھا۔

ابن عباس سے پوچھا گیا کہ تصفیہ کے لئے جب دو حکم مقرر ہوئے تو حضرت علیؓ

نے بجائے حضرت موسیٰ اشعری کے آپ کو کیوں نہیں مقرر کیا، تو آپ نے فرمایا کہ تقدیر الٰہی حائل ہوگئی، نیز مہلت بہت کم تھی اور جنگ کی صورت سے پریشانی لاحق ہوگئی تھی، بخدا اگر میں اونچی جگہ مقرر کیا جاتا تو جس چیز کو انھوں نے بنایا تھا اُسے توڑ دیتا اور جس چیز کو انھوں نے توڑا تھا اُسے بنا دیتا جب وہ آسمان پر اڑتے میں زمین پر چلتا جب وہ زمین پر چلتے اُس وقت میں آسمان پر اڑتا۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے جو تقدیر میں لکھا تھا وہ پورا ہوگیا اب محض افسوس باقی ہے آج کے بعد کل آنیوالا ہے اور آخرت اہل تقویٰ کے لئے ہے، انکی حسب ذیل اولاد ہے، علی جو خلفائے بنی عباس کے مورث اعلےٰ ہیں۔ عباس۔ محمد۔ فضل۔ عبدالرحمان۔ عبیداللہ۔ لبابہ، زرعہ بنت مشرح الکندیہ ان کی ماں تھی، ان میں سے عبیداللہ، فضل اور محمد کی کوئی اولاد باقی نہیں۔

سنہ ہجری میں عبدالملک نے عمرو بن سعید بن العاصی الاشدق کو قتل کردیا۔

اس کا نام عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے، ذی وجاہت فصیح اور بہادر آدمی تھا، حکومت کے بارے میں اسکے اور عبدالملک کے درمیان طویل بحثیں اور مراسلت ہوتی رہی ہے، ایک خط میں عبدالملک نے اُسے لکھا کہ تو خلافت کی خواہش رکھتا ہے حالانکہ تو اُس کا اہل نہیں ہے، عمرو نے اسکے جواب میں لکھا، "نعمتوں کی مسلسل فراوانی نے تم کو مغرور بنا دیا۔ حکومت کے نشے نے تم کو بدمست کر دیا تم نے وہ رویہ چھوڑ دیا جس پر تم نے اتفاق کیا تھا اب اُس جانب بلاتے ہو جسے چھوڑ چکے تھے اگر نسب میں کوئی خرابی ہوتی تو مدعی حصول مراد سے مایوس ہوتا۔ ابھی تک نہ حکومت بدلی ہے اور نہ صاحب شرافت ذلیل ہوا ہے، عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ شہوت کسے ہلاک کرتی ہے اور کون اس بدمستی کا اسیر ثابت ہوتا ہے"۔

جب عبدالملک زفر بن حارث الکلابی کے مقابلہ کے لیے [illegible] رحبہ میں مقیم تھا گیا تھا اُس نے عمرو بن سعید کو دمشق میں اپنا نائب مقرر کیا تھا، عبدالملک کو معلوم ہوا کہ دمشق میں عمرو نے لوگوں کو بیعت کے لئے دعوت دی ہے۔ وہ فوراً دمشق واپس آیا۔ عمرو قلعہ بند ہوگیا۔ عبدالملک نے اُسے اپنی قرابت کا واسطہ دیا اور سمجھایا کہ اپنے اس اتفاق اور خاندان کی بات کو نہ بگاڑو۔ جو کچھ تم نے کیا ہے اس سے ابن الزبیرؓ کی دعوت کو قوت پہنچیگی۔ تم میری اطاعت قبول کر لو میں تم کو ولی عہد بنادونگا

عمرو راضی ہوگیا اور عبدالملک دمشق آگیا۔ عمرو ہمیشہ اُس سے بچتا اور ڈرتا رہتا تھا،
پانسو آدمی ہمیشہ اوسکی جلو میں رہتے، جہاں یہ جاتا یہ اُسکے ساتھ جاتے۔

اُس باب میں اہل سیر کا اختلاف ہے کہ عبدالملک نے کس طرح عمرو کو قتل
کیا، ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ عبدالملک نے اپنے حاجب سے کہا کیا تم یہ کرسکتے
ہو کہ جب عمرو میرے پاس آئے تم دروازے بند کردو، اس نے رضامندی ظاہر کی
عبدالملک نے ایسا کرنے کا اُسے حکم دیدیا۔

عمرو بڑے جاہ و جلال کا آدمی تھا کسی شخص کا اس قدر رعب و داب یا اوسکی
اپنی عزت نہ تھی جتنی اسکی تھی، جب وہ کسی کی طرف بڑھتا تو مڑکر نہ دیکھتا۔ جب حاجب
نے قصر کا دروازہ کھولا عمرو قصر میں آگیا، حاجب نے دروازہ بند کردیا اور اسکے ہمراہیوں
کو باہر ہی روکدیا۔ عمرو سیدھا بڑھتا چلا گیا اوس نے مڑکر بھی نہ دیکھا اور وہ اسی خیال
میں تھا کہ حسب عادت اسکے ہمراہی بھی قصر کے اندر آگئے ہونگے۔ عبدالملک بہت دیر
تک اُسے برا بھلا کہتا رہا۔ اس سے پہلے ہی عبدالملک نے اپنے کوتوال ابوزعیزعہ کو
عمرو کے قتل کا حکم دیدیا تھا۔

جب عبدالملک نے اثنائے گفتگو میں عمرو کو بہت سخت سست کہا عمرو نے
کہا اے عبدالملک تم مجھ پر اس طرح زبان درازی کررہے ہو گویا تم اپنے آپ کو مجھ سے
افضل سمجھتے ہو، اگر تم چاہو تو میرے اور تمھارے درمیان جو صلح ہوئی ہے وہ توڑ دیجائے
اور پھر باقاعدہ جنگ ہوجائے، عبدالملک نے کہا ہاں میں ایسا ہی چاہتا ہوں۔
عمرو نے کہا اچھی بات ہے، عبدالملک نے اپنے کوتوال کو حکم دیا کہ اپنا کام کرو، عمرو نے
پلٹ کر اپنے آدمیوں کو دیکھا جب وہ نظر نہ پڑے تو اب عمرو عبدالملک کے قریب
ہوگیا، عبدالملک نے پوچھا تم کیوں میرے قریب آتے ہو، اس نے کہا تاکہ تمھیں مجھپر
رحم آجائے۔ عمرو کی ماں عبدالملک کی پھوپی حکم ابن ابی العاص کی بیوی تھی۔ ابوزعیزعہ
نے تلوار سے عمرو کو قتل کردیا۔ عبدالملک نے حکم دیا کہ اس کا سر اسکے ساتھیوں کے سامنے
پھینکدیا جائے، جب انھوں نے اس کے سر کو دیکھا وہ متفرق ہوگئے۔ اسکے بعد
عبدالملک گھر سے نکل کر منبر پر تقریر کرنے کھڑا ہوا اپنی تقریر میں اُس نے عمرو کا ذکر
کیا اسکی بہت برائی کی اور مخالفت اور بغاوت کا ذکر کرکے منبر سے اتر آیا۔ اسوقت

وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

ادنیتہ منی لیسکن نفرہ	ناصول صولۃ حازم مستمکن
غضبا و محمیتہ لا بنی انہ	لیس المسی سبیلہ کالمحسن

میں نے اُسے اپنے قریب کیا تاکہ اُسکی نفرت دور ہو جائے اور پھر میں اُس پر ایک قدرت پانے والے عقلمند کی طرح اپنی وضع کی حمایت کے لئے حملہ کروں، کیونکہ برے اور بھلے کے ساتھ ایک طرح کا سلوک نہیں کیا جاتا۔

اس واقعے کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب عمرو اپنے گھر سے عبدالملک کے پاس جانے لگا تو فرش میں اُس کا پاؤں اولجھ گیا اور وہ گر پڑا۔ اُسکی بیوی نائلہ بنت قریض بن وکیع بن مسعود نے کہا خدا کے واسطے تم عبدالملک کے پاس نہ جاؤ۔ عمرو نے کہا ایسی باتیں میرے سامنے نہ کرو بخدا اگر میں سوتا ہوں تو اُسے مجھے جگا دینے کی بھی جرأت نہیں ہوسکتی۔ یہ اپنے گھر سے کپڑوں کے نیچے زرہ پہن کر عبدالملک کے پاس آیا جتنے اموی عبدالملک کے پاس بیٹھے تھے اٹھ کر چلتے بنے اب قصر کے دروازے بند کردئے گئے تھے عبدالملک نے عمرو سے کہا میں نے قسم کھائی تھی کہ اگر میرا تم پر بس چلا تو میں تم کو بیڑی پہناؤنگا، ایک بیڑی لائی گئی اُس سے عمرو کی گردن باندی گئی۔ اب اُسے یقین ہوگیا کہ عبدالملک اُسے قتل کردے گا اُس نے عبدالملک سے کہا اے امیرالمومنین میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ عبدالملک نے اُس سے کہا اے ابو امیہ تم زرہ پہن کر کیوں آئے کیا لڑنے آئے تھے، اب اُسے بھی خطرے کا یقین ہوگیا، عمرو نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے بیڑی پہنا کر لوگوں کے سامنے نہ لائیں، عبدالملک نے کہا مجھسے چال چلتا ہے میں تجھ سے زیادہ ہوشیار رہوں میرا یہ ارادہ ہے کہ میں تجھے اس حالت میں لوگوں کے سامنے نکالوں تاکہ وہ تجھے چھڑالیں۔ عبدالملک نماز پڑھنے گیا اور اپنے بھائی عبدالعزیز کو جو اُسی دن مصر سے آیا تھا یہ حکم دے گیا کہ جب میں چلا جاؤں تم عمرو کو قتل کردینا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید کو اس کا حکم دیا تھا غرض کہ جب عبدالعزیز اوسکے قریب آیا عمرو نے اُسے اپنی قرابت کا واسطہ دیا عبدالعزیز نے اُسے چھوڑ دیا۔ جب عبدالملک نماز پڑھکر واپس آیا اُس نے عمرو کو ابتک زندہ پایا، عبدالعزیز کو مخاطب کرکے کہا کہ بخدا اب

اسے صرف تم لوگوں کی خاطر قتل کر رہا ہوں تاکہ یہ حکومت تمھارے علاوہ اور کسی کے پاس نہ جائے۔ نیز اس نے اسے بہت کچھ برا بھلا کہا، عمرو نے اس سے کہا اے ابن زرقا اسے معذور رکھ، عبدالملک نے اسے ذبح کر ڈالا۔

عمرو کا بھائی یحییٰ بن سعید اپنے آدمیوں کو لیکر قصر کے دروازہ پر پہونچا تاکہ دروازہ توڑ کر گھس آئے، ادھر سے ولید اور عبدالملک کے غلام مقابلے کے لئے بڑھے اور لڑائی ہونے لگی۔ ولید اور یحییٰ کا مقابلہ ہوا یحییٰ نے ولید کے سرین پر تلوار ماری جس سے وہ گر پڑا۔ اسی دوران میں عمرو کا سر اُن کے سامنے ڈالدیا گیا، نیز جب قصر کے اوپر سے بہت سی اشرفیاں پھینکی گئیں تو وہ لوگ جنگ چھوڑ کر اسکے لوٹنے میں مشغول ہو گئے اور پھر تتر بتر ہو گئے۔

زخمی ہونے کے بعد جب ولید کی تلاش ہوئی اور وہ نہ ملا تو عبدالملک نے کہا تیرے باپ کی قسم اگر انھوں نے ولید کو قتل کر دیا تو انھوں نے اپنا پورا بدلہ لے لیا۔ واقعہ یہ گذرا تھا کہ ابراہیم بن عدی نے اُس خلفشار میں ولید کو اٹھا کر حفاظت میں چھپا دیا تھا۔ یحییٰ بن سعید بھی عبدالملک کے پاس لے آیا گیا، اور اب بغیر کسی ایک مخالفت کے سب نے عبدالملک کی خلافت تسلیم کر لی۔

عمرو کے قتل کے واقعے کو راویوں نے ہمارے اس بیان کے علاوہ اور طرح سے بیان کیا ہے جسے ہم نے اپنی کتاب اخبار الزماں میں نقل کیا ہے نیز ہم نے اپنی اسی کتاب میں منصور کے ذکر میں عمرو کی بہن کے اشعار بھی نقل کر دئے ہیں جو اُس نے اسکے لئے کہے تھے یہ ولید بن عبدالملک کی بیوی تھی۔ یہاں چونکہ صرف عمرو کا واقعہ لکھنا مقصود تھا اس وجہ سے ہم نے اُن اشعار کے نقل کرنے کے لئے اس مقام کو مناسب نہ سمجھا۔

سنہ ہجری کی بقیہ مدت عبدالملک نے دمشق ہی میں گذاری۔

جب مختار اور اسکے طرفداروں کے قتل و شکست کے بعد پورے عراق پر مصعب کی حکومت قائم ہو چکی تو وہ عبدالملک سے لڑنے شام جانے کے لئے عراق سے روانہ ہو کر جزیرے کے متصل مقام باجمرا پہونچا تھا کہ اُسے معلوم ہوا کہ خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کی بیعت سے انحراف کر کے اپنی اولاد اور موالیوں کے ہمراہ مکے سے بصرے آرہا ہے بصرے کے نواح میں آکر فروکش ہوا ہے

اور بنی ربیعہ اور بنی مضر کے کچھ لوگ جن میں عبداللہ بن الولید، مالک بن مسمع البکری صفوان بن الاہتم التمیمی اور احنف کا چچا صعصعہ بن معاویہ تھے۔ انکے ساتھ ہو گئے ہیں، اہل بصرہ اور ان لوگوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں مگر آخری لڑائی میں خالد بن عبداللہ کو شکست ہوئی اور وہ اپنی اولاد کو لیکر صحرا کی سمت بھاگ گیا اور پھر عبدالملک سے جا ملا۔ اس خبر کو سنکر مصعب بصرہ آنے کے ارادے سے سنہ ۷۱ ہجری باجمیرا سے روانہ ہوا تھا مگر پھر عراق سے باجمیرا واپس آگیا۔ اسی کے متعلق شاعر کہتا ہے۔

ابیت یا مصعب الا مسیرا فی کل یوم لك باجمیرا

اے مصعب تو نے روزانہ باجمیرا جانے کے سوا ہر کام سے انکار کر دیا ہے۔

عبدالملک نے قرقیسیا آکر زفر بن الحارث العامری الکلابی کا جو ابن الزبیرؓ کے لئے دعوت دیتا تھا محاصرہ کر لیا۔ زفر نے امان حاصل کر کے ہتھیار رکھدیئے اور عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ وہاں سے آگے بڑھکر عبدالملک نصیبین آیا یہاں حارث کے دو غلام یزید اور حبشی مختار کے بقیہ دو ہزار شہسواروں کے ہمراہ مقیم تھے اور یہ لوگ محمد بن الحنفیہ کی امامت کی دعوت دیتے تھے، عبدالملک نے انکا محاصرہ کرلیا۔ یہ بھی امان حاصل کر کے اوسکی فوج میں شامل ہو گئے، مصعب عراقیوں کے ساتھ عبدالملک کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ سنہ ۷۲ ہجری کا واقعہ تھا دوسری جانب سے عبدالملک مصر، جزیرہ اور شام کی فوجوں کے ساتھ آہستہ آہستہ اس کی جانب بڑھا۔ دجلہ کے کنارے مقام مسکن پر جو عراق کی سرزمین کے قریب واقع ہے دونوں کا آمنا سامنا ہوا۔

حجاج بن یوسف بن ابی عقیل الثقفی عبدالملک کے مقدمے پر تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ساقہ لشکر میں تھا، اس نے اب تک اپنے فرائض مفوضہ کو خوبی سے انجام دیا تھا، عبدالملک نے اہل عراق کے تمام سرداروں کو جو مصعب کے ہمراہ تھے یا نہ تھے پوشیدہ طور پر خطوط لکھے جس میں انھیں ترغیب و ترہیب دی تھی، جن لوگوں کو خط لکھے گئے تھے اُن میں ابراہیم بن الاشتر النخعی بھی تھا جب اسکے پاس جاسوس خط لیکر آیا اُس نے اسے اپنے جوتے میں رکھ لیا اور اسے کھولے بنا اُسکے مضمون سے آگاہ ہونے سے پہلے مصعب کے پاس لیکر آیا۔ مصعب نے اُس سے

پوچھا کیا تم نے اسے پڑھا ہے اُس نے کہا میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ آپ کے پڑھنے سے پہلے میں اسے پڑھتا اور قیامت کے دن سب کے سامنے آپ کی بیعت و اطاعت سے انحراف کرکے بے وفا بنتا۔

جب مصعب نے خط دیکھا تو اس میں ابراہیم کے لئے امان عراق کی ولایت اور جاگیر وغیرہ کا وعدہ تھا۔ ابراہیم نے مصعب سے پوچھا کیا فوج کا کوئی اور سردار کوئی خط آپ کے پاس لیکر آیا ہے؟ مصعب نے انکار کیا۔ ابراہیم نے کہا عبد الملک نے اُن سب کو ایسا ہی خط لکھا ہے جیسا کہ مجھے لکھا ہے اور اُن لوگوں نے محض اسی وجہ سے وہ خط تم کو نہیں پہونچائے کہ وہ عبد الملک کی رضاجوئی چاہتے ہیں اور تم سے بیوفائی کرنا چاہتے ہیں، میری بات مانیے سب سے پہلے انھیں سے شروع کیجئے یا تو سب کو قتل کر دیجئے یا قید کر دیجئے اور پھر عبد الملک کا مقابلہ کیجئے۔ مگر مصعب نے اس تجویز کو نہ مانا۔

مصعب نے ابن زیاد بن ظبیان البکری کو جو بنی ربیعہ کے عمائد اور بکر بن وائل کے سرداروں میں تھا قتل کردیا اس واقعہ کی وجہ سے مصعب کی فوج میں جو ربیعہ تھے وہ حیران رہگئے۔

اب ابراہیم بن الاشتر مصعب کے مقدمے کا سردار تیز رو رسالے کے ساتھ دشمن کے مقابلہ پر بڑھا اوسکے مقابلہ کے لئے عبد الملک کا بھائی محمد بن مروان عبد الملک کے مقدمے کے رسالے کے ساتھ اسکے مقابلہ پر آیا۔ جب عبد الملک کو ابراہیم کی پیشقدمی اور اسکے محمد سے مقابلہ کا علم ہوا اُس نے محمد سے کہلا بھیجا کہ تم ہرگز آج اُس سے نہ لڑنا۔ اس ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ عبد الملک کے ہمراہ اُس کا خاص منجم تھا اُس نے عبد الملک سے اشارۃً کہدیا تھا کہ چونکہ آج کا دن منحوس ہے اسوجہ سے آج تمہارا رسالہ مصروف کارزار نہو۔ اور اگر لڑے تو سہ پہر کے وقت اسوقت اُسے فتح ہوگی۔ محمد نے عبد الملک سے کہلا بھیجا کہ میں نے لڑنے کا پختہ ارادہ کرلیا ہے اور میں تمھارے نجومی کی مہمل جھوٹی باتوں کی پروا نہیں کرتا۔ عبد الملک نے اپنے نجومی اور دوسرے حاضرین دربار سے کہا دیکھو یہ کیا ہورہا ہے۔ اس کے بعد اوس نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا اے بارالٰہ مصعب اپنے بھائی کے لئے

دعوت دیتا ہے اور میں اپنے لئے دعوت دیتا ہوں اے خداوندا امتہ محمد صلعم کے لئے جو ہم میں بہتر ہو تو اسکی مدد کر۔

محمد بن مروان اور ابراہیم بن الاشتر کے درمیان لڑائی شروع ہوگئی اسوقت محمد یہ رجزیہ شعر پڑھ رہا تھا۔

مثلی علے خیلك اودی باللبب مجلل الرجلین غر بالذنب

میرا سا آدمی جب تیرے چکلیان گھوڑوں کے رسالہ کا سردار ہو تو وہ دشمن کو اسکے ساز و سامان کے ساتھ ہلاک کر دیتا ہے۔

شام ہونے تک دونوں فریق لڑتے رہے، جب عتاب بن ورقاء التیمی نے جو ابراہیم کے ہمراہ تھا محسوس کیا کہ ابراہیم کو فتح ہوا چاہتی ہے اس نے حسد سے اس سے کہا کہ چونکہ فوج بہت عرصہ تک لڑائے لڑتے تھک گئی ہے مناسب یہ ہے آپ پسپائی کا حکم دیدیں، ابراہیم نے کہا کہ جب کہ وہ دشمن سے بالکل دست و گریباں ہیں وہ کیونکر پسپا ہو سکتے ہیں، عتاب نے کہا تو میمنہ کو پسپا ہونے کا حکم دیجئے ابراہیم نے اس سے بھی انکار کر دیا اب خود عتاب میمنے کی طرف آیا اور انھیں پسپائی کا حکم دیا اور وہ میدان کارزار سے پلٹے ادہر محمد کے میسرے نے اپنا پورا زور او نیزہ ڈالدیا اور پیدل بھی جنگ میں کود پڑے جس سے ابراہیم کے رسالہ میں ابتری پڑگئی۔ ابراہیم پر نیزوں کی بوچھار ہوئی اور کئی پھل اوکی زرہ میں پیوست ہو کر ٹوٹ گئے، اوسکے ہمراہیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا، وہ اپنی زین سے اوکھڑ کر نیچے آرہا۔ پیدل سپاہ نے اسے گھیر کر اسپر بڑی تعداد میں حملہ کر دیا۔ یہ بھی نہایت بے جگری سے لڑا اور بہت سے دشمنوں کو قتل کر کے مارا گیا، اس باب میں ارباب سیر کا اختلاف ہے کہ کس نے ابراہیم کے سر پر قبضہ کیا، بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ثابت بن یزید حصین بن نمیر الکندی کے آزاد غلام نے اس کا سر لے لیا تھا، دوسرے ارباب سیر کا بیان ہے کہ عبید بن میسرہ نے جو پہلے بنی یشکر کا مولی تھا اور پھر بنی رقاع کا مولی تھا ابراہیم کا سر اڑا لیا اس کا جسم عبدالملک کے سامنے لا کر ڈالا گیا، حصین بن نمیر کے آزاد غلام نے اس پر لکڑیوں کا انبار لگا کر جلا ڈالا۔

اس رات کی دوسری صبح کو عبدالملک اس مقام سے روانہ ہو کر علاقہ سواد

مقام دیر الجاثلیق آکر قتل ہوا۔ عبید اللہ بن زیاد بن ظبیان اور عکرمہ بن ربعی بنی ربیعہ کے علموں کے پاس آئے اور انھیں عبد الملک کی فوج میں شامل کر دیا۔ بنی ربیعہ عبد الملک کے مطیع ہو گئے!

اب جنگ شروع ہوئی۔ تمام مضری اور یمینی عربوں نے مصعب کا ساتھ چھوڑ دیا اور اسکے ساتھ اب صرف سات آدمی رہ گئے تھے جن میں اسماعیل بن طلحہ بن عبید اللہ التیمی مصعب کا بیٹا عیسیٰ بن مصعب بھی تھے۔ مصعب نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میدان جنگ سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ جاؤ۔ اپنے چچا کے پاس مکے چلے جاؤ اور عراقیوں نے جو بے وفائی میرے ساتھ کی اسکی انھیں اطلاع دے دینا مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں تو اب مارا ہی جاؤں گا۔ عیسیٰ نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤں اور قریش کی عورتیں بعد میں اس پر چہ میگوئیاں کریں۔ مصعب نے کہا اگر ایسا نہیں کرنا چاہتے تو آگے بڑھو اور اپنی شرافت و نجابت کا بہادری دکھا کر ثبوت دو۔ عیسیٰ آگے بڑھا لڑا اور مارا گیا۔

محمد بن مروان نے مصعب کو امان دینے کے لئے عبد الملک سے درخواست کی۔ اسکے متعلق عبد الملک نے اپنے درباریوں سے مشورہ چاہا۔ علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب نے کہا آپ ہرگز امان نہ دیجئے۔ خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان نے کہا آپ ضرور امان دیجئے اس معاملہ پر ان دونوں کے درمیان اتنی تیز کلامی ہوئی کہ اپنے سپاہیوں کے روبرو انھوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں۔ عبد الملک نے اپنے بھائی محمد کو حکم دیا کہ تم خود مصعب کے پاس جاؤ اسے امان دو اور جو وہ طلب کرے اسے قبول کرو۔

محمد مصعب کے قریب پہونچا۔ اس سے کہا میں تمھارا عزیز محمد بن مروان ہوں تم میرے پاس آجاؤ۔ امیر المومنین نے تم کو امان دی ہے۔ تمھاری جان، تمھارا مال اور جائداد سب محفوظ رہینگی نیز تم کو یہ بھی اجازت ہے کہ جس شہر میں چاہو سکونت اختیار کرو۔ اگر امیر المومنین اسکے علاوہ کوئی اور برتاؤ تمھارے ساتھ کرنا چاہتے تو وہ کر سکتے تھے۔ میں اب تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اپنی جان کو ہلاک نہ کرو۔ اسی اثنا میں

ایک شامی عیسیٰ بن مصعب کا سر کاٹنے بڑھا مصعب اُس پر جھپٹا اُس شخص کو اُسکی خبر نہ ہوئی تھی کہ دوسرے شامیوں نے اُسے للکارا کیا کرتا ہے شیر تیری طرف آرہا ہے اتنے میں مصعب نے اُسے جالیا اور ایک ہی ضرب میں اُس کا سر قلم کر دیا۔

مصعب کا گھوڑا بیکار ہو گیا تھا اس وجہ سے اب وہ پیدل ہی میدان جنگ میں لڑ رہا تھا، عبید اللہ بن زیاد بن ظبیان اُس پر بڑھا دونوں نے ایک دوسرے پر وار کئے پہلے مصعب کا وار عبید اللہ کے سر پر پڑا۔ مگر چونکہ مصعب زخموں سے چور چور ہو چکا تھا اس لئے جب عبید اللہ نے اس پر وار کیا اُسکا کام ہی تمام ہو گیا۔ عبید اللہ اسکا سر کاٹ کر عبد الملک کے پاس لے آیا عبد الملک سجدہ میں گر پڑا۔ اُسوقت عبید اللہ ابن زیاد نے اپنے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اور سجدے کی حالت میں عبد الملک کو قتل کر دینے کے لئے تلوار کا بیشتر حصہ نیام سے باہر بھی کھینچ لیا مگر پھر آگے بڑھکر انا للہ وَانَّا الیہ رَاجعُون۔ پڑھا اور اپنے ارادے سے باز رہ گیا۔ اس کے بعد وہ کہا کرتا تھا کہ اچانک قتل کا یہ موقع جاتا رہا ورنہ لوگ اس کا ذکر کرتے میں نے ارادہ تو کر لیا تھا مگر پھر اُسے پورا نہیں کیا اگر میں ایسا کر گزرتا تو میں نے ایک وقت میں عرب کے دو بادشاہوں یعنے عبد الملک اور مصعب کو قتل کیا ہوتا۔

جب عبید اللہ مصعب کا سر عبد الملک کے پاس لایا اس شخص نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا۔

یغاطی الملوك الحق ما قسطوا لنا
فلیس علینا قتلهم بمحرم

جو بادشاہ ہم پر ظلم کرتے ہیں ہم انھیں اوسکی سزا دیتے ہیں اور ہم پر ان کا قتل حرام نہیں ہے۔

عبد الملک نے مصعب کے سر کو دیکھکر کہا کہ اب کہاں قریش میں ایسا شخص پیدا ہوگا۔ سہ شنبہ ۱۳ جمادی الاوّل ۷۲ھ کو مصعب قتل کیا گیا۔ عبد الملک کے حکم سے مصعب اور اُس کا بیٹا دیر جاثلیق میں سپرد خاک کر دئے گئے، عبد الملک نے اہل عراق کو اپنی بیعت کی دعوت دی جسے اُنھوں نے قبول کر لیا۔

مسلم بن عمرو الباہلی امیر معاویہؓ اور یزید کے بنائے ہوئے لوگوں میں تھا مگر اس جنگ میں وہ مصعب کے ہمراہ تھا۔ جب اسکے لئے امان لے لی گئی تو وہ

عبدالملک کے سامنے لایا گیا۔ کسی نے اُس سے یہ بھی کہا تھا کہ زخموں کی وجہ سے تم زندہ تو رہ نہیں سکتے پھر امان لینے سے کیا فائدہ اُس نے کہا تاکہ میرے بعد میری اولاد اور میری جائداد محفوظ و مامون رہے۔ غرض کہ جب یہ عبدالملک کے سامنے لا کر ڈالا گیا عبدالملک نے کہا اللہ تیرے مارنے والے کے ہاتھ کاٹ دے اُس نے کیوں تیرا کام تمام نہیں کر دیا۔ آل حرب کے تمام احسانات کو تو نے فراموش کر دیا۔ مگر خیر پھر اُس نے اسکی اولاد اور جائداد کے لئے امان دیدی اور یہ شخص اسی وقت مرگیا۔

عبداللہ بن قیس الرقیات نے مصعب کے اس مقام پر قتل کے متعلق یہ شعر کہے۔

لقد اورث المصرین عاراً و ذلۃ　　قتیلٌ بدیر الجاثلیق مقیم

وہ شخص جو دیر جاثلیق میں مارا گیا اور دفن ہوا کوفے اور بصرے کو رسوائی اور بدنامی وراثت میں دے گیا،

فما نصحت للہ بکر ابن وائل　　ولا صبرت عند اللقاء تمیم

بکر بن وائل نے اللہ کی راہ میں خلوص کا اظہار نہیں کیا اور نہ جنگ میں بنی تمیم ہی صبر کر سکے۔

ولکنہ ضاع الذمار ولم یکن　　بھا مضریٌ یوم ذالک کریم

اس واقعہ سے عہد وفا باطل ثابت ہوا اور اس جنگ میں ایک مصری عرب بھی معزز ثابت نہ ہوا

جزاء اللہ بصرہ یا بذ السلامۃ　　وکوفیھم ان المسلیم ملیم

اللہ اس بدی کی بصرے اور کوفے والوں کو سزا دے اور جو بُرا کرتا ہے وہ اسکی سزا بھگتتا ہے۔

اس جنگ کے متعلق اہل شام کے کسی شاعر نے یہ شعر کہے۔

لعمری لقد اصحرت خیلنا　　باکناف دجلۃ للمصعب

اپنی عمر کی قسم دجلے کے قریب ہمارے رسالے نے مصعب کو پریشانی میں مبتلا کر دیا۔

یھزون کل طویل القنا　　ۃ معتدل النصل والثعلب

جو طویل اور راست پھل اور آنی والے نیزوں کو ہلا رہے تھے۔

اذا ما منافق اھل العرا　　ق عوتب یوماً فلم یعتب

جب کہ اہل عراق کا ایک منافق باوجود عتاب کے اپنی حرکت سے باز نہ آیا۔

ولفنا الیہ لذی موقف　　قلیل التفقد للغیب

ہم نے ایسی جگہ اُن پر پیشقدمی کی جہاں غائب کی تلاش کم کی جاتی تھی۔

مصعب بہت ہی خوبصورت، شاندار اور بارعب آدمی تھے اسی کے متعلق

ابن الرقیات نے یہ جملہ کہا ہے "مصعب اللہ کا شہاب ہیں جن کے چہرے سے تاریکی زائل ہو گئی ہے"

ہم نے اپنی کتاب اوسط میں مصعب کے حالات اور ان کی بیویوں میں سے سکینہ بنت حسین رض عائشہ بنت طلحہ اور لیلےٰ وغیرہ کے حالات و واقعات بیان کئے ہیں۔

ابو مسلم النخعی (کئی راویوں کے توسط سے) راوی ہے کہ میں نے حسین رض کے سر کو کوفے کے سرکاری محل میں عبید اللہ بن زیاد کے سامنے پڑا ہوا دیکھا پھر میں نے عبید اللہ بن زیاد کے سر کو اسی جگہ مختار کے سامنے پڑا ہوا دیکھا، پھر اسی جگہ مختار کے سر کو مصعب کے سامنے پڑا ہوا دیکھا پھر میں نے مصعب کے سر کو عبد الملک کے سامنے پڑا ہوا دیکھا۔

دوسرے سلسلۂ اسناد سے یہ راوی بیان کرتا ہے کہ عبد الملک نے مجھے مضطرب دیکھ کر اسکی وجہ دریافت کی میں نے کہا امیر المومنین میں ایک مرتبہ اس قصر میں آیا اور اسی جگہ میں نے حسین رض کے سر کو ابن زیاد کے سامنے پڑا ہوا دیکھا اسکے بعد پھر میں نے خود ابن زیاد کے سر کو مختار کے سامنے پڑا ہوا دیکھا، اسی طرح میں نے مختار کے سر کو مصعب کے سامنے پڑا ہوا دیکھا اور اب یہ مصعب کا سر جناب والا کے سامنے دیکھ رہا ہوں اللہ امیر المومنین کو محفوظ رکھے۔

یہ سنکر عبد الملک اچھل پڑا اور اس دالان کے گرا دینے کا حکم دیدیا۔ اس واقعے کو ولید بن حباب وغیرہ نے بھی بیان کیا ہے۔

دیر جاثلیق سے چلکر عبد الملک نخیلہ آیا جو کوفے کی پشت پر واقع ہے، یہاں اہل کوفہ نے آکر اسکے ہاتھ پر بیعت کی اپنے خفیہ خطوط میں اس نے جن جن سرداروں سے جو عہد کئے تھے وہ پورے کئے۔ خلعت و انعام دیا۔ جاگیریں دیں حسب مراتب لوگوں کو عہدے دئے، سب کو اپنی اطاعت کی ترغیب دی اور بغاوت سے ڈرایا۔ بصرے پر خالد بن عبید اللہ کو اور کوفے پر اپنے بھائی بشر بن مروان کو والی مقرر کیا، اپنے بھائی کے پاس اہل شام کے خردمندوں اور صائب الرائے تجربہ کار عمائد کی ایک جماعت جس میں روح بن زنباع الجذامی بھی تھا اصلاح اور مشورے کے لئے متعین کر دی حجاج بن یوسف کو

ابن الزبیر سے لڑنے مکے روانہ کیا۔ اور اب باقی شامیوں کے ساتھ خود دمشق روانہ ہوا۔ بشر بن مروان ایک ادیب اور صاحب ذوق آدمی تھا، شعر، قصہ گوئی، موسیقی اور شراب کا دلدادہ تھا، اُسکے بھائی عبد الملک نے اس سے کہدیا تھا کہ یہ روح بجائے تمھارے چچا کے ہیں بوجہ اپنی صداقت، پارسائی اور ہمارے خاندان کے مخلص خیراندیش ہونے سے یہ اس بات کے سزاوار ہیں کہ ان کے مشورہ کے بغیر تم کوئی کام نہ کرنا۔

اس نصیحت کا اثر یہ ہوا کہ بشر روح سے شرمانے لگا، اپنے خاص دوستوں سے اس نے کہا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر ہم کھل کھیلے تو یہ امیر المومنین کو لکھدے گا اور میں مجلس کی گرمی اور یار باشی کا بے حد دلدادہ ہوں۔ اسپر اسکے ایک عراقی ہم مشرب نے کہا اسکے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس سے بہت اچھے تعلقات رکھے جائیں اور پھر کسی خوبصورت چال سے اس کا انتظام کیا جائے میں اس کا ذمہ لیتا ہوں کہ بغیر کسی قسم کی شکایت پیدا ہوئے یہ خود امیر المومنین کے پاس چلا جائے گا، یہ سنکر بشر بہت خوش ہوا اور وعدہ کیا کہ اگر تم ایسا کروگے تو میں تم کو صلہ دونگا اور ہمیشہ اچھا برتاو کروں گا۔

بشر کی ایک لونڈی تھی اور یہ سخت تنگ غیرتمند واقع ہوا تھا جب مسجد یا کہیں اور جاتا مکان کا دروازہ مقفل کر جاتا۔ ایک مرتبہ رات کے وقت بھیس بدلکر وہی نوجوان دوات لیئے ہوئے روح کے مکان آیا۔ روح نماز کے لئے نکلا، جب روح مکان کی دہلیز سے نکل رہا تھا یہ نوجوان چپکے سے دہلیز میں در آیا اور زینے کے نیچے چھپ کر بیٹھ گیا۔ ساری رات موقع کی تلاش میں رہا آخر کار روح کے کمرے میں پہنچا اور اس دیوار پر جو اسکی خوابگاہ سے قریب تر تھی یہ شعر لکھ آیا۔

یا روح من لبنیات وارملۃ	اذا نعاک لاھل المغرب ناعی
ان ابن مروان قد حانت منیتہ	فاحتل لنفسک یا روح بن زنباع
ولا یغرنک ابکار منعمۃ	واسمع ھدیت مقال الناصح الواعی

جب کوئی شامی تجھے خبر مرگ سنائے اوسوقت اے روح یتامی اور بیواؤں کا کون کفیل ہوگا۔ ابن مروان کا وقت قریب آگیا اب تم اپنی فکر کرو ایسا نہو کہ دوشیزہ نوجوان بیویاں تم کو اپنے ساتھ مشغول رکھیں اور اس طرح روک لیں، اپنے خیراندیش ناصح کی بات سنو۔ خدا تم کو راہ راست دکھائے۔

یہ نوجوان اُس مقام سے پھر دہلیز میں چلا آیا اور یہیں اُس نے رات بسر کی، صبح
کے وقت رَوح نماز کے لئے نکلا اُسکے غلام اُسکے پیچھے ہوئے یہ نوجوان بھی بھیس بدلے
اُن کے جھتے میں ملکر باہر نکل گیا۔

جب رَوح نماز پڑھکر واپس آیا اُس نے اپنا کمرہ کھولا۔ اس تحریر کو دیکھا اُسے
پڑھا جس سے وہ خوف زدہ ہو کر پریشان ہو گیا اور کہنے لگا بخدا میرے سوا کوئی شخص میرے
کمرے میں نہیں آتا۔ اب میں عراق میں نہیں رہ سکتا۔ اسکے بعد وہ بشر کے پاس آیا اور اُس
سے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے اگر امیر المومنین کو کوئی پیام پہونچانا چاہتے ہو یا ان سے
کوئی اور کام ہو تو مجھسے کہدو، بشر نے کہا کیا آپ یہاں سے جانا چاہتے ہیں۔ اُس نے کہا
ہاں۔ بشر نے پوچھا کیوں؟ کیا آپ نے کوئی بات ایسی دیکھی جو آپ کے ناگوار خاطر ہوئی ہے
جس کی وجہ سے آپ یہاں نہیں رہنا چاہتے، بشر نے کہا بخدا کوئی بات ایسی نہیں ہوئی
جو قابل اعتراض ہو بلکہ تمھارا اخلاق ذاتی اور طرز حکومت ایسا ہے کہ اللہ اسکی تم کو جزائے
خیر دے، مگر ایک خاص واقعہ پیش آیا ہے جسکی وجہ سے مجھے امیر المومنین کے پاس جانا ضروری
ہو گیا ہے، بشر نے قسم دیکر وہ واقعہ پوچھا رَوح نے کہا امیر المومنین مرچکے ہیں یا چند روز
میں مرنے والے ہیں، بشر نے پوچھا آپ کو یہ بات کیونکر معلوم ہوئی، رَوح نے اُس تحریر
کا ذکر کیا اور کہا کہ میرے اُس کمرے میں میرے اور میری فلاں لونڈی کے سوا اور کوئی دوسرا
شخص نہیں جاتا ضرور اجنہ یا ملائکہ نے وہ اشعار لکھے ہیں۔ بشر نے کہا اسکی کوئی حقیقت نہیں
ہے آپ یہیں قیام کریں مگر رَوح نے اس اصرار پر کوئی توجہ نہیں کی اور شام روانہ ہو گیا۔

اب بشر کو یہ موقع میسر ہوا کہ وہ اپنا تمام وقت شراب خواری اور گانا سننے
میں صرف کرنے لگا، جب رَوح عبد الملک سے ملا اُسے بڑا اچنبھا ہوا اور کہنے لگا کہ
ضرور کوئی بات ہوئی ہے جس وجہ سے تم آئے ہو یا بشر پر کوئی حادثہ گذرا یا اسکی کوئی بات
تم کو ناگوار گذری ہے، رَوح نے بشر کے چال چلن کی تعریف کی اور کہا کہ میرے آنے کی
جو وجہ ہوئی ہے اُسے میں صرف تخلیہ ہی میں بیان کر سکتا ہوں۔ عبد الملک نے اپنے
درباریوں کو چلے جانیکی اجازت دی اور اب جب تخلیہ ہو گیا تو اُس نے سارا قصہ سُنایا
اور وہ شعر بھی سنائے۔ عبد الملک اس قدر ہنسا کہ اُسے اچھو ہو گیا اور کہنے لگا کہ بشر
اور اسکے دوستوں کے لئے تمھارا وجود دو بھر ہو گیا تھا اور انھوں نے تمھارے ساتھ

یہ چال چلی ہے تم ہرگز نہ ڈرو۔

جب مصعب کے مارے جانے کی اطلاع اُسکے بھائی عبداللہؓ بن الزبیرؓ کو ہوئی اُنھوں نے کسی سے اُسے بیان نہیں کیا مگر جب مدینے اور مکے کی گلی کوچوں میں غلام اور چھوکریاں اس کا ذکر کرنے لگیں تو یہ منبر پر چڑھے، پیشانی سے پسینہ پوچھتے جاتے تھے اور اپنی تقریر میں کہا۔ "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے زیبا ہیں جو دنیا اور آخرت کا مالک ہے، جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے، جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے، اُسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو حق پر ہو وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا اور جس کا گروہ شیاطین کا متبع ہو وہ کبھی عزت نہیں پاتا۔ ہمیں عراق سے ایسی خبر معلوم ہوئی ہے جس سے ہمیں رنج بھی ہوا ہے اور خوشی بھی، یہ خبر مصعب کا قتل ہے، جس چیز کا ہمیں رنج ہوا ہے وہ ایک مخلص دوست کا فراق ہے جس کی تکلیف پسماندہ دوست کو مصیبت کے وقت بہت زیادہ محسوس ہوتی ہے جسکے بعد وہ اُسپر خوشدلی سے صبر کرتا ہے، جس شئے سے ہمیں خوشی ہوئی وہ اُن کی شہادت ہے اللہ تعالیٰ آخرت میں اُنھیں اور ہمیں اسکا اجر عطا فرمائے، بخدا ہم آل ابی العاص کی طرح بدہضمی سے نہیں مرتے بلکہ نیزوں اور تلواروں کا نشانہ بنکر جانیں دیتے ہیں۔ دنیا اُس خداوند قہار کی جانب سے جسکی حکومت کو دوام جاودانی حاصل ہے ایک عاریت چیز ہے جب وہ سامنے آتی ہے تو میں اُسے خود نما چھچھوروں کی طرح نہیں پکڑتا اور جب وہ منھ موڑتی ہے تو میں اُس پر کمینے اور معمولی آدمیوں کی طرح گریہ نہیں کرتا۔

حجاج پہلے طائف آیا کئی ماہ یہاں مقیم رہا پھر اُس نے بڑھکر عبداللہؓ بن الزبیرؓ کا محاصرہ کرلیا اور عبدالملک کو لکھا کہ میں نے کوہ ابوقبیس پر فتح پالی ہے اس خط کے موصول ہوتے ہی عبدالملک اور اسکے تمام گھر والوں نے خوشی میں تکبیر کہی، اسے سن کر جامع مسجد میں جتنے آدمی تھے اُنھوں نے تکبیر کہی اسی طرح یہ سلسلہ بازاروں میں پہونچا اب سب نے واقعہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حجاج نے مکہ میں ابن الزبیرؓ کا محاصرہ کرلیا ہے اور جبل ابوقبیس پر فتح پالی ہے، لوگوں نے کہا کہ صرف اتنی بات سے کیا ہوتا ہے ہماری یہ دلی تمنا ہے کہ اُس ترابی لعین کو قید کرکے بیڑیاں اور سر پر عیسائیوں کی

ٹوپی پہنا کر اونٹ پر بٹھا کر ہمارے بازاروں میں تشہیر کے لیئے پھرایا جائے۔
غرۂ ذی قعدہ ۷۲ھ ہجری کو حجاج نے ابن الزبیرؓ کا محاصرہ کیا۔ اور اسی سنہ میں مصعب بھی مارے گئے تھے' اہل دمشق نے ابن الزبیرؓ کے متعلق جو کچھ کہا وہ ہم نے بیان کر دیا ہے۔
ابن عاصم راوی ہے کہ ابن الزبیرؓ نے حاجیوں کو طواف کعبہ سے روکدیا۔ دوسری جانب حجاج نے اپنی فوج کے ساتھ زرہ اور خود پر احرام باندھے عرفات میں وقوف کیا اُس وقت اسکی عمر اکتیس سال تھی' ابن الزبیرؓ نے مکے ہی میں قربانی کی اور حجاج کی وجہ سے عرفات نہ جا سکے۔ اس طرح حجاج نے ابن الزبیرؓ کو پانچ راتوں تک مکے میں محصور رکھا۔
ابن الزبیرؓ اپنی ماں اسماؓ بنت ابی بکر کے پاس آئے جن کی عمر سو سال کی ہوچکی تھی مگر اونکا نہ ایک دانت گرا تھا اور نہ ایک بال سپید ہوا تھا۔ ہوش و حواس بھی درست تھے (ہم پہلے اپنی اس کتاب میں انکا حال لکھ چکے ہیں) ابن الزبیرؓ نے اُنسے اُن کا مزاج پوچھا انھوں نے کہا اللہ کا شکر ہے' ابن الزبیرؓ نے کہا موت میں راحت ہے اونکی ماں نے کہا شاید تم میرے لیئے موت کی تمنا کرتے ہو اور میں اُسوقت تک مرنا نہیں چاہتی جب تک کہ ان دو باتوں میں سے کوئی بات تمھارے متعلق مجھے معلوم نہ ہو' یاتو یہ کہ تم قتل کیئے گئے اور اس وقت میں تمھاری خوبیاں بیان کروں یا یہ کہ تم کو فتح ہوئی تاکہ تمھیں دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ ابن الزبیرؓ نے اپنے اور اپنی عورتوں کے متعلق ان سے وصیت کی اور کہا جب میری موت کی خبر ملے تو آپ اُن کے پاس چلی جانا
عُروہ بن الزبیرؓ سے عبدالملک کے خاص تعلقات تھے اور وہ مسلسل حجاج کو لکھ رہا تھا کہ تم عروہ سے معاہدہ کرلو اور اسکی جان و مال کو کوئی نقصان نہ پہنچے' عُروہ حجاج کے پاس آیا اور پھر اپنے بھائی کے پاس واپس آکر اسنے کہا کہ یہ خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید اور عمرو بن عثمانؓ بن عفان موجود ہیں اور یہ عبدالملک کی جانب سے آپ کو اور آپ کے طرفداروں کو امان دیتے ہیں اور اجازت دیتے ہیں کہ جس شہر میں چاہیں آپ سکونت اختیار کریں نیز ایفائے عہد کے لیئے وہ اللہ کے سامنے عہد و میثاق کرتے ہیں' اسکے علاوہ' اور بھی باتیں کہیں مگر ابن الزبیرؓ نے اس کے

قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اُن کی ماں اسماء نے اُن سے کہا تم کوئی ایسی شرط قبول نہ کرنا جس میں تمھارے لئے موت کی طرح کا خوف ہو، عزت سے جان دو۔ قید ہونے سے بچنا اور اسکی بیعت نہ کرنا۔ ابن الزبیرؓ نے کہا مجھے ڈر ہے کہ قتل کے بعد وہ میرے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کردینگے۔ اُن کی ماں نے کہا پھر اس سے کیوں ڈرتے ہو، ذبح کے بعد کھال کھینچنے کی بکری کو کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔

حجّاج کے سپاہیوں نے نماز کے وقت ابن الزبیر پر مسجد میں یورش کردی، انھوں نے خانہ کعبہ میں پناہ لی یہ سپاہی انھیں آوازدے رہے تھے "اے دو تہمد والی عورت کے بیٹے" اُس وقت ابن الزبیرؓ نے یہ شعر پڑھا۔

وعیّرھا الواشون انّی احبّھا وتلک شکاۃ ظاھر عنک عارُھا

چغلخوروں نے اُس پر یہ عیب لگایا ہے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور یہ وہ شکایت ہے جسکی برائی تجھ پر آشکارا ہے

ابن الزبیرؓ نے اپنے حملہ آوروں کے ایک گروہ کی طرف دیکھ کر اپنے طرفداروں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں، لوگوں نے کہا یہ مصری ہیں، اس پر ابن الزبیرؓ نے کہا رب کعبہ کی قسم یہ امیرالمومنین عثمانؓ کے قاتل ہیں، انھوں نے اُن پر حملہ کرکے ایک شخص کے دو کردیئے اور کہا اے حامی صبر کر۔ اب شامی اور مصریوں کا ایک انبوہ کثیر ان پر ٹوٹ پڑا یہ برابر ان میں شمشیرزنی کرتے رہے اور انھیں مسجد سے باہر دھکیل دیا اور خود وہ یہ شعر پڑھتے ہوئے بیت اللہ میں چلے آئے۔

ولستُ بمبتاع الحیاۃ بسبّۃ ولا ابتغی عن رھبۃ الموت سُلّما

نہ میں زندگی کو ذلت قبول کرکے بیچتا ہوں اور نہ موت سے ڈر کر سیڑھی کی تلاش کرتا ہوں۔

اسکے بعد انھوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اب بہت بڑی جماعت ان پر ٹوٹ پڑی انھوں نے یہ شعر پڑھتے ہوئے اُن پر حملہ کیا۔

قد سنّ اصحابک ضرب الاعناق وقامت الحرب بنا علی ساق

اس حالت میں کہ جنگ اچھی طرح شروع ہوگئی ہو اے میری معشوقہ تیرے عاشقوں کو دشمنوں کی گردنیں مارنے کی عادت ہوگئی ہے۔

اتنے میں ایک پتھر اونکی پیشانی پر آکر لگا جس سے وہ لہو لہان ہوگئے اور سب میں نمایاں ہوگئے، اُسوقت انھوں نے یہ شعر پڑھا۔

ولسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا ولکن علی اقدامنا تقطر الدما

ہمارا خون ایڑیوں پر نہیں، بلکہ ہمارے قدموں پر گرتا ہے۔

اس جماعت کو بھی انھوں نے مسجد سے مار بھگایا اور اپنے اُن چند بقیہ ساتھیوں کے پاس جو بیت اللہ کے قریب موجود تھے، واپس آ گئے، اُن سے آ کر کہا کہ تلواروں کے نیام پھینک دو اور جس طرح اپنے چہروں کو بچاتے ہو اسی طرح تلواروں کی حفاظت کرو تاکہ کسی طرح ٹوٹنے نہ پائیں، کیونکہ اگر تلوار ٹوٹ جائیگی تو عورت کی طرح بے بس ہو جاؤگے کوئی یہ نہ پوچھے کہ عبداللہ کہاں ہے جو مجھے دیکھنا چاہے وہ مجھے سب سے آگے پائے گا پھر وہ یہ شعر پڑھنے لگے۔

یا رب ان جنود الشام قد کثروا وھتکوا من حجاب البیت استارا

یا رب انی ضعیف الرکن مضطھد فابعث الیّ جنوداً منک انصارا

خداوندا شام کی فوجیں کثرت سے امنڈ آئی ہیں اور انھوں نے بیت اللہ کی حرمت کی ہتک کی ہے، میں کمزور و مظلوم ہوں تو میری مدد کے لئے اپنے پاس سے فوجیں بھیجدے۔

ہزاروں شامی ہر دروازے سے اُن پر ٹوٹ پڑے، یہ اُن پر حملہ آور ہوئے ایک پتھر ایسا آکر لگا کہ یہ گر پڑے اُن کے دو غلام انھیں بچانے کیلئے اُن پر جھک گئے اُن میں سے ایک یہ مصرع پڑھ رہا تھا۔

العبد یحمی ربه ویحتمی۔ غلام اپنے آقا کو بچاتا ہے اور خود بھی بچتا ہے۔

شامیوں نے ان سب کو قتل کر دیا۔ اُن کے اور ساتھی متفرق ہو گئے، حجاج کے حکم سے انھیں مکہ میں سُولی پر لٹکا دیا گیا، ۱۴ جمادی الاولیٰ ۷۳ھ ہجری کو یہ قتل کئے گئے ان کی ماں اسماء نے حجاج سے ان کے دفن کر دینے کی درخواست کی اُس نے انکار کر دیا اس پر انھوں نے کہا اے حجاج میں شہادت دیتی ہوں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بنی ثقیف سے ایک کذاب اور ایک قاتل خروج کریگا۔ کذّاب تو مختار تھا اور قاتل تو ہے، ہم اپنی اس کتاب میں حسب موقع حجاج کے کچھ حالات بیان کرینگے اگرچہ تفصیلی طور پر تو ہم نے اپنی اور کتابوں میں انھیں بیان کر دیا ہے۔

حجاج تین سال تک مکے، مدینے، حجاز، یمن اور یمامہ کا والی رہا۔ پھر

بشر بن مروان کے مرنے کے بعد جس کی موت بصرے میں واقع ہوئی عراق بھی اس کے تحت کر دیا گیا۔

۷۸ھ ہجری عبد الملک کے عہد میں جابر بن عبد اللہ انصاری نے وفات پائی ان کی بصارت پہلے ہی جا چکی تھی اور عمر بھی نوے سے متجاوز تھی یہ امیر معاویہؓ کے زمانے میں ان سے ملنے دمشق گئے تھے عرصہ تک باریاب نہوئے، جب ملاقات ہوئی، تو انھوں نے امیر معاویہؓ سے کہا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے نہیں سنا تھا کہ جو شخص صاحب ضرورت حاجتمند سے پردہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اوسکی ضرورت اور حاجت کو نہیں سنے گا" معاویہ برہم ہو گئے اور کہنے لگے مگر تم نے تو رسول اللہ صلعم کو یہ کہتے ضرور سنا ہے تم لوگ میرے بعد ایک راستہ پاؤ گے تم صبر کرنا یہانتک کہ تم خود اس حوض کے پاس آؤ" تم نے کیوں صبر نہیں کیا۔ جابر نے کہا تم نے اچھا کیا کہ مجھے وہ بات یاد دلا دی جسے میں بھول گیا تھا" یہ ان کے پاس سے چلے آئے اور اپنی سواری پر بیٹھکر روانہ ہو گئے" امیر معاویہؓ نے چھ سو دینار انھیں بھجوائے" انھوں نے انھیں واپس کر دیا اور یہ شعر لکھ بھیجے۔

وانی لاختار القنوع علی الغنا　　اذا اجتمعا والماء بالبارد المحض

جب ثروت اور قناعت جمع ہوں تو میں قناعت کو اختیار کرتا ہوں اور خالص ٹھنڈے پانی کو۔

واقضی علی نفسی اذا الامر نابنی　　وفی الناس من یقضی علیہ ولا یقضی

جب کوئی معاملہ مجھے پیش آتا ہے تو میں اپنے نفس کے خلاف تصفیہ کرتا ہوں حالانکہ ایسے لوگ اکثر ہیں جن کی مرضی کے خلاف فیصلہ کیا جاتا ہے اور وہ خود کوئی فیصلہ نہیں کرتے۔

والبس اثواب الحیاء وقد اری　　بمکان الغنی الا اھین لہ عرضی

میں لباس حیا پہن لیتا ہوں اور جانتا ہوں کہ دولت ایسی شئے نہیں ہے جس کے لئے میں اپنی عزت خراب کر دوں۔

ان کے قاصد سے کہا کہ کہدینا اے جگر خوار عورت کے بیٹے اب کبھی یہ موقع نہیں آئے گا کہ تیرے نامۂ اعمال میں کوئی ایسی نیکی لکھی جائے جس کا میں سبب بنوں۔

۸۱ھ ہجری عبد الملک کے عہد میں محمد بن علیؑ بن ابی طالب ابن الحنفیہ نے مدینے میں وفات پائی۔ بقیع میں دفن ہوئے ان کے بیٹے ابو ہاشم کی اجازت سے

ابان بن عثمانؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ابوالقاسم کنیت تھی پینسٹھ سال کی عمر پائی بیان کیا گیا ہے کہ ابن الزبیرؓ سے بھاگ کر یہ طائف چلے آئے تھے اور یہیں ان کی وفات ہوئی۔ بعض لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ایلہ کے علاقے میں ان کی موت واقع ہوئی۔ ان کے مدفن کے متعلق بھی اختلاف رائے ہے ہم نے کیسانیہ کا ذکر پہلے کیا ہے اور انہی میں سے بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ان کی قبر جبل رضوی میں واقع ہے۔ ان کے حسب ذیل بیٹے تھے:۔

حسن۔ ابوہاشم۔ عبداللہ۔ جعفر الاکبر۔ حمزہ اور علی ان کی ماں ام ولد تھی۔ جعفر الاصغر اور عون ان کی ماں ام جعفر تھی۔ قاسم۔ اور ابراہیم۔

محمد بن الحنفیہ نے عبدالملک کو لکھا تھا کہ حجاج ہمارے شہر آگیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ اسے حکم دیدیں کہ وہ اپنے ہاتھ یا زبان سے مجھے ضرر نہ پہونچائے عبدالملک نے حجاج کو لکھدیا کہ محمد بن الحنفیہ نے مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں ان کو تم سے محفوظ کردوں اس لئے میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم ہاتھ یا زبان سے انھیں کوئی ضرر نہ پہونچانا محمد بن الحنفیہ سے طواف کی حالت میں حجاج کی ملاقات ہوئی۔ حجاج نے ان پر اپنے ہونٹ چبائے اور کہا افسوس ہے کہ امیرالمومنین نے تمھارے بارے میں مجھے اجازت نہیں دی محمد نے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کی تین سو ساٹھ ۳۶۰ نگاہیں ہیں ممکن ہے کہ وہ کسی ایک نگاہ سے مجھے دیکھ لے اور مجھ پر اپنا رحم نازل فرمائے اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ یا زبان سے مجھے کوئی گزند نہ پہونچاؤ

حجاج نے یہ بات عبدالملک کو لکھ بھیجی عبدالملک نے یہ مقولہ اس رومی بادشاہ کو لکھ بھیجا جو اس پر حملہ کرنے کی دھمکی دے رہا تھا۔ اسکے جواب میں رومی بادشاہ نے عبدالملک کو لکھا کہ یہ عقیدہ تمھارا اور تمھارے اجداد کا کبھی نہیں رہا۔ یہ مقولہ ضرور کسی نبی یا اہل بیت نبی کا ہے۔

شعبی بیان کرتے ہیں کہ عبدالملک نے مجھے بادشاہ روم کے پاس سفیر بناکر بھیجا اس نے جتنی باتیں مجھ سے پوچھیں میں نے سب کا تسلی بخش جواب دیا۔ اگرچہ قاعدہ یہ تھا کہ سفر اس کے یہاں زیادہ قیام نہیں کرتے تھے مگر مجھے اس نے بہت دنوں تک روکے رکھا اور اب خود میرا جی وہاں سے چلے آنے کو چاہا۔ بادشاہ نے پوچھا کیا تم شاہی خاندان

تعلق رکھتے ہو، میں نے کہا نہیں میں ایک معمولی عرب ہوں اس پر وہ کچھ بڑبڑایا جسے میں نے نہیں سنا اور پھر اُس نے ایک رقعہ میرے حوالے کیا اور کہا کہ جب اور مراسلات تم اپنے فرمانروا کو دے چکو اسکے بعد یہ رقعہ بھی دیدینا۔ میں نے دار الخلافہ آکر تمام رسائل عبد الملک کو دیدئے مگر اس رقعہ کا دینا بھول گیا۔ جب میں اسکے پاس سے کسی دوسرے مکان میں آگیا مجھے وہ رقعہ یاد آیا۔ میں دوبارہ اس کے پاس آیا اور اب وہ رقعہ اسکے حوالے کردیا اسے پڑھ کر عبد الملک نے مجھ سے پوچھا کیا اسے دینے سے قبل بادشاہ روم نے تم سے اور کوئی بات کہی تھی میں نے کہا جی ہاں اس نے پوچھا تھا کہ آیا میں شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہوں میں نے جواب دیا نہیں بلکہ میں ایک معمولی عرب ہوں، یہ کہکر میں عبد الملک کے پاس سے چلا آیا دروازے تک پہونچا تھا کہ مجھے پھر بلایا گیا جب میں اُسکے سامنے جاکر کھڑا ہوا تو اُس نے مجھ سے پوچھا تم جانتے ہو کہ اس رقعہ میں کیا لکھا ہے؟ میں نے اس سے انکار کیا اُس نے کہا یہ رقعہ پڑھو اس میں لکھا ہوا تھا "مجھے اُس قوم پر بہت تعجب ہے کہ جس میں حامل رقعہ کا سا آدمی موجود ہے اور پھر بھی اُس نے انھیں اپنا بادشاہ نہیں بنایا" میں نے عبد الملک سے کہا اگر مجھے اس رقعہ کے مضمون سے آگاہی ہوئی تو میں کبھی اسے آپ کے پاس لیکر نہ آتا یہ اُس نے اس وجہ سے لکھدیا ہے کہ اُس نے آپ کو نہیں دیکھا، عبد الملک نے پوچھا جانتے ہو یہ اُس نے کیوں لکھا ہے۔ میں نے انکار کیا اُس نے کہا بادشاہ روم اس بات پر مجھسے جل گیا کہ تمھارا سا آدمی میرے پاس ہے اسکا منشا یہ ہے کہ میں تم کو قتل کردوں، جب یہ بات بادشاہ روم کو معلوم ہوئی تو کہنے لگا کہ عبد الملک نے میرے منشا کو ٹھیک سمجھا۔

ایک مرتبہ امیر معاویہؓ کے سامنے عبد الملک کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ تین چیزیں اُس نے اختیار کرلی ہیں اور تین کا تارک ہے۔ جب وہ خود بات کرتا ہے تو لوگوں کے دلوں پر قبضہ کرلیتا ہے اور جب اُس سے بات کیجاتی ہے تو اُسے وہ اچھی طرح غور سے سنتا ہے اور جب گفتگو میں اُسکی مخالفت کیجاتی ہے تو وہ مخالف او موافق دونوں راؤں پر غور و خوض کرتا ہے، وہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی اُسکی بات کی تردید کردے، غیبت سے بچتا ہے جو شخص اپنا قصور تسلیم کرکے معذرت چاہے اُسے وہ معاف کردیتا ہے۔۔۔

ایک دن عبدالملک کے ہم جلیسوں میں سے کسی نے اُس سے کہا کہ میں تنہائی میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں چنانچہ جب تخلیہ ہوگیا تو عبدالملک نے اُس سے کہا کہ تم جو چاہو کہہ سکتے ہو مگر ان تین باتوں کا لحاظ رکھنا' ایک تو یہ کہ میری تعریف نہ کرنا کیونکہ میں اپنے آپ سے بہت اچھی طرح واقف ہوں دوسرے یہ کہ کسی کی غیبت نہ کرنا میں اسے ہرگز نہ سنونگا۔ تیسرے یہ کہ میرے سامنے جھوٹ مت بولنا کیونکہ جھوٹے آدمی کی کوئی رائے نہیں۔ یہ سن کر اُس شخص نے کہا تو آپ مجھے واپس جانے کی اجازت دیجئے' عبدالملک نے کہا مناسب ہے۔

اپنے کسی عامل کے متعلق عبدالملک کو معلوم ہوا کہ اُس نے تحفے قبول کئے ہیں عبدالملک نے اُسے اپنے پاس بلایا اور دریافت کیا کہ آیا اپنے تقرر کے زمانے سے اب تک تم نے کوئی تحفہ قبول کیا ہے؟ اُس عامل نے جواب دیا امیر المؤمنین تمام علاقہ آباد ہے' آمدنی وافر ہے اور رعایا کی حالت بہترین ہے۔ عبدالملک نے کہا زیادہ باتیں مت کرو جتنی بات دریافت کی گئی ہے اُسی کا جواب دو یہ بتاؤ جب سے تم والی ہوئے ہو تم نے کوئی تحفہ قبول کیا ہے اُس نے اس کا اقرار کیا عبدالملک نے کہا اگر تم نے کسی کا تحفہ قبول کیا اور پھر اُس کا معاوضہ نہیں کیا تو تم لئیم ہو اور اگر تم نے تحفہ دینے والے کو کوئی ایساحق دیدیا ہے' جو اُسے نہیں پہونچتا تھا اور اُس کے ساتھ وہ سلوک کیا جو اسکے سوا اور کسی کے ساتھ تم نہیں کرتے تو ایسی حالت میں تم خائن اور ظالم ہو' بہرحال جو کچھ تم نے کیا ہو اُس میں تمھاری دنائت ثابت ہوگی یا خیانت اور جہل صریح۔ عبدالملک نے اُس عامل کو علیحدہ کردیا۔

عاتکہ بنت یزید بن معاویہ (اسکی ماں ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر تھی) عبدالملک کی بیوی تھی کسی بات پر عبدالملک سے ناراض ہوگئی' عبدالملک نے اُسکے منانے کے لئے تمام جتن کئے مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی چونکہ عبدالملک سب سے زیادہ اُسے چاہتا تھا اس لئے اُس نے اپنے خاص دوستوں سے اس بات کی شکایت [illegible] عمرو بن بلال نے جس نے زنباع الجذامی کی بیٹی سے شادی کرلی تھی عبدالملک سے کہا اگر میں اُسے راضی کردوں تو آپ مجھے کیا دینگے۔ عبدالملک نے کہا جو تم کہوگے۔ عمرو بن بلال روتا ہوا عاتکہ کی ڈیوڑھی پر آکر بیٹھ گیا اُسکی خواص نے اُس سے پوچھا کہ اے ابو حفص تم کیوں روتے ہو؟ اُس نے کہا میں اپنی بہن کے پاس فریاد لیکر آیا ہوں مجھے ان کے پاس لے چلو چنانچہ پردہ بیچ میں حائل کرکے اُسے اُنکے پاس بٹھا دیا گیا' عمرو بن بلال نے

اُس سے کہا کہ آپ جانتی ہیں کہ امیرالمومنین معاویہؓ یزید، مروان اور عبدالملک کے ساتھ میرے
کیا تعلقات رہے ہیں۔ میرے صرف دو بیٹے تھے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا ہے اب
امیرالمومنین فرماتے ہیں کہ قاتل کو قتل کیا جائے گا۔ میں نے امیرالمومنین سے کہا بھی کہ میں قصاص
کا ولی ہوں میں معاف کئے دیتا ہوں مگر امیرالمومنین نے اسے نہیں مانا اور کہا کہ میں نہیں چاہتا
کہ اپنی رعایا کے قاتل کو معافی دیکر قتل کے ارتکاب کا خوگر بناؤں اب کل وہ میرے دوسرے
بیٹے کو قتل کر دیجئے میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ میرے بیٹے کے لئے معافی حاصل
کیجئے، عاتکہ نے کہا میں تو ان سے بات نہیں کرتی۔ عمرو بن بلال نے کہا میں نہیں سمجھتا
کہ کسی کی جان کے بچانے سے زیادہ نیک کام بھی آپ کر سکیں۔ اوسکی تمام خواص، خدام اور
متعلقین اسکے پیچھے پڑ گئے کہ آپ ضرور اس کام کو کریں انہوں نے اتنا پیچھا لیا کہ آخر کار اسے
کہنے ہی بنی کہ میرے کپڑے لاؤ۔ کپڑے پہنے۔ اسکے اور عبدالملک کے قصر کے درمیان ایک
دروازہ تھا جسے اس نے بند کرا دیا تھا اب اس وقت اسے پھر کھلوایا اور اسی راستے
عبدالملک کے پاس آنے کیلئے روانہ ہوئی۔ اسے آتے دیکھتے ہی خواجہ سرا نے عبدالملک
سے جاکر کہا امیرالمومنین یہ دیکھئے عاتکہ آرہی ہیں عبدالملک نے کہا یوں ہی کہہ رہا ہے
تو نے اسے دیکھا بھی ہے؟ ابھی اس نے اسکے جواب میں ہاں کہا تھا کہ وہ خود عبدالملک
کے سامنے آگئی۔ عبدالملک اپنے تخت پر متمکن تھا، عاتکہ نے آکر اسے سلام کیا وہ خاموش
رہا۔ عاتکہ نے کہا بخدا اگر عمرو بن بلال کا یہ کام نہ ہوتا تو میں کبھی تمہارے پاس نہ آتی بخدا اگر
اسکے ایک بیٹے نے دوسرے کو بلاوجہ قتل کر دیا ہے تو وہ باپ ہونے کی حیثیت سے
قصاص کا ولی ہے چاہے لے اور چاہے نہ لے اور جب کہ اس نے معاف کر دیا ہے پھر بھی
تم اسکے دوسرے بیٹے کو قتل کر رہے ہو۔ عبدالملک نے کہا بے شک اسے سزا بھگتنی پڑے گی
عاتکہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا عبدالملک نے منہ پھیر لیا پھر اس نے اسکے دونوں پاؤں پکڑ کر
انھیں بوسہ دیا عبدالملک نے کہا اچھا تمہارے خاطر معاف کرتا ہوں۔ اب ان دونوں میں
ملاپ ہو گیا اور عبدالملک کو چین آگیا۔

جب دربار منعقد ہوا تو عمرو بن بلال بھی آیا عبدالملک نے اس سے کہا اے
ابوحفص اسکے لانے کی تم نے نہایت اچھی تدبیر کی کہو کیا چاہتے ہو۔ اس نے کہا ایک ہزار دینار
اور ایک مزرعہ معہ اسکے غلہ اور تمام آلات کشاورزی کے عطا فرمائیے عبدالملک نے

اُسے منظور کرلیا، عمرو نے کہا میری اولاد اور خاندان کے وظائف مقرر فرمائیے عبدالملک نے اسے بھی منظور کرلیا۔ جب عاتکہ کو اس تمام واقعے کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اپنے اس طرح عبدالملک کے پاس جانے پر بہت افسوس کیا اور کہنے لگی کہ اس نے میرے ساتھ بڑا فریب کیا۔

عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ اسباب بغاوت کی تشریح کرو۔ حجاج نے لکھا کہ بغاوت سرگوشیوں سے شروع ہوتی ہے، پھر علے الاعلان شکایت کیجاتی ہے اور آخر میں عظیم الشّان خطرات پر منتہی ہوتی ہے، عبدالملک نے لکھا تم نے بالکل ٹھیک تعریف کی ہے اگر تم چاہتے ہو کہ تمھاری زیر دست رعایا ٹھیک رہے تو ان پر لازم کرو کہ وہ جماعت اُمّت پر قائم رہیں انھیں ان کی فوجی تقسیم کے مطابق معاش دو اور انھیں ہمیشہ ضرورت مند رکھو۔

جب عبدالملک کو ابن الاشعث کی بغاوت کی اطلاع ہوئی اُس نے منبر پر چڑھکر تقریر کی اور اس میں حمد و ثنا کے بعد کہا اہل اعراق نے میری مدّت معینہ کے پورا ہونے سے پہلے اس بات کو چاہا ہے کہ میرا مقدر پورا ہو جائے، اے اللہ تو ہم کو اپنے سے بہتر لوگوں پر مسلّط نہ کر اور نہ ہم پر ایسے لوگوں کو مسلط کر جن سے ہم اچھے ہیں تو شامیوں کی تلواروں کو اہل اعراق پر مسلط کر دے۔ تاکہ تیری خوشنودی حاصل کرلی جائے اور جب وہ حاصل ہوجائے، تو اسکے ذریعے سے تو اپنے غصّہ کو متجاوز نہ کر،

ایک مرتبہ عبدالملک نے حجّاج کو لکھا "تو میرے نزدیک سالم ہے" حجاج اس جملے کے معنے نہ سمجھ سکا اُس نے قتیبہ بن مسلم کو یہ جملہ لکھ بھیجا کہ اس کا مطلب سمجھائے۔ یہ خط اُس نے ایک قاصد کے ہاتھ قتیبہ کے پاس بھیجدیا، قاصد نے قتیبہ کے پاس پہونچکر وہ خط اُسے دیدیا اتنے میں قاصد کا گوز خطا کر گیا جس سے سخت شرمندہ ہوا۔ خط پڑھکر قتیبہ چاہتا تو یہ تھا کہ قاصد سے کہے کہ تم بیٹھ جاؤ مگر اس کے عوض اُس نے کہا تم گوز کرو۔ قاصد نے کہا میں پہلے کرچکا ہوں اس سے قتیبہ شرمندہ ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ تم بیٹھ جاؤ مگر غلطی سے میری زبان سے کچھ اور نکل گیا قاصد نے کہا تو کیا ہوا میں نے بھی غلطی کی اور آپ نے بھی غلطی کی، قتیبہ نے کہا ہمارے غلطیاں مساوی نہیں ہوسکتیں میرے زبان سے غلطی سرزد ہوئی اور تمھاری چوتڑوں سے۔ امیر سے جاکر کہدو کہ سالم ایک شخص کا غلام تھا وہ اسکے مزاج میں بہت درخور رکھتا تھا اور اس وجہ سے

اکثر اسکی شکایت اُس سے کیجاتی تھی۔ اُس پر اُس نے یہ شعر کہا تھا۔

يديرونني عن سالم وأديره　　وجلدة بين الانف والعين سالم

وہ مجھے سالم سے برگشتہ کرتے ہیں اور میں انھیں دھتکار دیتا ہوں حالانکہ اوسکی قدرو منزلت میرے دل میں جاگزیں ہو چکی ہے۔

اس جملے کے لکھنے سے عبدالملک کا مطلب یہ ہے کہ وہ تم کو بتانا چاہتا ہے کہ تمھاری وقعت اُسکے نزدیک ایسی ہے جیسی کہ سالم کی اُسکے آقا کے نزدیک تھی۔

جب حجاج کے پاس یہ خط پہونچا اُس نے اُسی وقت قتیبہ کے لئے خراسان کی ولایت کا حکم لکھدیا۔

اسی قسم کی ایک حکایت خالد بن عبداللہ القسری کے دربار کے ایک شخص کی بیان کیجاتی ہے کہ مجلس میں اُس کا گوز صادر ہوگیا۔ جب دوسرے دن وہ پھر دربار میں آیا تو کھڑا رہا۔ خالد نے اُس سے بیٹھ جانے کو کہا اُس نے انکار کیا خالد نے اُس سے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ ضرور گوز کرو۔ اُس نے کہا میں تو کرچکا اُس جواب سے خالد متعجب ہوگیا اس لئے معذرت چاہی اور کچھ رقم اُسے دی۔

عبدالملک کے پاس تحفے میں کچھ ڈھالیں آئیں جو موتیوں اور یاقوت سے مرصع تھیں، عبدالملک کو وہ بہت پسند آئیں اُس وقت اسکے پاس اسکے بہت سے خاص مصاحبین اور رازدار دوست موجود تھے اُس نے اپنے جلیسوں میں سے ایک شخص خالد نام سے کہا کہ ان ڈھالوں میں سے کسی ایک کو ذرا دبا کر دیکھو اُس کا مقصد یہ تھا کہ ان کی سختی اور مضبوطی معلوم ہو سکے اُس شخص نے ایک ڈھال کو اتنا دبایا کہ اُس کا گوز نکل گیا۔ عبدالملک اور تمام اُسکے ہم جلسہ دوست ہنس پڑے اور اُس نے پوچھا کہ اس گوز کی کیا قیمت ہے، بعضوں نے کہا چار سو دینار اور میوے کی ڈالی۔ عبدالملک نے یہ چیز اسے دلوادیا اس موقع پر اُسکے مصاحبین نے یہ اشعار فی البدیہہ کہدیئے۔

أيفرط خالد من غمز ترس　　ويحبوه الامير بها بدورا

کیا خالد ڈھال کے دبانے سے گوز کرے گا اور امیر اُس کے عوض اُسے روپیہ کی تھیلیاں دے گا۔

فيا لك ضرطة جلبت غناء　　ويا لك ضرطة اغنت فقيرا

یہ کیسی اچھی گوز زنی ہے کہ جس سے دولت حاصل ہوئی اور جس نے فقیر کو تونگر بنادیا۔

فودّ الناس لو ضہ طو النالوا من المال الذی اعطا عشیرا

اس سے لوگوں کے دلوں میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش وہ بھی گوز کرتے اور اس روپیہ سے جو اوس نے خراج میں وصول کیا ہے انھیں بھی کچھ ملجاتا۔

ولم یُعلَمْ بان الضرط یغنی فاضرط اصلح اللہ الامیرا

یہ بات معلوم نہ تھی کہ گوز سے بھی فائدہ پہونچتا ہے اب اللہ امیر کو نیک ہدایت دے میں بھی گوز کرتا ہوں

عبد الملک نے کہا اسے چار ہزار درہم دیدو' اور شاعر سے کہا کہ ہمیں تمھارے گوز کی ضرورت نہیں ہے'۔

ایک سال عبد الملک حج کرنے گیا اور حکم دیا کہ معاش تقسیم کیجائے' ایک تھیلی ایسی سامنے لائی گئی جس پر مرقوم تھا "صدقے کی مد سے" اہل مدینہ نے اُس روپیہ کے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہماری معاش مالگذاری سے دیجائے۔ عبد الملک نے جو اس وقت منبر پر تھا یہ جواب دیا۔ "اے گروہ قریش ہماری اور تمھاری مثال اُن دو بھائیوں کی ہے جو ایام جاہلیت میں سفر کیلئے روانہ ہوئے' چلتے چلتے ایک جھاڑی کے سایہ میں جو ایک بڑی چٹان کے نیچے سرسبز تھی آرام لینے کے لئے ٹھہر گئے' جب شام کے وقت روانہ ہونے لگے تو اوس چٹان کے نیچے سے ایک سانپ ایک دینار لئے ہوئے نکل کر اون کے پاس آیا اور اس دینار کو اونکی طرف ڈالدیا۔ ان دونوں نے کہا یہاں ضرور خزانہ ہے یہ دینار اُسی میں سے آیا ہے۔ تین دن یہ دونوں وہاں ٹھہرے رہے وہ سانپ روزانہ اسی طرح ایک دینار انھیں لاکر دے جاتا تھا اُن دو بھائیوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا ہم کب تک اس سانپ کا انتظار کریں کیوں نہ اسے مارکر خزانہ کھودلیں اور اس پر قبضہ کرلیں' دوسرے بھائی نے اس سے اُسے روکا اور کہا کہ ممکن ہے کہ تم خود ہلاک ہوجاؤ اور مال بھی نہ ملے مگر اُس نے نہ مانا اور اپنا تبر سنبھال کر سانپ کا انتظار کرنے لگا۔ جب سانپ نکلا اُس نے فوراً ایک ضرب اسکے لگائی جس سے اس کا سر زخمی ہوگیا مگر وہ ہلاک نہیں ہوا۔ سانپ نے اچھل کر اُسے ڈس لیا جس سے وہ شخص فوراً مرگیا۔ سانپ پھر اپنی چٹان میں چلا گیا۔ دوسرے بھائی نے اُسے دفن کر دیا۔ دوسرے دن وہی سانپ اپنے سر پر پٹی باندھے پھر نکل کر آیا مگر اب اسکے منہ میں دینار نہ تھا اُس شخص نے سانپ سے کہا کہ تم کو جو تکلیف پہونچی وہ

میرے بالکل خلاف مرضی ہوئی ہے میں نے اپنے بھائی کو اس حرکت سے روکا تھا کیا اب یہ ہو سکتا ہے کہ ہم تم آپس میں یہ معاہدہ کرلیں کہ نہ میں تجھکو کوئی ضرر پہونچاؤں اور نہ تو مجھکو کوئی گزند پہونچائے اور ایک اشرفی روزانہ جو تو لایا کرتا تھا وہ برابر لاتا رہ۔ سانپ نے کہا اب نہیں ہو سکتا۔ اس شخص نے پوچھا کیوں اس نے کہا میں جانتا ہوں کہ جب تک تمھارے بھائی کی یہ قبر تمھارے سامنے موجود ہے تمھارا دل کبھی میرے طرف سے صاف نہیں ہوگا اور اسی طرح اس زخم کے ہوتے ہوئے میرا دل تمھارے طرف سے کبھی صاف نہیں ہو سکتا۔ اس واقعہ کو بیان کرکے عبدالملک نے نابغہ کا یہ شعر ان کے سامنے پڑھا۔

فقالت اری قبرا تراہ مقابلی　　　وضربۃ فاس فوق راسی فاغرۃ

سانپ نے جواب دیا میں اس قبر کو دیکھ رہا ہوں جو تم میرے سامنے موجود دیکھ رہے ہو' اور اپنے سر پر کلھاڑی کے اس وسیع زخم کو بھی میں دیکھ رہا ہوں۔

اے معشر قریش! عمر بن الخطابؓ تم پر حکمراں ہوئے چونکہ وہ ایک بڑے سخت گیر اور متشدد آدمی تھے تم نے انکی خوب اطاعت کی۔ عثمانؓ تمھارے حکمراں ہوئے وہ چونکہ ایک نرم دل رحیم و کریم آدمی تھے تم نے اون کے خلاف سرکشی کی اور انھیں قتل کر دیا۔ ہم نے واقعہ حرہ میں مسلم کو تم پر سردار بنا کر بھیجا تم نے اسے قتل کر دیا۔ اب ہم اس بات سے خوب واقف ہیں کہ تم کبھی ہم کو پسند نہیں کروگے کیونکہ تم کو واقعہ حرہ یاد ہے اور جب تک ہم کو عثمانؓ کی شہادت کی یاد باقی رہیگی ہم کبھی تم کو دوست نہیں سمجھ سکتے۔

ایک مرتبہ روح بن زنباع عبدالملک کے مصاحب نے جب دیکھا کہ عبدالملک اس سے بے اعتنائی اور سرد مہری برتنے لگا ہے تو اس نے ولید بن عبدالملک سے اسکی شکایت کی اور کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ آج کل امیرالمومنین مجھ سے رو گرداں اور ناراض ہوگئے ہیں جب میں ان کے سامنے جاتا ہوں وہ منہ پھیر لیتے ہیں اور اس کا اثر یہ ہوا ہے کہ یہ دوسرے درندے مجھ پر اپنے دانت اور پنجے تیز کر رہے ہیں' ولید نے کہا تم کوئی ایسی مذاق کی بات کہو جس سے امیرالمومنین ہنس پڑیں جس طرح کہ سابور ابن سابور بادشاہ فارس کے ندیم مرزبان نے ایسے ہی موقع پر ظریفانہ چال چلی تھی' روح نے ولید سے مرزبان کا قصہ دریافت کیا ولید نے کہا مرزبان بادشاہ سابور کا بے تکلف ندیم تھا جب ایک موقع پر اس نے دیکھا کہ بادشاہ اس سے ناراض ہوگیا ہے اور اب سرد مہری سے

پیش آتا ہے اُس کی طرف دیکھتا ہی نہیں اُس نے کتوں۔ بھیڑیوں، گدھے، مرغ، خچر، گھوڑے اور دوسرے جانوروں کی بولیاں بولنا سیکھیں اور پھر کسی حیلے سے بادشاہ کی خاص خلوت گاہ کے قریب پہونچا کسی پردے کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا، جب بادشاہ تنہا رہ گیا تو اُس نے کتے کی طرح بھونکنا شروع کیا بادشاہ کو یہ خیال ہوا کہ ضرور یہاں کتا چھپا ہوا ہے، بادشاہ نے خدام کو تلاش کا حکم دیا اسکے ساتھ اب اُس مرزبان نے بھیڑیے کی آواز نکالی، بادشاہ اپنے پلنگ سے اتر آیا، اب اُس نے گدھے کی طرح بولنا شروع کیا بادشاہ ڈر کر اپنی خوابگاہ سے بھاگ گیا غلام اُس آواز کی طرف دوڑے جب یہ اُسکے قریب پہونچتے وہ فوراً کسی دوسرے جانور کی بولی بولنے لگتا آخر کار وہ لوگ بھی ہنستے ہنستے تھک گئے پھر سب نے ملکر اُس پر حملہ کیا اور اُس پر ٹوٹ پڑے۔ جب اُسے نکال کر لائے اور صورت دیکھی تو بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور یہ مسخرہ مرزبان ہے، یہ سن کر بادشاہ بے حد ہنسا اور اس سے اس حرکت کی وجہ دریافت کی اُس نے کہا جب سے سرکار مجھ سے ناراض ہوئے اللہ نے میری صورت مسخ کر کے مجھے یکے بعد دیگرے کتا۔ بھیڑیا۔ گدھا اور تمام دوسرے جانوروں کی صورت میں منتقل کر دیا۔ بادشاہ نے اُسے خلعت فاخرہ دینے کا حکم دیا وہ اپنے پہلے مرتبے پر بحال ہو گیا اور اب بادشاہ اور بھی اُس سے خوش رہنے لگا۔

روح نے ولید سے کہا تمھارا مشورہ مناسب ہے، جب امیرالمومنین کی مجلس پوری طرح جم جائے تو تم مجھ سے یہ دریافت کرنا کہ کیا عبداللہ بن عمرؓ مذاق کرتے ہیں یا مذاق کی باتیں سن لیتے ہیں، واقعہ یہ تھا کہ عبداللہ بن عمرؓ اس قدر متین اور مہذب آدمی تھے کہ نہ وہ خود کبھی کسی سے مذاق کرتے اور نہ کسی قسم کی مضحک باتوں کو سننا پسند کرتے بہرحال ولید روح سے پہلے دربار میں آیا اسکے بعد ہی روح آیا جب یہ دونوں اطمینان سے مجلس میں بیٹھ گئے تو ولید نے روح سے پوچھا اے ابوزرعہ کیا ابن عمر مذاق کیا کرتے ہیں یا ظریفانہ باتوں کو سنتے ہیں، روح نے کہا ابن ابی عتیق نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ اُس کی بیوی عاتکہ بنت عبدالرحمٰن نے اُس کی ہجو میں یہ شعر کہے۔

ذهب الاله بما تعيش به   وقمرت عيشك ايما قمر

النفقت مالك غير محتشم — في كل زانيتہ و في النجم

اللہ تیری اس زندگی کا خاتمہ کرے، تونے اپنی ساری زندگی جوئے میں بسر کردی، تونے اپنی ساری دولت نہایت ڈھٹائی سے زنا اور شراب کے نذر کردی۔

ابن ابی عتیق ایک شوقین ظریف اور بذلہ سنج آدمی تھا اس نے ان دونوں شعروں کو ایک رقعہ میں لکھکر رکھ لیا اور لیکر باہر نکلا نکلتے ہی ابن عمرؓ پر نظر پڑی۔ اس نے انسے کہا اے ابو عبد الرحمن ذرا اس رقعہ کو ملاحظہ کیجئے اور اسکے متعلق اپنی رائے دیجئے۔ عبد اللہؓ نے رقعہ کو پڑھکر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ ابن ابی عتیق نے ان سے پوچھا کہ جس شخص نے ان شعروں میں میری ہجو کی ہے اسکے متعلق آپ اپنا مشورہ دیجئے کہ کیا کیا جائے۔ انھوں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تم درگذر کرو اور معاف کردو، اس نے کہا اے ابو عبد الرحمن بخدا اگر ان اشعار کے کہنے والے سے میری مڈبھیڑ ہوئی تو میں اسے سخت دھکے دونگا، یہ سنکر ابن عمر پر لرزہ طاری ہو گیا اور ان کے چہرہ کا رنگ بدل گیا انھوں نے کہا اللہ تجھ پر اپنا غضب نازل کرے تو یہ کیا بک رہا ہے اس نے کہا جناب والا جو میں نے کہا ہے وہی ہوگا، اسکے بعد دونوں اپنے اپنے راستے چلدیے۔ چندروز کے بعد پھر اسکی انسے مڈبھیڑ ہوئی ابن عمرؓ نے اسکی جانب سے منہ پھیر لیا مگر اس نے خود پیش قدمی کرکے کہا اے ابو عبد الرحمن میں نے ان اشعار کے کہنے والے کو پالیا اور بڑی طرح اسے روندا یہ سنتے ہی ابن عمرؓ پر غشی سی طاری ہوگئی اور وہ گر پڑے جب اس نے ان کی یہ حالت دیکھی تو قریب جاکر ان کے کان میں کہا کہ حضرت وہ میری بیوی تھی جس نے یہ شعر کہے تھے، ابن عمرؓ کھڑے ہوگئے اسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور ہنسنے لگے اور کہا کہ یہ تونے خوب کیا۔ اس قصہ کو سن کر عبد الملک اس قدر ہنسا کہ اسکے دونوں پاؤں پھیل گئے۔ اور روح سے کہا اللہ تجھے ہلاک کرے تونے کس قدر دلچسپ قصہ بیان کیا ہے، پھر عبد الملک نے اسکی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا روح اٹھکر عبد الملک کے پاس گیا اس پر جھک کر اسکے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا اے امیر المومنین اگر مجھ سے کوئی خطا سرزد ہوگئی ہے تو میں اسکی معافی چاہتا ہوں اور اگر میں نے کوئی واقعی قابل ملامت برائی کی ہے تو میں صبر کرتا ہوں اور اس کے نتیجہ کو برداشت کرنے کیلئے آمادہ ہوں، عبد الملک نے کہا نہیں جی کوئی ایسی بات

ہنیں ہے جو تم کو بری معلوم ہو" اس کے بعد پھر ان کے وہی بے تکلف اور مخلصانہ تعلقات جو پہلے تھے برقرار ہو گئے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ عبد الملک بن مہلہل الہمدانی کا بیان کیا گیا ہے، یہ شخص سلیمان بن منصور کا ندیم خاص تھا کسی بات پر ناراض ہو کر سلیمان نے اُسے علیحدہ کر دیا تھا یہ ایک دن ٹھیک کھڑی دوپہر میں سلیمان کے پاس آیا حاجب نے کہا یہ وقت امیر کی ملاقات کا نہیں ہے، عبد الملک نے اس سے کہا تم جاکر خود سلیمان سے کہہ تو دو کہ میں حاضر خدمت ہوا ہوں، حاجب نے سلیمان سے جاکر اُسکے لئے اجازت طلب کی۔ سلیمان نے کہا اسے آنے دو مگر ہدایت کر دو کہ وہ کھڑے ہو کر مجرا بجا لائے اور زیادہ دیر تک باتیں نہ کرے حاجب نے باہر آکر عبد الملک کو ہدایت کر دی کہ صرف مختصر گفتگو کر کے باہر آجائے۔

عبد الملک نے اندر پہنچکر کھڑے کھڑے سلام عرض کیا اور پھر عرض پرداز ہوا "اللہ امیر کو نیک ہدایت دے جب کل شام میں اپنے گھر واپس جارہا تھا اثنائے راہ میں میں نے دیکھا کہ ایک موذن اذان دے رہا ہے میں اسکے قریب گیا وہ ایک معلق مسجد میں چڑھ گیا میں بھی چڑھتا چلا گیا، چڑھتا چلا گیا، چڑھتا چلا گیا۔ سلیمان نے کہا اچھا تم آسمان پر پہنچے پھر کہو کیا ہوا۔ عبد الملک نے کہا جی ہاں وہاں ایک شخص جو یا تو کردتھا یا نبطی امامت کیلئے آگے بڑھا اور اس نے نماز میں عجیب و غریب کلام کی قرأت کی جسے میں کچھ نہ سمجھ سکا کہ اسکے معنی کیا تھے اور وہ زبان کونسی تھی، اس نے پڑھا ویل لکل زمبہ زما مالا وعدہ۔ (بجائے ویل لکل ھمزۃ لمزۃ الذی جمع مالا وعددہ) اس امام کے پیچھے ہی ایک شخص نشے میں مدہوش کھڑا ہوا تھا جب اُس نے یہ قرأت سنی تو اپنے ہاتھ پاؤں پیٹنے لگا اور کہنے لگا "ابوعبکی دربنیکا فی حرّام قاربیکا۔" جب سلیمان نے یہ سنا وہ اس قدر ہنسا کہ بستر پر لوٹ گیا اور کہا اے ابو محمد میری طرف سے تم کو آنے کی اجازت ہے، تمام مسلمانوں میں تم سب سے اچھے آدمی ہو" پھر اُس نے اسکے لئے خلعت منگوایا اور اجازت دی کہ تم روزانہ دربار میں حاضر ہوا کرو۔ اور اب پھر وہی تعلقات ان کے درمیان قائم ہو گئے جو اس ناخوشی سے پہلے تھے۔

حجاج کی سوانحعمری

اس کے خطبے اور بعض افعال

حجاج کی ماں پہلے حارث بن کلدہ کی بیوی تھی، حارث ایک دن علی الصباح اُسکے پاس آیا دیکھا کہ وہ خلال کر رہی ہے حارث نے اوسکے پاس سے واپس آکر اُسے طلاق نامہ بھیجدیا۔ اُس نے طلاق کی وجہ دریافت کی اور پوچھا کیا مجھ پر کوئی شبہ قائم کیا ہے حارث نے کہا ہاں اس کا سبب یہ ہوا میں علی الصباح تیرے پاس آیا تھا تو اس وقت خلال کر رہی تھی اگر تو نے اس قدر تڑکے کھانا کھالیا تھا تو یہ بات تیرے کھاؤ ہونے کی دلیل ہے اور اگر تو رات کو کھانا کھا کر بغیر منہ صاف کئے ہوئے سو گئی تھی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تو بڑی گندی عورت ہے، اُس نے کہا اس میں سے کوئی بات بھی نہ تھی بلکہ واقعہ یہ ہوا تھا کہ مسواک کے پھوسڑے دانتوں میں اولجھ کر رہگئے تھے میں اونہیں صاف کر رہی تھی۔

اسکے بعد یوسف بن ابی عقیل الثقفی نے اس سے شادی کر لی اور اُس کے نطفے سے حجّاج پیدا ہوا۔ جب یہ پیدا ہوا تو ایک بدشکل گول مٹول گوشت کا لوتھڑا معلوم ہوتا تھا اُسکے دبر نہ تھی چھید کر کے دبر نمایاں کی گئی، اپنی ماں کیا کسی عورت کا بھی دودھ نہیں پیا جب سب گھروالے تنگ آ گئے تو بیان کیا جاتا ہے کہ حارث بن کلدہ شیطان کی صورت میں ان لوگوں کو دکھائی دیا اور پوچھا تمھارا کیا حال ہے انھوں نے کہا یوسف کا ایک بیٹا پہاڑ سے بنایا گیا، (فارعہ انکی ماں کا نام بھی تھا) وہ نہ اپنی ماں ہی کا دودھ پیتا ہے اور نہ کسی عورت کا، حارث نے کہا ایک سیاہ

بھیڑ کا بچہ ذبح کر کے اُس کا خون اُس بچہ کو خوب پلاؤ۔ دوسرے دن بھی ایسا ہی کرنا تیسرے دن ایک بیاہ بنڈھا ذبح کر کے اُس کا خون پلانا چوتھے دن ایک سال کا بیاہ بکرا ذبح کر کے اُس کا خون اُسے پلانا اور اُس خون کو اُس کے چہرہ پر مل دینا چوتھے دن وہ عورت کا دودھ پینے لگے گا" چنانچہ یوسف کے گھر والوں نے ایسا ہی عمل کیا اور چونکہ خون اسکی گھٹی میں پڑ چکا تھا اسی وجہ سے وہ خون بہانے میں کبھی دریغ نہیں کرتا تھا۔ خود حجاج اپنے متعلق کہا کرتا تھا کہ سب سے زیادہ لذت مجھے خون بہانے اور ایسے کاموں کے کرنے میں آتی ہے کہ میرے سوا کوئی اور اُن کے کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

خارجیوں نے بصرہ پر قبضہ کر لیا عبدالملک نے اُن کے مقابلے کے لئے ایک فوج بھیجی جسے انھوں نے بھگا دیا عبدالملک نے پوچھا کون ایسا موزوں شخص ہے جو بصرہ پر دوبارہ قبضہ کر لے اور خارجیوں کا کامیابی سے مقابلہ کرے لوگوں نے کہا مہلب بن ابی صفرہ کے سوا کوئی اور شخص اس کام کے لئے موزوں نہیں ہے، عبدالملک نے مہلب کو اُس کام کیلئے حکم بھیجا اُس نے یہ شرط پیش کی کہ جس جس علاقے سے میں خارجیوں کو نکالوں اسکی آمدنی مجھے دی جائے عبدالملک نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے اسکے معنے تو یہ ہوئے کہ تم میری حکومت میں شریک ہو جاؤ گے۔ مہلب نے پھر آمدنی کا دو ثلث حصہ طلب کیا عبدالملک نے اسے بھی نہ مانا مہلب نے کہا نصف اور بخدا میں اس سے کم پر ہرگز راضی نہ ہونگا نیز یہ کہ آپ مزید فوج سے میری امداد کریں اور اگر آپ کی فرستادہ فوج کی وجہ سے میری کارروائی میں کچھ گڑبڑ واقع ہو جائے تو پھر آپ کا مجھ پر کوئی حق نہ ہوگا اور نہ میں اُس ناکامی کا ذمہ دار قرار دیا جاؤنگا۔

عبدالملک نے عراق پر ایک کمزور شخص کو والی بنا دیا اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مہلب کی امدادی بھاتی فوج نے شکست کھانا شروع کی جس کی وجہ سے خارجی اُس کی دسترس سے بچ کر جلنے کی راہ پر ہو لئے۔ مہلب نے عبدالملک کو لکھا کہ یا تو آپ مجھے کمک بھیجئے ورنہ میں یہاں سے لیکر بصرہ تک سارا علاقہ خارجیوں کے لئے چھوڑ دونگا۔

عبدالملک غصہ میں بھرا ہوا اپنے مصاحبین کے پاس آیا اور ان سے کہا بتاؤ کون شخص عراق کی حکومت کا اہل ہے۔ سب لوگ چپ رہے مگر حجاج نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں اس خدمت کا اہل ہوں۔ عبدالملک نے اُس سے کہا بیٹھ جاؤ۔ پھر اُس نے

اپنے درباریوں سے ڈانٹ کر پوچھا بتاؤ عراق کے لئے کون اہل ہے، سب چپ رہے۔
حجاج نے کھڑے ہو کر پھر کہا میں اس کا اہل ہوں، عبدالملک نے پھر اس سے کہا بیٹھ جاؤ۔
تیسری مرتبہ پھر عبدالملک نے پوچھا عراق کیلئے کون موزوں تر ہے۔ سب خاموش رہے
اس مرتبہ پھر حجاج نے کھڑے ہو کر عرض کیا امیرالمومنین بخدا میں اس کا اہل ہوں، عبدالملک
نے کہا اچھا جا تو ہی وہاں کی بھڑ بنجا۔

عبدالملک نے اُسے عراق کی ولایت کا عہد لکھدیا۔ قادسیہ پہنچکر اس نے
اپنی فوج کو حکم دیا کہ تم لوگ یہاں آرام کر کے آؤ میں آگے بڑھتا ہوں، ایک اونٹ منگوایا
اُس پر پالان رکھا اور بغیر نمدے یا گدے کے اس پر سوار ہوا، عبدالملک کا خط ہاتھ میں لے لیا،
سفر کا لباس پہنا اور عمامہ باندھکر تنہا کوفے آیا۔ پکارنے لگا کہ نماز کے لئے سب جمع
ہوں، کوفے کے جس شخص پر اس کی نظر پڑی اس نے دیکھا کہ وہ اپنی بیٹھک میں بیس تیس
اور چالیس چالیس بلکہ اس سے بھی زیادہ اولاد و اعزا اور موالیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے
ان میں سے بعض نے کسی سے کہا کہ چلو اس کے پتھر ماریں، محمد بن عمیر الدارمی اپنے
موالیوں کے ہمراہ مسجد میں آیا اس نے حجاج کو منبر پر بے حس و حرکت ساکت بیٹھا ہوا دیکھا
کہنے لگا اللہ بنی امیہ پر لعنت کرے کہ انھوں نے ایسے آدمی کو عراق کا والی بنایا ہے اگر یہ
شخص عراق کا والی بنایا گیا ہے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ اللہ نے عراق کو تباہ و برباد کر دیا
پھر یہ اسے مارنے کیلئے مسجد کی کنکریاں جمع کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر بنی امیہ کو اس سے
بھی بدتر آدمی دستیاب ہوتا تو وہ اسی کو عراق کا والی بنا دیتے۔

یہ چاہتا تھا کہ حجاج کو کنکر مارے مگر اس کے کسی عزیز نے اس سے کہا آپ
ذرا توقف کیجئے ذرا ہم سنیں تو یہ کیا کہتا ہے، اب مسجد میں یہ حالت تھی کہ کوئی کہتا
تھا کہ رعب کیوجہ سے اسکی زبان بند ہو گئی ہے۔ یہ تقریر نہیں کر سکے گا کوئی کہتا تھا کہ
یہ اعرابی ہے ابھی تک اسکی سمجھ میں یہ نہیں آیا ہے کہ اپنی تقریر میں کیا کہے جب مسجد آدمیوں
سے کھچا کھچ بھر گئی تو اس نے نقاب اپنے چہرہ سے الٹی، کھڑا ہوا، پھر اپنے سر سے
عمامہ ایک جانب کو کیا اور بغیر حمد و ثنا اور رسول اللہ پر صلوات بھیجے سب سے پہلے
جن جملوں سے اس نے اپنی تقریر شروع کی وہ یہ تھے۔

انا ابن جلا وطلاع الثنایا　　متی اضع العمامۃ تعرفونی

میں صبح کا بیٹا سخت گھاٹیوں پر چڑھنے والا ہوں۔ جب میں عمامہ اتاروں گا تم لوگ مجھے پہچان لو گے۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ آنکھیں گھور رہی ہیں گردنیں دراز ہیں اور ان سروں کو دیکھ رہا ہوں جن کے قطع کرنے کا وقت آگیا ہے اور میں انھیں قطع کرونگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ خون عماموں اور ڈاڑھیوں کے درمیان سے ابل رہا ہے۔

هذا اوان الشد فاشتدی زیم قد لفها اللیل بسواق حطم

لیس براعی ابل ولا غنم ولا بجزار علی ظهر وضم

یہ جنگ کا وقت ہے اے میرے گھوڑے تو زیادہ شدت سے دوڑیگا کیونکہ رات نے اس جنگ سے ایسے شخص کو لپیٹ دیا ہے جو نہایت سخت ہنکانے والا اور بے حد سخت مزاج ہے۔ وہ اونٹ یا بکریوں کا چرواہا نہیں ہے اور نہ وہ قصائی ہے کہ تختے پر گوشت کاٹتا ہو۔

پھر کہا۔ قد لفها اللیل بعصلبی

اروع خراج من الدوی مهاجر لیس باعرابی

رات نے اس جنگ سے ایک نہایت مضبوط اور سخت اعضا والے شخص کو لپیٹ دیا ہے جو نہایت چوکنا ہمیشہ بیابانوں سے نکلنے والا۔ اپنے وطن کو چھوڑ کر پھرنے والا ہے۔ مگر غیر متمدن اعرابی نہیں ہے۔

اور کہا۔

قد شمرت عن ساقها فجدوا والقوس فیها وتر عرد

مثل ذراع البکر او اشد

اب جنگ کھلم کھلا شروع ہو گئی ہے پس نہایت دلیری سے آگے بڑھو۔ اور کمانیں اس میں بڑی سخت چلہ والی ہیں جن کی لکڑی ایسی مضبوط ہے جیسے جوان اونٹ کی پنڈلی یا اس سے بھی زیادہ مضبوط و سخت ہے۔

امیر نے اپنے ترکش کے سارے تیر ایک ایک کر کے دیکھے ان میں سب سے زیادہ زہر میں بجھا ہوا نکیلا اور تیز مجھے پایا۔ سیدھے راستے پر رہو تمھارے سب کام ٹھیک رہینگے، اگر چھوٹی چھوٹی پگڈنڈیوں پر چلوگے یاد رکھو کہ ہر گھات کے موقع پر تم مجھے پہلے سے منتظر پاؤگے۔ میں نہ تمھاری کوئی خطا معاف کروں گا اور نہ معذرت قبول کروں گا۔ اے اہل عراق تم بڑے منافق فتنہ پرداز مفسد اور بد اخلاق ہو مجھ پر اس طرح نگاہ نہیں پڑی ہے جس طرح پتوں میں چھپے ہوئے انجیر پر نظر پڑ جاتی ہے بلکہ میرا انتخاب نہایت سوچ سمجھ کر تجربے کے بعد کیا گیا ہے میں تم کو خشک لکڑی کی طرح

توڑ دونگا اور ببول کے درخت کی طرح چھانٹ دونگا اور اس طرح مارونگا جس طرح اجنبی اونٹ پیٹے جاتے ہیں اور اس طرح جھاڑوں گا جس طرح تخم ریحاں جھاڑی جاتی ہے۔ اے عراقیو! مدت دراز سے تم گمراہی اور بداطواری میں مبتلا ہو، برے راستوں پر چل رہے ہو اور جہالت کے پیچھے میں گرفتار ہو، اے ڈنڈے سے ڈرنے والو لونڈی بچو! میں حجاج بن یوسف ہوں، بخدا جو میں وعدہ کرتا ہوں اسے ایفا کرتا ہوں اگر ذبح کرتا ہوں تو کھال بھی کھینچ لیتا ہوں۔ پس میں تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ تم اس جتھے بندی اور دھڑے بندی سے باز رہو۔ لغو رائے زنی اور اعتراضات سے اجتناب کرو، اے رنڈی بچو تم کو ان معاملات سے کیا سروکار، ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ صرف اپنی خبر رکھے اور میرا شکار بننے سے ڈرے۔ اے اہل عراق تمھاری مثال اس گاؤں کے باشندوں کی سی ہے جنکے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ آخر آیۃ تک۔ (ترجمہ) گاؤں امن و اطمینان کی حالت میں تھا جسے ہر طرف کثیر مقدار میں رزق پہونچتا تھا۔

اب بہتر یہ ہے کہ سیدھے ہو جاؤ۔ راہ راست پر آجاؤ اور اِدھر اُدھر نہ بھٹکو۔ آگے بڑھو، بیعت کرو اور سرتسلیم خم کرو، اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ میں بار بار یہ تقریر تمھارے سامنے نہیں کرونگا اور نہ فضول باتیں کروں گا اسی طرح تمھاری جانب سے بھی اظہار تنفر و بے تعلقی نہو ورنہ یاد رکھو جو اگر میں نے تلوار نیام سے نکال لی تو وہ نہ سردی میں نیام میں رکھی جائیگی اور نہ گرمی میں یہانتک کہ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کے لئے تمھاری کجی کو سیدھا نہ کردے اور تمھاری سرکشی کو ذلت سے تبدیل دے، مجھے غور کرنے سے معلوم ہوا کہ صدق نیکی کے ساتھ ہے اور نیکی جنت میں جائیگی اسی طرح کذب فجور ہے اور فجور جہنم میں جائے گا، امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھاری عطا تم کو دیدوں اور پھر تم کو مہلب کے ہمراہ اپنے دشمنوں سے لڑنے روانہ کروں، میں نے اسکے لئے خزانہ کو حکم دیدیا ہے اور تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں اور اللہ سے یہ عہد کرتا ہوں تاکہ وہ اس پر مجھ سے مواخذہ کرے اور مجھ سے عمل کرائے کہ اگر اس تین دن کے بعد مہلب کی کمک میں سے کوئی شخص مجھے یہاں نظر آیا تو میں اسکی گردن ماردونگا اور اس کی جائداد ضبط کرلونگا۔ اے غلام امیر المومنین کا خط پڑھکر انھیں سنا۔

معتمد نے یہ خط پڑھکر سنایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط عبد اللہ عبد الملک امیرالمومنین کی جانب سے عراق کے تمام مسلمانوں کے نام لکھا جاتا ہے۔ سلام علیکم میں تمھارے سامنے اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہاں پہنچکر حجاج نے کہا اے چھوکرے چپ رہ۔ پھر نہایت طیش کی حالت میں عراقیوں سے مخاطب ہوا۔

اے مفسد۔ فتنہ پرداز بد اخلاق گمراہ عراقیو! امیرالمومنین تم کو سلام بھیجتے ہیں اور تم کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ اُس کے جواب میں اُنپر سلامتی بھیجو، بخدا اگر میں تمھارے سر پر باقی رہا تو تم کو خشک لکڑی کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کرونگا اور اس تہذیب کے علاوہ جو ابن نہیۃ کی تہذیب ہے تہذیب کا دوسرا سبق بھی سکھاؤنگا۔ (ابن نہیۃ عراق کا ایک کوتوال تھا) لڑکے! خط پڑھ، جب خط کے آخر میں لفظ سلام آیا تو مسجد والوں نے کہا اور امیرالمومنین پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو، اسکے بعد حجاج منبر سے اتر آیا۔ لوگوں کو عطایا دینے کا حکم دیدیا۔ مہلب اُس وقت مہرجان قذق میں خارجیوں سے نبرد آزما تھا۔

تیسرے دن حجاج خود فوج کا معائنہ کرنے لگا۔ عمیر بن ضابی التیمی البرجمی جو کوفہ کے معززین میں سے تھا اور مہلب کی مہمانی فوج میں جانے والا تھا حجاج کے سامنے آیا اور عرض پرداز ہوا کہ میں ایک بیمار اپاہج بوڑھا آدمی ہوں میرے کئی بیٹے ہیں آپ میرے بجائے اُن میں سے کسی اور کو جو سب سے قوی و توانا ہو اور جس کے پاس سب سے عمدہ گھوڑا اور ساز و سامان ہو اُس مہم پر بھیجد یجیئے۔ حجاج نے کہا اچھی بات ہے ایک جوان کو بوڑھے کے عوض بھیجدینے میں کوئی ہرج نہیں ہے، جب یہ شخص چلا گیا تو عنبسہ بن سعید اور مالک بن اسما نے حجاج سے پوچھا آپ ایسے شخص سے واقف تھے اُس نے انکار کیا اونھوں نے کہا یہ عمیر بن ضابی التیمی ہے یہ وہ شخص ہے کہ جب حضرت عثمانؓ مقتول پڑے تھے یہ انکے جسد پر کود پڑا جس سے اُن کی ایک پسلی ٹوٹ گئی، یہ سنتے ہی حجاج نے حکم دیا کہ اُسے میرے پاس لایا جائے، عمیر حجاج کے سامنے لایا گیا، حجاج نے اُس سے کہا اے بڈھے تو حضرت عثمانؓ پر اُن کے مقتول ہونے کے بعد کودا تھا اور اُنکی ایک پسلی توڑ دی تھی، اُس نے جواب دیا کہ انھوں نے میرے بوڑھے باپ کو قید کردیا تھا اور اُسی قید میں اُسکی موت واقع ہوئی۔ حجاج نے کہا اچھا امیرالمومنین عثمانؓ کا

عوض تو توکر اور خارجیوں کے مقابلہ کے لئے ہم اور لوگوں کو تیرے بجائے بھیجے دیتے ہیں کیا تیرے باپ نے یہ شعر نہیں کہا تھا۔

همت ولم افعل وکدت ولیتنی ❊ فعلت وولیت البکاء حلائله

میں نے ارادہ کیا مگر اُس پر عمل نہیں کیا گو قریب تھا کہ میں کر گزرتا اور کاش میں اُس اراد ے پر عمل کرتا اور اسکی بیو یوں کو آہ و بکا میں مبتلا کر دیتا۔

اے بڈھے تیرے قتل کر دینے میں دونوں شہروں کی بھلائی ہے، حجاج اُسے گھورنے لگا سر سے پاؤں تک اُسے دیکھتا اور اپنی ڈاڑھی کو کبھی دانت سے کاٹتا اور کبھی چھوڑ دیتا۔ پھر عُمیر کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا اے عمیر کیا تو نے منبر پر میری تقریر سُنی تھی، اُس نے کہا ہاں حجاج نے کہا بخدا مجھ سا آدمی اگر جھوٹا ہو تو وہ بہت ہی برا ہو گا اے میرے پہرہ دار کھڑا ہو اور اسکی گردن مار دے اس حکم کی تعمیل ہو گئی۔

اسکے قتل کے بعد لوگوں کا یہ عالم ہوا کہ وہ انتہا درجہ بیتابانہ مہلب کی طرف روانہ ہوئے نہ پہاڑی دیکھتے تھے نہ میدان پل پر پہنچکر اس قدر اژدحام ہوا کہ بعض لوگ فرات میں گر پڑے۔ پل کے افسر نے حجاج سے آکر اسکی شکایت کی حجاج نے اسکی وجہ دریافت کی اُس نے کہا کہ مہاتی فوج کے لوگ اس قدر کثیر تعداد میں پل سے عبور کرنے لگے کہ جگہ نہ رہی اور کچھ آدمی فرات میں گر پڑے حجاج نے اُسے حکم دیا کہ جاؤ اور اُن کے لئے دو پل بنا دو۔

عبداللہ بن الزبیر الاسدی ڈرتا ہوا اپنے گھر سے نکلا جب لحابین کے محلّے کے قریب پہونچا تو اُس کی قوم کا ایک شخص ابراہیم اُس سے ملا۔ ابراہیم نے اُس سے پوچھا کیا خبر ہے اُس نے کہا فتنہ افتنہ مہلب کی مہاتی فوج کا عُمیر قتل کر دیا گیا ہے، اور اسوقت اُس نے یہ شعر کہے۔

اقول لابراهیم لما لقیته ❊ اری الامر امسی مهلکا متعصبا

جب میری ابراہیم سے ملاقات ہوئی میں نے اُس سے کہا سیاسی معاملات کی حالت نہایت اندیشناک ہو چکی ہے

تجهز فاما ان تزور ابن ضابی ❊ عمیرا و اما ان تزور المهلبا

جنگ پر چلنے کی تیاری کرو اب دو ہی صورتیں ہیں یا اُس عالم میں عمیر سے جاکر ملو یا یہاں مہلب سے جا ملو۔

هما خطتا خسف نجاؤك منهما ❊ رکوبك حولیا من الثلج اشهبا

یہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ ان سے تیری نجات مشکل ہے۔

فاضحی ولو کانت خراسان دونہا	رآها مکان السوق او ھی اقربا

اب اسکی ایسی حالت ہوگئی کہ اگر اسے خراسان جانا پڑے تو وہ سمجھے گا کہ خراسان اس قدر قریب ہے جتنا کہ بازار یا اس سے بھی قریب تر۔

والا فما الحجاج مغمد سیفہ	مدی الدھر حتی یترک الطفل اشیبا

ورنہ پھر حجاج اپنی تلوار کو کبھی نیام میں نہیں رکھے گا یہانتک کہ لڑکے بوڑھے ہو جائینگے۔

اب لوگ سواد کی طرف بھاگے اور انھوں نے اپنے متعلقین کے پاس پیام بھیجے کہ ہم فلاں جگہ مقیم ہیں ہمارے زادراہ کا انتظام کیا جائے۔

حجاج نے پل کے افسر کو حکم دیا کہ پل کھول دیا جائے اور کسی کو واپس آنے کی اجازت نہ دیجائے، نیز اس نے مقتول کو مہلب کے پاس بھیجدیا ابھی مہلب کو اپنے عہدے پر فائز ہوئے دس دن نہیں گزرے تھے کہ اسکے پاس لوگوں کا اژدحام ہوگیا اور اس نے کہا کہ بخدا اب عراق پر جو شخص عامل مقرر ہوکر آیا ہے وہ ایک مرد ہے اور اب ضرور دشمن کا قلع قمع کر دیا جائے گا۔

حجاج نے عبدالرحمان بن محمد بن الاشعث کو سجستان، بست اور رخج کا حاکم مقرر کرکے بھیجا تھا۔ جو ترک قومیں وہاں آباد تھیں یہ اُنسے لڑا۔ ان میں غوری اور خلجی ترک تھے نیز اسکے احاطہ عمل کے قریب جو ہندوستانی رو دساء زنبیل وغیرہ تھے ان سے بھی اس کی لڑائیاں ہوئیں ہم نے اپنی ایک کتاب میں ہندوستانی اور دنیا کے اور دوسرے بادشاہوں کا ذکر کیا ہے، ان کے درجے اور ان کی سلطنت کی وسعت کا حال لکھا ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ ان میں سے کون شاہی مرتبہ رکھتے تھے اور اسی جگہ ہم نے ثابت کیا ہے کہ سجستان کے متصل علاقہ کا بادشاہ زنبیل تھا، ابن الاشعث نے حجاج سے بغاوت کی۔ کرمان چلا گیا اور وہاں اس نے عبدالملک کی بیعت سے بھی انحراف کیا اہل بصرہ کوفہ اور بصرے کے متصل علاقہ جبال کے لوگ نیز اور لوگ اسکے ساتھ ہوگئے۔ اسکی پیشقدمی کی خبر سُن کر حجاج بصرے روانہ ہوا ابن الاشعث بھی اوسکی طرف روانہ ہوا دونوں میں بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ عبدالرحمن ابن الاشعث کے متعلق کسی شاعر نے یہ شعر کہا ہے۔

خلع الملوک وسار تحت لوائہ	شجر العدی وعراعر الاقوام

اس نے بادشاہوں کی اطاعت سے انحراف کیا اور اس کے علم کے نیچے بڑے بڑے کڑوے دشمن اور قبائل کے سردار

جمع ہو کر اوسکے ساتھ چلے۔

حجاج نے عبدالملک کو ابن الاشعث کی بغاوت سے مطلع کیا، عبدالملک نے لکھا بخدا اُس نے اللہ کی اطاعت سے اور اُسکے سلطان کی طاعت سے انحراف کیا ہے اب وہ دین سے علانیہ طور پر خارج ہو گیا ہے مجھے توقع ہے کہ اس حرکت سے وہ اسکا خاندان میرے ہاتھوں تباہ و برباد ہو جائے گا اسی موقع کیلئے شاعر نے یہ شعر کہے ہیں۔

انا ۃً وحلماً وانتظاراً بہم غداً — وما انا بالوانی ولا الضرع الغمر

کل تک ان کے ساتھ صبر تحمل اور انتظار کا برتاؤ ہے حالانکہ میں کمزور، نکما اور بے خبر نہیں ہوں۔

اظن صروف الدہر والجہل منہم — ستعملہم منی علی مرکب وعر

میں گمان کرتا ہوں کہ انقلاب زمانہ اور اپنی جہالت کی وجہ سے وہ میرے ہاتھوں ایک سخت تکلیف وہ سواری پر سوار ہوں گے۔

الم تعلموا انی تخاف غرامتی — وان قناتی لا تلین علی القسر

کیا وہ نہیں جانتے کہ میں وہ شخص ہوں جس کے انتقام سے خوف کیا جاتا ہے اور یہ کہ میرے نیزے دبانے کے وقت لچک نہیں کھاتے۔

ابن الاشعث کوفے میں داخل ہو گیا، حجاج نے ایک خط عبدالملک کو لکھا جس میں ابن الاشعث کی فوج کی کثرت لکھی اور امداد طلب کی، اپنے خط میں لکھا تھا واغوثاہ واغوثاہ (فریاد رسی کیجے۔ فریاد رسی کیجے) عبدالملک نے اُسکی امداد کیلئے فوجیں روانہ کیں اور لکھا یا لبیکاہ یا لبیکاہ (میں نے تمھاری درخواست قبول کی)

دیر جماجم پر دونوں کا مقابلہ ہوا اسّی سے زیادہ لڑائیاں ہوئیں جن میں ایک گروہ عظیم فنا ہو گیا، یہ ۸۲ھ کا واقعہ ہے آخر کار ابن الاشعث کو شکست فاش ہوئی اور وہ بھاگ کر ہندوستان کے کسی راجہ کے پاس پناہ گزیں ہو گیا، مگر حجاج نے یہاں بھی اُس کا پیچھا نہ چھوڑا اُس کے خلاف چالیں چلتا رہا آخر کار ابن الاشعث قتل کر دیا گیا، اور جب اُس کا سر حجاج کے پاس آیا اُس نے کوفے میں منبر پر حسب ذیل تقریر کی۔

حمد و ثنا کے بعد اُس نے کہا اے عراقیو۔ شیطان تمھارے پیٹوں میں گھس گیا ہے اور وہ تمھارے گوشت۔ خون۔ استخوان اعضا و اطراف میں مل گیا ہے اور خون

کی طرح سارے جسم میں ساری ہو چکا ہے اور اس کا اثر پسلیوں اور ہڈیوں کے گودوں میں مل گیا ہے وہاں اُس نے اختلاف، نفاق اور بغاوت کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے اور وہاں اچھی طرح رس بس گیا ہے اُسنے تم نے اپنا رہنا بنا کر اُسکی بیعت کی ہے، اُسے افسر بنا کر اوسکی اطاعت کی اسکو صاحب امر بنا کر اُس سے احکام حاصل کرتے ہو، کیا تم وہ لوگ نہیں ہو جو اہوازمیں میرے ساتھ تھے اور پھر تم نے میرے ساتھ غدر کرنا چاہا اور میرے خلاف اجتماع کیا، اور یہ گمان کیا کہ اللہ اپنے دین اور خلافت کی حمایت چھوڑ دے گا بجد اوہ نظارہ میرے آنکھوں کے سامنے ہے جب تم شکست کھا کر بدواد وار پراگندہ ہو کر بھاگ رہے تھے، اور جبن وخوف کی وجہ سے تم میں سے ہر شخص کی یہ حالت تھی کہ گویا تلوار تمھاری گردن پر رکھی ہوئی ہے، پھر جنگ زاویہ کا واقعہ میرے سامنے ہے جب کہ تم نہایت بزدلی سے ہمارا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تمھارے افسر نے تم کو چھوڑ کر منہ پھیر لیا تھا۔ اس وقت تم وحشی اونٹوں کی طرح اپنے اپنے وطن کی طرف اس طرح بھاگ رہے تھے کہ نہ کسی کو اپنے بیٹے کی خبر تھی نہ کوئی شخص اپنے بھائی کا پوچھنے والا تھا سب کو اپنی جان بچانے کی فکر لگی تھی، اسی حالت میں تم پر ہتیار چلنے لگے اور نیزے تمھاری ہڈیوں کو توڑنے لگے، مجھے دیر الجماجم کا واقعہ بھی یاد ہے جس میں نہایت خوں ریز معرکے پیش آئے تھے اسوقت ایسی شمشیر زنی ہو رہی تھی کہ کاسہ ہائے سر اپنی اپنی جگہ سے تلواروں کی ضربوں سے اُڑ جاتے تھے اور کسی کو اپنے پرائے کی خبر نہ تھی، اے عراقیو اب بتاؤ کہ میں تم سے کس بات کی توقع رکھوں اور کس لئے تم پر رحم کھاؤں، کیا تم کو اس لئے چھوڑ دیا جائے کہ ان مخالفتوں کے بعد تم فسق وفجور میں مبتلا ہو جاؤ اور ان معرکوں کے بعد گھروں میں گودنے لگو، اب میں کیوں تمھارے بارے میں انتظار کروں یا تم کو مہلت دوں اگر میں تم کو سرحد کی حفاظت کے لئے بھیجتا ہوں تو تم بزدلی کا اظہار کرتے ہو اور اگر تم کو امن دیا جاتا ہے یا تم ڈر کر اطاعت کرتے ہو تو ایسی حالت میں تم منافق بن جاتے ہو بہر حال کسی نیک کام کی تم سے جرأت نہیں ہوتی اور نہ کسی نعمت کا تم شکر ادا کرتے ہو۔

اے عراقیو۔ جب کبھی گمراہ، سرکش یا باغی نے تم کو دعوت دی تم نے فوراً اسکی دعوت پر لبیک کہا، اسکی بیعت کی۔ اسکی فرمانبرداری کی اُسے پناہ دی اور اوسکی حمایت میں جنگ کی اسی طرح کوئی کاذب، مفسد، یا شریر ایسا نہیں ہوا کہ تم نے اوسکی مدد کی ہو۔

اے عراقیو! کیا تجربوں نے بھی تم کو کوئی نفع نہیں پہونچایا مصائب و مواعظ سے بھی تم کو کوئی سبق نہیں ملا۔ کیا اللہ نے تمھارے قلوب میں بھی وہی بدبختی اور حرمان نصیبی ڈالدی ہے جو وہ حقیقی تباہ کن واقعات کے وقت ڈالتا ہے۔

اے شامیو۔ میں تمھارے لئے نرشتر مرغ کی طرح ہوں جو اپنے بچوں کی حفاظت کرتا ہے۔ میل کچیل دور رکھتا ہے بارش سے انھیں بچاتا ہے بھیڑیوں سے حفاظت کرتا ہے اور دوسرے جانوروں کو اُن کے پاس نہیں آنے دیتا اُسکی موجودگی میں کوئی گندگی انھیں پہونچ سکتی ہے اور نہ کوئی تکلیف۔ اے اہل شام تم ہی اصل میں میری فوج اور قوت ہو اور جنگ میں ڈھال ہو اگر جنگ ہو تم بہادری سے لڑتے ہو اور اگر امن ہو تو تم ہر قسم کے فتنہ سے علیحدہ رہتے ہو، تمھاری اور اہل عراق کی مثال نابغہ بنی جعدہ کے ان شعروں کے مضمون کی مصداق ہے۔

وان تد اعیم خطکم ولم تزرقوہ ولم نکذب
کقول الیھود قتلنا المسیح ولم نیقتلوہ ولم یصلب

تمھاری شان وشعار کے متعلق اُن کا ادعا سچا لیکہ تم نے اُس شان میں کوئی فریب و بناوٹ نہیں کی اور کبھی اُس شان کو جھوٹ ثابت کیا گیا ایسا ہے جیسا یہودیوں کا یہ کہنا کہ ہم نے مسیح کو قتل کرڈالا حالانکہ نہ انھوں نے مسیح کو قتل کیا اور نہ انھیں صلیب دی گئی۔

حجاج نے دیر جماجم کے قیدیوں کے قتل میں بہت غلو کیا۔ ہزاروں کو تہ تیغ کردیا اُن کی جائدادیں دوسروں کو دیدیں، عبدالملک کو اسکی اطلاع ہوئی۔ عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے بیدریغ لوگوں کو قتل کیا ہے اور بُری طرح روپیہ کو صرف کیا ہے ان دونوں باتوں کو میں کسی کے لئے بھی گوارا نہیں کرتا میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ خون کے معاملے میں جہاں غلطی سے قتال کیا گیا ہے اُس کی دیت مقتولوں کے ورثا کو دی جائے اور جہاں عمداً قتل کیا گیا ہے اُس کا معاوضہ کیا جائے، جن لوگوں کی جائدادیں یا مال ضبط ہوا ہے وہ ان کے پہلے مالکوں کو واپس کردی جائیں اور سکے بعد تم میری رائے سے اُن کے متعلق کارروائی کرنا۔ میں سمجھتا امیرالمومنین اللہ کا امین اُہوں میرے نزدیک کسی کے حق کا روکنا یا بغیر حق کے کسی کو دینا دونوں برابر کی برائیاں ہیں اگر اس سے تمھارا مقصد یہ ہے کہ امیرالمومنین لوگوں کی نظروں میں

محبوب ہوں تو تمہارے اس طرز عمل سے ان لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچے گا اور اگر اس سے تمہارا مقصد یہ ہے کہ تم خود لوگوں میں ہر دلعزیز ہو تو اس طرز عمل سے تم کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا امیر المومنین تم کو ہدایت کرتے ہیں کہ تم نرمی اور سختی اپنے اپنے محل پر اختیار کرو، صرف طاعت سے انس اختیار کرو اور معصیت سے نوحش امیر المومنین نے تم ہر قسم کے اچھے سلوک کا گمان رکھو مگر وہ تمہاری خطا کو کبھی برداشت نہیں کریں گے، جب اللہ تم کو کسی قوم پر فتح دے تو اس کے کسی جنگ سے علیحدہ ہو جانے والے یا قیدی کو قتل نہ کرنا۔

خط کے آخر میں عبدالملک نے یہ اشعار بھی لکھے۔

اذا انت لم تترك امورا أكرهها　　وتطلب رضای بالذی انا طالبه

اگر تم نے وہ باتیں ترک نہیں کیں جن کو میں برا سمجھتا ہوں اور میری خوشنودی مزاج اس طریقے سے حاصل نہیں کی جو میں چاہتا ہوں۔

وتخشى الذی یخشاه مثلك هاربا　　الی اللہ منه ضیع الدر حالبه

اور اگر تم اس شخص سے نہ ڈرے جس سے تمہارا سا دوسرا شخص ڈر کر اللہ کی طرف بھاگتا ہے تو یہ سمجھ لو کہ تمہارے سارے خدمات برباد ہو جائیں گے اور ان کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا۔

وان ترمنی غفلة قرشیة　　فیاربما قد غص بالماء شاربه

اگر تم نے میری طرف سے کبھی ایسی غفلت جو قرشیوں کے ساتھ مخصوص ہے دیکھی ہے تو کیا ہوا بسا اوقات پینے والے کو پانی سے اچھو ہو جاتا ہے۔

وان ترمنی وثبة امویة　　فھذا وھذا کل ذا انا صاحبه

اور اگر تم نے میری طرف سے کبھی امویوں کی سی مستعدی اور طراری دیکھی ہو تو یہ بھی صحیح ہے اور یہ دونوں باتیں مجھ میں موجود ہیں۔

فلا تلمنی والحوادث جمة　　فانك مجزی بما انت کاسبه

مجھے کسی بات پر ملامت نہ کرو کیونکہ حوادث زمانہ کثیر ہیں اور جیسا تم کرو گے ویسا بھرو گے

ولا تعد ما یاتیك منی وان تعد　　یقوم بها یوماً علیك نوادبه

جو میں حکم دوں اس سے تجاوز نہ کرنا ورنہ اس کی پاداش میں تم کو کسی دن مصائب کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

ولا تنقصن للناس حقا علمته　　ولا تعطین مالیس للہ جانبه

باوجود علم کے لوگوں کے حق میں ہرگز کمی نہ کرنا، اور نہ بغیر حق کے کسی کو کچھ دینا۔

یہ ایک طویل نظم ہے اور یہ عبدالملک کی شاعری کا بہترین نمونہ ہے جسے ہم نے یہاں لکھا ہے۔ حجاج نے اس خط کو پڑھا اور یہ جواب لکھا۔

"امیرالمومنین کا خط مجھے ملا۔ جس میں مجھ پر قتل بیجا اور اسراف کا الزام عائد کیا گیا ہے، بخدا میں نے باغیوں کو ہرگز وہ سزا نہیں دی جس کے وہ مستحق تھے اور اسی طرح فرمانبردار وفاشعاروں کو وہ صلہ دیا ہے جس کے وہ مستحق تھے۔ اگر ان سرکش باغیوں کا قتل کرنا اور اطاعت کیشوں کا صلہ دینا قتل بیجا اور اسراف ہے تو میں درخواست کرتا ہوں کہ امیرالمومنین مجھے معاف کریں اور آئندہ کیلئے ایک حد مقرر فرمادیں جس سے انشاء اللہ میں تجاوز نہ کرونگا۔ بخدا مجھ پر نہ دیت واجب ہے اور نہ کفارہ میں نے کسی کو خطاءً قتل نہیں کیا کہ میں دیت دوں اور نہ عمداً قتل کیا ہے کہ اس کا کفارہ کروں اگر میں نے کسی کو معاف کیا ہے تو آپ کی خاطر اگر قتل کیا ہے تو آپ کے لئے آپ نے جو دو ہدایتیں مجھے دی ہیں اُن میں سے جو سہل ترین ہے وہ باعث عزت ہے اور جو شدید ہے وہ باعث کلفت ہے میں عزت کی صورت میں اسکی حلاوت سے متمتع ہونے اور کلفت کی شکل میں صبر کرنے کیلئے آمادہ ہوں۔ خط کے آخر میں اس نے یہ شعر بھی لکھدیئے۔

اذا انا لم اتبع رضاك واتقی اذاك فیومی لا تزول کواکبہ

جب کہ میں آپ کی رضامندی کی اتباع نہ کروں اور آپ کی اذیت سے نہ بچوں تو میری شومئی قسمت کا کبھی خاتمہ نہ ہوگا۔

وما لامرئ بعد الخلیفۃ جنۃ تقیہ من الامر الذی ھو کاسبہ

کسی کے لئے بھی خلیفہ کے بعد اور کوئی ایسی ڈھال نہیں ہے جسکے ذریعے سے وہ اپنے کئے کی پاداش سے محفوظ رہ سکے

اسالم من سالمت من ذی مودۃ ومن لم تسالمہ فانی محاربہ

جسے آپ دوست رکھینگے میں اُسے دوست بناؤنگا اور جس سے آپ دوستی نہ کریں گے میں اس سے لڑونگا۔

اذا قارف الحجاج منك خطیئۃ فقامت علیہ فی الصباح نوادبہ

اگر حجاج آپ کی کوئی خطا کرے گا تو نوحہ کرنے والیاں صبح کے وقت اس پر ماتم کرینگی۔

اذا انا لم ادن الشفیق لنصحہ واقصی الذی تسری الی عقاربہ

جب میں کسی دوست کو اُسکی خیر خواہی کی بنا پر اپنے سے قریب نہ کروں اور منافق فتنہ پردازوں کو اپنے سے دور نہ کروں

فمن ذاالذی یرجو نوالی ویتقی مصادلتی والدھر جمٌّ نوائبہ

تو کون شخص رہے گا جسے میرے جود وعطا کی اُمید ہوگی اور کون میرے حملے سے ڈرے گا اور حالت یہ ہے کہ زمانے کے مصائب بے شمار ہیں۔

فقف لی علی حدّ الرضی لا اجوزہ مدی الدھر حتی یرجع الدّرَّ حالبہ

بس بہتر یہ ہے کہ آپ میرے لئے ایک حد مقرر فرمادیں جس سے میں کبھی تجاوز نہ کروں۔

والّا فدعنی والامور فاننی شفیقٌ رفیقٌ احکمتنی تجاربہ

اور اگر آپ ایسا نہ کریں تو پھر تمام امور کا سرانجام مجھ پر چھوڑ دیجیے کیونکہ میں نیک دل رحیم ہوں معاملات کے تجربہ نے مجھے پختہ کار بنا دیا ہے۔

اس قصیدے میں اور بہت سے اشعار ہیں اور یہ حجاج کے کلام کا بہترین نمونہ ہے جسے ہم نے یہاں نقل کیا ہے جب یہ خط عبدالملک کو پہونچا اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ ابو محمد (حجاج) میرے اقتدار کی گرفت سے خائف ہوا ہے، مگر اب آیندہ اُسے کوئی ایسی بات نہ لکھی جائے گی جو اُسے ناپسند ہو۔

حمّاد الراویہ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ کوفے میں حجاج ساری رات بیدار رہا اُس نے اپنے پہرہ دار سے کہا کہ مسجد سے کسی ایسے شخص کو بلاؤ جس سے میں باتیں کروں اس پہرہ دار کو ایک لحیم و شحیم بلند قامت زبردست آدمی نظر پڑا اس نے اُس سے کہا کہ امیر بلاتے ہیں چلو۔ یہ اُس کے ہمراہ حجاج کے پاس آیا اس نے نہ حجاج کو سلام کیا اور نہ زبان سے کچھ کہا، حجاج نے پوچھا کہو کیا ہے اُس نے پھر بھی کچھ نہ کہا حجاج نے پہرہ دار کو ڈانٹا اور کہا اسے نکالدو اللہ تجھے ہلاک کرے میں نے تجھسے کہا تھا کہ کسی ایسے شخص کو بلالا جو باتیں کرے تو ایسے شخص کو لیکر آیا ہے جو اس قدر مرعوب ہے کہ گویا اُس کا جی ہی نکل گیا ہے۔

اب خود حجاج درہموں کی ایک تھیلی لیکر محل سے نکلا اور مسجد آیا اور اُس میں سے لوگوں کو دینے لگا لوگ اس روپیہ کو قبول کرنے لگے پھر وہ ایک معمر شخص کے پاس آیا اور اُسے بھی کچھ روپیہ دیا اُس نے اس روپیہ کو پھینکدیا۔ حجاج نے پھر اسے روپیہ دیا اس نے پھر اسکے قبول کرنے سے انکار کر دیا حجاج نے تین مرتبہ ایسا ہی کیا اور ہر مرتبہ

اُس نے انکار کر دیا۔ حجاج نے اسکے قریب آکر اُس سے کہا کہ میں حجاج ہوں تب اُس شیخ نے وہ روپیہ قبول کر لیا۔ حجاج قصر میں آگیا اور پہرہ والے کو حکم دیا کہ اُس شیخ کو میرے پاس لے آؤ یہ حجاج کے پاس آیا اس نے اسے صاف و بلند آواز میں متقل مزاجی سے سلام کیا حجاج نے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ اُس نے کہا بنی شیبان سے' حجاج نے اُس کا نام پوچھا اُس نے کہا سمیرہ ابن الجعد' حجاج نے کہا اے سمیرہ کیا تم نے قرآن پڑھا ہے اُس نے کہا جی ہاں میں نے اپنے سینے میں اُسے جمع کر رکھا ہے اگر میں اُس پر عمل پیرا ہوں تو گویا میں نے اُسے حفظ کر لیا ہے' اور اگر میں نے اس پر عمل نہیں کیا تو گویا میں نے اُسے ضائع کر دیا۔ حجاج نے پوچھا کیا فرائض جانتے ہو' اُس نے جواب دیا جی ہاں صلبی اولاد کے سہام نکال لیتا ہوں اور دادا کی وراثت میں جو اختلاف ہے اُس سے واقف ہوں۔ حجاج نے پوچھا کیا فقہ جانتے ہو اُس نے کہا اتنی جانتا ہوں کہ اپنے اہل و عیال کو سیدھا راستہ بتا دوں اور اپنی قوم کے اندھوں کو راہ راست دکھا دوں حجاج نے پوچھا نجوم جانتے ہو اُس نے کہا جی ہاں چاند کے منازل سے واقف ہوں اور اتنا نجوم شناس ہوں کہ سفر میں راستہ پہچان لیتا ہوں' حجاج نے کہا کہ کیا شعر نقل کرتے ہو اُس نے کہا جی ہاں میں مثل اور شاہد دونوں کی روایت کرتا ہوں حجاج نے کہا مثل تو ہم کو معلوم ہے مگر شاہد کا کیا مقصد ہے اس نے کہا اگر آج عربوں کی کوئی جنگ ہوئی ہو اور اس پر کسی نے شعر کہے ہوں تو میں انھیں بھی نقل کر دونگا۔

حجاج نے اسے اپنا افسانہ گو مقرر کر لیا جب کسی بات کے متعلق حجاج اُس سے دریافت کرتا وہ ہمیشہ ایسا شافی جواب دیتا جس سے معلوم ہوتا کہ وہ اس بات سے اچھی طرح واقف ہے۔ یہ شخص عقیدۃً خارجی اور قطری بن فجاۃ التمیمی کے پیرووں میں سے تھا فجاۃ قطری کی ماں تھی جو بنی شیبان سے تھی اور خود قطری تمیمی تھا' اس زمانے میں اسکی مہلب سے لڑائی ہو رہی تھی قطری کو معلوم ہوا کہ سمیرہ حجاج کے پاس رہتا ہے اُس نے اُسے بہت سے شعر لکھ بھیجے جن میں سے کچھ یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

لشتان ما بین ابن جعد و بیننا ۔۔۔ اذ انحن رحنا فی الحدید المظاھر

ہماری اور ابن جعد کی حالت میں بہت فرق ہے جب ہم فولاد کی زرہیں پہنے شام بکرتے ہیں۔

نجالد فرسان المہلب کلنا ۔۔۔ صبور علے وقع السیوف البواتر

ہم سب کے سب مہلب کے سواروں سے شمشیر زنی کرتے ہیں اور قاطع تلواروں کی ضرب کے مقابلہ میں ڈٹے رہتے ہیں

وراح یجد الحق عند امیرہ — امیر بتقوی ربہ غیر آمر

اور ابن جعد اپنے ایسے امیر کے پاس آرام سے حق وصداقت کی تلاش میں ہے جو اللہ سے ڈرنے کا کبھی حکم نہیں دیتا ۔

اباجعد این العلم والحکم والنہی — ومیراث آباء کرام العناصر

اے ابن جعد علم، حکمت، عقل اور شریف النسب آبا کی وراثت کہاں گئی ؟

الو تر ان الموت لا بد نازل — ولا بد من بعث الاُلی فی المقابر

کیا تم کو معلوم نہیں کہ موت ضرور آنے والی ہے اور جو لوگ قبروں میں سو رہے ہیں وہ ضرور اٹھائے جائینگے ۔

حفاة عراة والثواب لربہم — فمن بین ذی ربح وآخر خاسر

نہ ہمارے پہننے کیلئے جوتے ہیں اور نہ لباس مگر یہ سب کچھ ہم اللہ کی خاطر کرتے ہیں اب جس کا جی چاہے فائدہ اٹھائے اور جو چاہے محروم رہے ۔

فان الذی قد نلت یفنی وانما — حیاتک فی الدنیا کوقعة طائر

جو چیز تم نے حاصل کی ہے وہ فنا ہو جائیگی اور خود تمھاری زندگی کا حصہ اس دنیا میں بہت ہی کم ہے ۔

فراجع ابا الجعد ولا تک مغضیا — علی ظلمة اعشت جمیع النواظر

اے ابو جعد تم اب بھی ہمارے پاس آجاؤ اور اُس ظلمت پر جس نے سب کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے استمرار واستقامت نہ کرو ۔

وتب توبة تہدی الیک شہادة — فانک ذو ذنب ولست بکافر

اب بھی تم خلوص نیت سے توبہ کر لو تاکہ شہادت کا مرتبہ تم کو ملجائے کیونکہ اگرچہ تم گنہ گار ہو مگر کافر نہیں ہو ۔

وسر نحونا تلق الجہاد غنیمة — تفدلک ابتیاعا رابحا غیر خاسر

اور ہمارے پاس چلے آؤ تم جہاد کو ایسی نعمت پاؤ گے جس کی خریداری میں تم کو فائدہ ہی فائدہ ہے نقصان نہیں ۔

ہی الغایة القصوی الرغیب ثوابہا — اذا نال فی الدنیا الغنی کل تاجر

یہ بھی انتہائی غایت ہے جس کے ثواب کی خواہش کرنا چاہئیے یہی دولت سوائے تو ہر تاجر دنیا میں کما ہی لیتا ہے

خط پڑھکر سمیرہ رو پڑا، گھوڑے پر سوار ہوا، ہتیار سجائے اور قطری سے جا ملا ۔ حجاج نے اس کی تلاش کی مگر نہ پا سکا ۔ اتنے میں اُسے قطری کا وہ خط ملا جو اس نے سمیرہ کو بھیجا تھا اور جس میں مذکورہ بالا اشعار تھے اسکے آخر میں خود سمیرہ نے حسب ذیل

شعر حجاج کو مخاطب کرکے لکھے تھے۔

فمن مبلغ الحجاج ان سمیرۃ قلی کل دین غیر دین الخوارج

کون ہے جو حجاج کو یہ پیام پہونچادے کہ سمیرہ نے خارجیوں کے دین کے علاوہ ہر مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔

رای الناس الا من رای مثل رایہ ملاعین ترّاکین قصد المخارج

اپنے عقیدے کے ماننے والے کے علاوہ وہ سب کو ملعون اور ہمیشہ کے لئے حق و صداقت کے راستے کو چھوڑنے والا سمجھتا ہے۔

فاقبلت نحو اللّٰہ باللّٰہ واثقاً وما کربتی غیر الالہ بفارج

میں اللہ کی طرف اُس پر اعتماد کرکے آیا ہوں اور اُس کے سوا کوئی میری کلفت کا دُور کرنے والا نہیں۔

الی عصبۃ اما النھار فانھم ھم الاسد اسد الغیل عند التھایج

ایسی جماعت کے طرف جاتا ہوں کہ اگر دن ہو تو وہ جنگ میں شیر نیستاں کی طرح دلیر ہے۔

واما اذا ما اللیل جن فانھم قیام کانواح النساء النواشج

اور اگر رات طاری ہوجائے تو اللہ کی جناب میں ساری رات عورتوں کی طرح کھڑی ہوئی روتی ہے۔

ینادون للتحکیم باللّٰہ انھم رأوا حکم عمرو کالریاح الھوایج

وہ اعلان کرتے ہیں کہ صرف اللہ کی حکومت دنیا میں قائم ہو اور وہ عمرو بن العاص کے فیصلے کو سرعت سے گزر جانے والی ہوا سمجھتے ہیں۔

وحکم ابن قیس مثل ذالک فاعصموا بحبل شدید المتن لیس بناھج

نیز موسیٰ اشعری کے تصفیے کو بھی اونھوں نے ایسا ہی بے وقعت سمجھا اور اسی وجہ سے اب اُنھوں نے ایک ناقابل شکست مضبوط رسّی کو اچھی طرح پکڑ لیا ہے

حجاج نے یہ خط عنبسہ بن سعید کو دیدیا اور کہا کہ یہ یمین الشیبانی کا خط ہے یہ خارجی ہے حالانکہ ہمیں اس کا علم نہ تھا اس سمیرہ بن الجعد حجاج کے کلیم کے بہت سے شعر ہیں جن میں سے کچھ یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

عجبت لحالات الانام والدھر وللحین یاتی المرء من حیث لا یدری

مجھے دنیا اور اہل دنیا پر سخت تعجب آتا ہے حالانکہ موت ضرور انسان کو نامعلوم طریقہ پر آنیوالی ہے۔

وللناس یاتون الضلالۃ بعدما اتاھم من الرحمان نور مع البدر

اور اُن لوگوں پر سخت تعجب آتا ہے کہ باوجود اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے ذریعے اپنا (یعنے رسول اللہ صلعم)

تو ان تک بھیجدیا مگر پھر بھی وہ گمراہی میں مبتلا ہیں۔

وللہ لا یخفے علیہ صنیعنا حفیظ علینا فی المقام وفی السفر

ہمارا کوئی فعل اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے وہ حالت قیام اور سفر میں ہمارا نگران ہے۔

علا فوق عرش فوق سبع دونہ سماء یجری الارواح من دونہا تجری

وہ سات آسمان سے اوپر عرش پر متمکن ہے اور اس سے نیچے ایک اور آسمان ہے جس کے تحت روحیں پھرتی رہتی ہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ اشعار کسی اور خارجی کے ہیں۔

خوارج کے اباضیہ اور ازارقہ وغیرہ فرقوں کے چیدہ چیدہ حالات ہم نے اپنی کتاب اخبار الزمان اور اوسط میں لکھے ہیں اور وہیں ہم نے اُن کے متفق علیہ اصول بیان کئے ہیں مثلاً یہ کہ تمام خارجی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے کفر پر متفق ہیں، امام ظالم کے خلاف خروج کرنے پر سب کا اتفاق ہے نیز کبائر کے مرتکبوں کو وہ کافر جانتے ہیں دونوں حکم ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس الاشعری اور عمرو بن العاص السہمی سے برأت کرتے ہیں جو فیصلہ انھوں نے کیا اُس سے بھی برأت کرتے ہیں اور جن لوگوں نے اس فیصلہ کو صحیح سمجھا اور اُس پر راضی ہوگئے اُن سے بھی برأت کرتے ہیں، معاویہؓ، فرقۂ ناصریہ، مقلدیہ اور مجسمیہ کو کافر سمجھتے ہیں یہ وہ باتیں ہیں جن پر تمام خارجیوں کا اتفاق ہے اس میں شراۃ اور حروریہ شامل ہیں پھر بعد میں توحید، وعدہ وعید، اسما اور احکام وغیرہ کی تعبیر میں ان کی رائیں مختلف ہوگئیں ہم نے اپنی اسی کتاب میں ان سب باتوں کا ذکر پہلے کردیا ہے اور جہاں ہم نے دونوں حکموں کا ذکر کیا ہے وہاں یہ بھی بتایا ہے کہ سب سے پہلے عروہ بن اُذینہ التمیمی نے صفین میں لاحکم الا للہ کہا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے تحکیم کی وہ بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم کا ایک شخص تھا یہ سب سے پہلے بنی یشکر کے ایک شخص نے جو بنی ربیعہ کے عمائد میں سے تھا اور حضرت علیؓ کے ہمراہ تھا اُس فیصلے کو رد کیا اور اُسی دن اُس نے تحکیم کا آوازہ بلند کیا اور کہا لاحکم الا للہ ولا طاعۃ لمن عصا اللہ یہ اپنی صف سے علیحدہ ہوگیا، حضرت علیؓ کے ساتھیوں پر حملہ آور ہوا اور اُن میں سے ایک شخص کو قتل کردیا پھر امیر معاویہ کے ساتھیوں پر حملہ آور ہوا مگر اُن میں سے کسی کو قتل نہ کرسکا اُس نے پلٹ کر پھر حضرت علیؓ کی فوج پر حملہ کیا مگر اس مرتبہ ہمدانیوں نے اُسے قتل کردیا۔

ہیثم بن عدی، ابوالحسن المدائنی اور ابوالبختری القاضی وغیرہ نے اپنی

کتابوں میں خارجیوں کے حالات اور اُن کے فرقے بیان کئے ہیں نیز اس موضوع پر انھوں نے علیحدہ علیحدہ کتابیں بھی لکھی ہیں اور ان میں یہ بتایا ہے کہ کون سے اصول ایسے ہیں جس پر اُن سب کا اتفاق ہے اور وہ کون سے فروع ہیں جو اُن کے درمیان مابہ الاختلاف ہیں ہم نے اپنی کتاب "مقالات فی اصول الدیانات" میں خارجیوں کے مختلف مذاہب بیان کئے ہیں اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ تحکیم کے دن عصر کے وقت سے لیکر ۳۱۸ھ تک کن کن جماعتوں نے خروج کیا ہے، اس سنہ میں بنی ہمدان کے خلاف بنی ربیعہ کے علاقے میں ایک شخص نے جو عردل کے نام سے مشہور تھا خروج کیا وہاں سے یہ شخص کفر توثی کے علاقے میں آیا اور یہاں اُس نے اپنی تحریک شروع کی اور نصیبین آیا یہاں اُس کے اور اہل نصیبین کے درمیان جنگ ہوئی جس میں اُسے قید کر لیا گیا اور ان میں کے بہت سے آدمی قتل کر دیے گئے، اُن میں سے ابوشعیب کے نام سے جو شخص مشہور ہے اُس نے ربیعہ کے خاندان بنی مالک میں خروج کیا یہ مقتدر باللہ کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔

۳۲۰ھ کے بعد عمان کے اُس علاقے میں جو علاقہ بردی سے متصل ہے خارجیوں کی شورش نمودار ہوئی وہاں انھوں نے اپنا شعار بلند کر کے خروج کیا، ایک امام مقرر کیا اور کئی لڑائیاں ہوئیں جس میں وہ امام اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔

۷۷ھ میں حجاج اور شبیب کے معرکے ہوتے رہے ایک نہایت خونریز معرکے کے بعد جس میں حجاج کے ہزاروں آدمی کام آئے حجاج نے شبیب سے شکست کھائی اور یہ اُس کے مقابلے سے بھاگ کر کوفے آیا اور اپنے قصر میں مورچہ بند ہو گیا۔ شبیب اُسکی ماں، اُسکی بیوی غزالہ صبح کے وقت کوفے میں داخل ہو گئے۔ غزالہ نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ مسجد کوفہ میں دو رکعت نماز پڑھیگی جس میں ایک رکعت میں سورۂ بقر اور دوسرے میں سورۂ آل عمران تلاوت کریگی۔ چنانچہ خارجیوں کی یہ جماعت جس میں ستر آدمی تھے جامع کوفہ میں آئی اور یہاں انھوں نے صبح کی نماز پڑھی اور اب غزالہ کی وہ نذر پوری ہو گئی۔ اس واقعے کے بعد اس سال کوفے والے بطور مثل کے کہنے لگے کہ غزالہ نے اپنی منت پوری کی اے اللہ تو اسکی مغفرت نہ کرنا۔ غزالہ ایک بڑی شہ سوار اور بہادر عورت تھی۔ اور یہی حال شبیب کی ماں کا تھا۔

جب حجاج نے شبیب کے مقابلے سے راہ گریز اختیار کی تو عبد الملک نے اسکی مدد کے لئے شام سے زبردست فوجیں سفیان بن ابرد الکلبی کے زیر قیادت (شبیب کے مقابلہ کے لئے) روانہ کیں، سفیان کوفے میں حجاج کے پاس آیا اور سب جمع ہوکر شبیب سے لڑنے کے لئے چلے، جنگ ہوئی شبیب نے شکست کھائی، غزالہ اور شبیب کی ماں دونوں اس معرکے میں کام آئیں، شبیب اپنے چیدہ سواروں کے ساتھ بھاگا، سفیان نے شامیوں کو میکراوس کا تعاقب کیا اہوازمیں اسے آلیا، شبیب پھر پلٹا، دریائے دجیل (قارون) کے پل سے گزر رہا تھا کہ اس کا کھوڑا چراغ پا ہوگیا شبیب اس وقت بہت بھاری زرہ اور خود پہنے تھا۔ گھوڑے نے اسے دریا میں پھینکدیا اس وقت اسکے کسی ساتھی نے کہا کیا امیر المومنین آپ غرق ہوتے ہیں اس نے جواب دیا ذلك تقدير العزيز العليم ترجمہ یہ خدائے غالب و دانا کی طرف سے مقدر ہوچکا تھا۔ یہ ڈوب گیا، اسکی لاش دریا نے کنارے لگادی جو ڈاک کے ذریعے حجاج کے پاس بھیجدی گئی حجاج کے حکم سے اس کا پیٹ چاک کرکے دل نکالا گیا جو پتھر کی طرح سخت تھا جب اسے زمین پر پٹکا گیا تو وہ گیند کی طرح اچھلا، جب قلب کو چاک کیا گیا تو اس میں سے ایک اور چھوٹا سا دل نکلا اور اسکے شق کرنے کے بعد خون کا لوتھڑا اس میں سے برآمد ہوا۔

۸۴ھ میں حجاج نے ابن القریہ کو اس وجہ سے قتل کردیا کہ اس نے ہی حجاج کے خلاف ابن الاشعث کے ہمراہ خروج کیا تھا اسکی حمایت میں خطوط لکھے تھے اور تقریریں کی تھیں۔ ابن القریہ ایک مشہور فصیح و بلیغ عالم تھا، حجاج سے اسکی جو گفتگو ہوئی اور جس طرح اس نے اسے بے بسی کی حالت میں قتل کردیا ان تمام واقعات کو ہم نے اپنی کتاب الاوسط میں بیان کیا ہے، حجاج نے اسے تلوار سے قتل کیا، یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ حجاج کے پاس آیا حجاج نے اسکے گلے میں بھالا بھونک دیا اور پھر اسکے سینے پر سوار ہوکر اسے قتل کردیا۔

ابن القریہ کا قول ہے کہ انسان تین طرح کے ہیں، عاقل، احمق، فاجر، عاقل وہ ہے کہ شریعت اسلامی اس کا دین ہو۔ حکمت اس کی فطرت ثانیہ ہو۔ اور خوبی رائے اس کی سرشت میں داخل ہو، جب وہ گفتگو کرے اس میں اصابت ہو، اگر اس سے

گفتگو کیجائے تو وہ اُس کا معقول جواب دے اگر علم کو سُنے اُسے یاد رکھے، اگر فقہ کو سُنے اُسے دوسروں سے بیان کردے۔ احمق وہ ہے جس کے کلام میں عجلت ہو، اگر اُس سے کوئی بات کہی جائے تو وہ اسے بھول جائے۔ اگر کسی قبیح فعل پر اُسے برانگیختہ کیا جائے تو وہ اُس کے لئے آمادہ ہوجائے۔ فاجر وہ ہے کہ امانت میں خیانت کرے۔ مصاحبت میں بُرائی کرے۔ کسی راز کو پوشیدہ نہ رکھے، اگر علم سکھایا جائے تو وہ دوسروں کو نہ سکھائے۔ کوئی بات بیان کرے تو اُس میں صداقت نہ ہو اگر اُسے فقہ میں ملکہ ہو تو وہ دوسروں کو نہ بتائے۔

مدائنی کا بیان ہے کہ حجاج حادتاً کج خلق اور ترشرو تھا کبھی اپنے دوستوں سے بھی خندہ پیشانی سے پیش نہ آتا تھا البتہ جس روز لیلےٰ اخیلیہ اس سے ملنے آئی تو وہ غیر معمولی طور پر مسرور اور کشادہ رو نظر آیا ہے جب لیلےٰ اُس کے پاس آئی تو حجاج نے اُس سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم توبہ بن الحمیر کی قبر سے گذریں مگر تم نے اُس سے روگردانی کی بخدا تم نے اُس سے وفا نہ کی۔ اگر وہ تمھاری جگہ ہوتا اور تم اس وقت اسکی حالت میں ہوتیں وہ کبھی تم سے اس طرح بے رخی نہ کرتا۔

لیلیٰ نے کہا اسکی ایک خاص وجہ ہے، حجاج نے پوچھا کیا ہے اُس نے کہا میں نے اُسے یہ شعر پڑھتے سُنا تھا

ولو ان لیلےٰ الاخیلیۃ سلّمت　　علیّ وفوقی تربۃ وصفائح

لسلّمتُ تسلیم البشاشۃ اوزقا　　الیھا صدیٰ من جانب القبر صائح

ایسی حالت میں کہ مجھ پر مٹی اور پتھروں کا انبار ہو اور لیلےٰ اخیلیہ مجھے آکر سلام کرے تو یقینی طور پر با خود میں خوشی خوشی اسکے سلام کا جواب دونگا یا میرے قبر کے پہلو سے صدی نکلکر چیختا ہوا اسکی طرف دوڑے گا۔

اس وقت میرے ساتھ وہ عورتیں تھیں جنھوں نے توبہ کو یہ اشعار پڑھتے سنا تھا اس وجہ سے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ اُن سب کے سامنے اُسے جھوٹا ثابت ہونے دوں حجاج نے اسکے اس جواب کو بہت پسند کیا، اسکی تمام خواہشیں پوری کیں نہایت شوق سے دیر تک اُس سے باتیں کرتا رہا جس قدر خوشی اور نشاط اُسدن اسے حاصل ہوا کبھی اسکی زندگی میں نہیں دیکھا گیا۔

مگر تماوالراویہ نے اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ لیلےٰ کے خاوند نے اسے قسم دیدی تھی

حالانکہ انکا قافلہ توبہ کی قبر سے شب میں گذرا تھا کہ وہ ضرور توبہ کی قبر پر جاکر اُسے
سلام کرے اور اسکے اُس دعوی کو جو اوس نے اپنے مذکورہ بالا شعر میں کیا تھا جھوٹا ثابت
کردے، لیلےٰ نے اس سے انکار کیا اُس کے خاوند نے اسے قسم دی کہ وہ ضرور قبر پر
جائے۔ یہ قبر کی طرف بڑھی اشکوں کی جھڑی اوسکے دونوں آنکھوں سے رواں تھیں
قبر پر آکر اُس نے کہا السلام علیک یا توبہ ابھی یہ سلام ختم نہیں ہوا تھا کہ اُس کی
قبر شق ہوئی اور اُس میں سے ایک پرند سفید کبوتر کی شکل کا برآمد ہوا۔ لیلےٰ نے اپنی
چھاتی پیٹ لی اور زمین پر مُردہ گر پڑی۔ لوگ اوسے اوسکے قافلہ میں لائے۔
کفن پہنایا اور اُسے بھی توبہ کے پہلو میں دفن کردیا۔

ہام۔ صدی اور صفر کے متعلق عربوں کی بہت سی کہانیاں ہیں جن کو ہم نے
اپنی اسی کتاب میں پہلے بیان کردیا ہے۔ عربوں کا یہ بھی قاعدہ تھا کہ دفن کے بعد میت
کی قبر کے پہلو میں وہ اونٹ کو باندھ دیتے تھے اور اُس پر نمدہ یا گدّا ڈالدیتے تھے
اور اسے بلیہ کہتے تھے اسی لئے یہ کہاوت پڑگئی جسے اُن کے خطیب اپنی تقریروں میں
دوہراتے ہیں البلایا علی الولایا۔ "مصائب میت کے والیوں کے لئے ہیں۔

عربوں کا قاعدہ تھا کہ جو شخص داہنی جانب سے آتا اُس سے بُراشگون لیتے
اور جو بائیں جانب سے آتا اُس سے اچھی فال لیتے بعض اسکے برعکس سمجھتے تھے جو
بائیں جانب سے آتا اُس سے بُراشگون لیتے اور جو داہنی جانب سے آتا اُس سے
اچھی فال لیتے۔ اہل نجد داہنی جانب سے آنیوالے سے اچھی فال لیتے ہیں اور اہل تہامہ
اسکے ضد سے، ہمارا یہ بیان عبید الراعی کی روایت پر مبنی ہے جسے ہم اپنی اسی کتاب
میں پہلے لکھ آئے ہیں۔

جب بُسر بن ارطاۃ نے یمن پر قبضہ کرلیا جو اُس سے پہلے عبد اللہ بن العباسؓ
کے بیٹوں کے پاس تھا اور اہل مکہ اور مدینہ اور اہل یمن کے تعلقات خراب ہوچکے تو
حضرت علیؓ نے اُس موقع پر تقریر کی اور اُس میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ بُسر بن
ارطاۃ نے یمن پر قبضہ کرلیا ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شامی ضرور ایک دن
تمھارے علاقہ پر (عراق) تسلط پالینگے اور اسکی وجہ یہ نہ ہوگی کہ اُس کا ان کو
حق ہے بلکہ اُس وجہ سے کہ وہ اپنے آقا کے پوری طرح مطیع ہیں اور تم میرے

نافرماں بردار ہو، وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور تم ساتھ چھوڑ دیتے ہو وہ اپنے علاقے کی اصلاح کرتے ہیں اور تم برباد کرتے ہو۔ اے کوفیو بخدا میرا دل چاہتا ہے کہ تم کو اس طرح بدل لوں جس طرح دینار ایک کے عوض بدلے جاتے ہیں۔ خداوند میں نے ان کو برتا اور انھوں نے مجھے رنجیدہ کیا، میں نے ان کو امتحان میں ڈالا اور انھوں نے مجھے سخت تکلیف دی لے اللہ ان کی عوض انسے بہتر تو مجھے عطا کر اور میرے بدلے کوئی برا آدمی ان پر مسلط کردے، اے اللہ تو جلدی سے اُن پر ثقفی زادے مکّارہ عیّار کو مسلط کردے جو ان کی تمام پیداوار کو کھا جائے اور ان کے کپڑے کو خود پہن لے اور ایام جاہلیت کے طرز کی حکومت کرے اُن کے اطاعت شعار نیک لوگوں کی ستایش نہ کرے اور نافرمانوں سے کبھی درگذر نہ کرے۔

اس روایت کا راوی فضیل بن مرزوق کہتا ہے کہ حضرت علیؓ نے یہ اُسوقت کہا تھا جب کہ حجّاج پیدا ابھی نہ ہوا تھا۔

حجّاج نے ایک دن جرثم الناعم سے پوچھا کہ نعمت کی تعریف بیان کرو اُسنے کہا امن کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ خوف زدہ شخص کو زندگی کا کوئی لطف حاصل نہیں۔ حجّاج نے کہا کچھ اور اس نے جواب دیا تندرستی کیونکہ بیمار آدمی عیش سے بہرہ اندوز نہیں ہوتا۔ حجّاج نے کہا کچھ اور اس نے کہا غنیٰ کیونکہ محتاج زندگی کے لطف سے محروم ہے۔ حجّاج نے پوچھا کچھ اور کہو اُس نے کہا بس اب اس سے زیادہ میرے پاس کوئی بات قابل بیان نہیں رہی۔

ایک مرتبہ حجّاج بیمار پڑا کوفیوں نے اوسکے متعلق بری خبریں مشہور کیں جب بیماری سے اٹھا تقریر کرنے منبر پر کھڑا ہوا۔ اُس وقت وہ بیساکھیوں پر سہارا دئے ہوئے تھا اُس نے اپنی تقریر میں کہا اے مخالفو! منافقو! شیطان نے تمھارے نتھنوں میں صور پھونک دیا اور تم کہنے لگے کہ حجّاج مرگیا، چپ رہو!! بخدا اللہ کے بندے نے کہا ہے "مجھے خیر کل کی امید موت کے بعد ہے" دنیا کے کسی شخص کے لئے اللہ نے بقائے دوام پسند نہیں فرمائی ہے البتہ جو اُس کے نزدیک سب سے ذلیل ہے یعنے ابلیس، حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام نے فرمایا رب اغفرلی وھب لی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی (ترجمہ) (اے میرے رب تو مجھے بخش دے اور مجھے

ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کیلئے نہ ہو) چنانچہ ایسا ہی ہوا، تقریر کرتے ہوئے اس موقع پر ایک لمحے کیلئے حجاج پر اضمحلال طاری ہوا اُس سے سنبھل کر اُس نے کہا، تم سب لوگوں کی حالت ایسی ہی ہے گویا میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ ہر زندہ مرنے والا اور ہر تر و تازہ شے خشک ہو گئی ہے اور ہر شخص اپنی قبر کی طرف منتقل کیا جا رہا ہے جس کا طول تین ذرع اور عرض دو ذرع ہے، مٹی نے اوسکے گوشت کو کھالیا ہے اس کا خون و مغز خشک ہو گیا ہے اسکے دونوں دوستوں کی حالت بدل گئی ہے ایک دوست یعنے اوسکی اولاد اسکے دوسرے دوست یعنے اسکے مال و متاع کو تقسیم کر رہی ہے جو صاحب بصیرت ہیں وہ کہے ہوئے کو خود معلوم کر لینگے، والسلام۔

صلت بن دینار راوی ہے کہ میں نے حجاج کو کہتے سنا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاتقوا اللہ ما استطعتم اللہ سے ڈرو جس قدر ہو سکے'' یہ صرف اللہ کے لئے ہے اور اسمیں خاص تاکید ہے پھر فرمایا واسمعوا واطیعوا (ترجمہ) فرماں برداری کرو اور اطاعت کرو۔ یہ حکم عبد الملک سے متعلق ہے جو اللہ کے بندے اسکے خلیفہ اور نجیب ہیں اگر وہ حکم دیں کہ تمام لوگ اس گھاٹی میں داخل ہوں اور کوئی شخص اسکی خلاف ورزی کرے تو اسکا خون میرے لئے حلال ہو جائے گا، میں اون حمیری عربوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا جن میں کا ایک شخص زمین پر پتھر پھینکتا ہے اور کہتا ہے کہ جہاں تک یہ پتھر جائے وہ اللہ کی زمین ہے جس پر حکومت کا کوئی حق نہیں، بخدا میں انھیں ملیا میٹ کر دونگا اور ایک افسانہ پارینہ بنا دوں گا، مجھے بنی ہذیل کے غلام سے کوئی تعلق نہیں جو قرآن کی تلاوت اس طرح کرتا ہے گویا وہ عربوں کا رجز یہ کلام ہے، اگر میری یہ دسترس او پر ہوئی تو میں اُس کی گردن مار دونگا، یعنے عبد اللہ بن مسعود، اسی طرح میں سلیمان بن داؤد (علیہما السلام) سے بھی کوئی تعلق نہیں رکھتا کیونکہ انھوں نے اپنے رب سے یہ دعا کی تھی اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی (ترجمہ) اے خداوند تو مجھے معاف کر اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی اور کیلئے نہ ہو، معلوم ہوتا ہے کہ یہ بخت حاسد اور بخیل بندے تھے۔

ایک دن حجاج نے عبد اللہ بن ہانی سے جو یمن کے قبیلہ اود سے تعلق رکھتا تھا اپنی قوم کے شرفا میں تھا اور حجاج کے تمام معرکوں میں اسکے ساتھ شریک رہا تھا۔

بیت اللہ کے جلانے میں اُس کے ساتھ تھا اور اس کے خاص متبعین میں سے تھا کہا کہ بخدا ابتک ہم نے تمہارے خدمات کا معاوضہ نہیں کیا۔ اسکے بعد اُس نے اسماء بن خارجہ بنی فزارہ کے سردار کو بلا بھیجا اور کہا کہ تم اپنی بیٹی عبد اللہ بن ہانی سے بیاہ دو' اسمانے اس سے قطعی انکار کیا اس نے اسکو مار نے کیلئے کوڑے منگوائے یہ سنتے ہی اُس نے اقرار کر لیا اور اپنی بیٹی اُس سے بیاہ دی' اسکے بعد اُس نے سعید بن قیس الہمدانی کو جو تمام یمنی عربوں کا سردار تھا بلا بھیجا اور کہا کہ تم اپنی بیٹی عبد اللہ بن ہانی سے بیاہ دو اُس نے کہا یہ قبیلہ اود سے تعلق رکھتا ہے بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں اپنی بیٹی اُس سے بیاہ دوں' حجاج نے حکم دیا تلوار لاؤ یہ سنتے ہی سعید نے کہا آپ مجھے مہلت دیجیئے میں اپنے خاندان والوں سے اسکے متعلق مشورہ کر لوں اُن سب نے یہ مشورہ دیا کہ بیاہ دو مبادا یہ فاسق تم کو قتل کر دے چنانچہ اُس نے اپنی بیٹی عبد اللہ بن ہانی سے بیاہ دی۔

اب حجاج نے اُس سے کہا اے عبد اللہ میں نے بنی فزارہ کے سردار کی بیٹی اور ہمدان کے سردار اور کہلان کے سرخیل کی بیٹی سے تمہاری شادی کرادی اب اور کیا چاہیئے بھلا قبیلہ اود کی کیا حقیقت ہے' اُس نے کہا آپ ایسا نہ فرمائیں ہمارے مناقب و محامد ایسے ہیں جو کسی اور عرب کو میسر نہیں' حجاج نے پوچھا کیا ہیں' اس نے کہا ہماری کسی مجلس یا صحبت میں کبھی حضرت عثمانؓ کو گالیاں نہیں دی گئیں' حجاج نے کہا بے شک یہ بڑا فخر ہے' عبد اللہ نے کہا اور جنگ صفین میں ہمارے قبیلے کے ستر آدمی امیر المومنین معاویہ کے ہمراہ تھے حالانکہ ابو تراب کے ساتھ ہمارا صرف ایک شخص تھا اور جہاں تک مجھے علم ہے وہ بہت ہی برا آدمی تھا' حجاج نے کہا بے شک یہ بات بھی قابل تعریف ہے' عبد اللہ نے کہا ہمارے کسی شخص نے کسی شیعہ عورت سے شادی نہیں کی حجاج نے کہا یہ بھی قابل ستائش ہے' عبد اللہ نے کہا اور ہمارے قبیلہ کی کوئی عورت ایسی نہ تھی جس نے یہ منت نہ مانی ہو کہ حسینؑ قتل ہوں تو وہ اس خوشی میں دس اونٹ ذبح کریگی اور اُس نے اس نذر کو پورا نہ کیا ہو' حجاج نے کہا بخدا یہ بھی قابل ستائش ہے عبد اللہ نے کہا اور ہمارے قبیلے کا کوئی فرد ایسا نہ تھا کہ جس سے ابو تراب کو گالیاں دینے کیلئے کہا گیا ہو اور اُس نے اسے خوشی سے قبول نہ کیا ہو بلکہ اُس پر اور زیادتی نہ کی ہو اور یہ نہ کہا ہو کہ میں اس میں اُن کے دونوں بیٹے

حسنؑ حسینؑ اور اُن کی ماں فاطمہؑ کو بھی شریک کرتا ہوں حجاج نے کہا بے شک یہ بھی بڑی فضیلت ہے عبداللہ نے کہا اور جو ملاحت اور صباحت ہم میں ہے وہ کسی اور عرب میں نہیں مگر یہ کہتے ہی وہ ہنس پڑا کیونکہ وہ خود سخت کالا چیچک رو تھا سر میں گومڑا دہانہ بہت بڑا بھنگا سخت بدصورت اور کریہہ المنظر تھا۔

شعبی کہتے ہیں میں گرفتار ہو کر حجاج کے سامنے پیش کیا گیا۔ یزید بن مسلم نے آگے بڑھکر مجھسے کہا اناللہ شعبی تمھارا سا عالم آدمی اس کے سامنے لایا گیا ہے اور آج کوئی سفارش کام نہیں دیسکتی بہتر یہ ہے کہ جب تم حجاج کے سامنے جاؤ تو مہربانی کر کے اپنے عقائد اور ضمیر کے خلاف گفتگو کرنا اس طرح ممکن ہے کہ تمھاری گلوخلاصی ہو جائے جب میں حجاج کے پاس پہونچا تو محمد بن الحجاج نے بھی آگے بڑھکر مجھے وہی مشورہ دیا جو یزید بن آل مسلم نے دیا تھا، جب میں حجاج کے سامنے جاکر کھڑا ہوا تو حجاج نے مجھے مخاطب کر کے کہا تم ہی شعبی ہو تم نے ہی ہمارے خلاف خروج کیا اور اس میں اس قدر غلو برتا میں نے کہا جی ہاں خدا امیر کو نیک ہدایت دے پھر اس کا نتیجہ کیا ہوا گھر بار سے چھوٹے، اپنے علاقے سے محروم ہوئے، سفر کرتے کرتے تنگ آگئے نیند ہم پر حرام ہو گئی خوف ہر وقت دامنگیر ہے اور ہم ایسی ذلت میں مبتلا ہوئے کہ اس میں نہ اتقیا کی ایسی تھی اور نہ قوی لوگوں کی بداعمالی حجاج نے کہا "بخدا تم سچ کہتے ہو ہم پر خروج کر کے نہ اُنہی کو بھلائی ملی اور نہ اس گناہ سے اُن کو کوئی قوت نصیب ہوئی" انھیں چھوڑ دو۔ اسکے بعد ہی اسے ایک فرائض کے مسئلہ میں میری ضرورت داعی ہوئی اس نے مجھسے پوچھا ایک میت کی صرف ماں بہن اور دادا رہگئے ہیں ان میں وراثت کیونکر جاری کیجائیگی میں نے کہا اس مسئلہ میں ان پانچ جلیل القدر صحابہؓ کا اختلاف ہے عبداللہؓ زیدؓ علیؓ عثمانؓ اور ابن عباسؓ، حجاج نے کہا اچھا بتاؤ ابن عباسؓ جو متقی تھے اون کی رائے کیا ہے میں نے کہا ابن عباسؓ نے دادا کو باپ فرض کیا اور ماں کو ثلث دلوایا، اور بہن کو محروم کر دیا۔ حجاج نے کہا عبداللہ نے کیا کیا میں نے کہا انھوں نے وراثت کے چھ حصے کئے نصف بہن کو، چھٹا ماں اور ثلث دادا کو دلوایا حجاج نے پوچھا زیدؓ نے کیا کیا میں نے کہا انھوں نے نو سہام کئے اُس میں سے ماں کو تین سہام بہن کو دو اور دادا کو چار دئے، حجاج نے پوچھا امیرالمومنین عثمانؓ نے کیا کیا میں نے کہا انھوں نے تین سہام

کر کے ہر ایک کو ایک ایک سہم دیدیا۔ حجاج نے پوچھا ابو تراب نے کیا کیا میں نے کہا انھوں نے چوبیس سہام کئے نصف بہن کو دئیے ثلث ماں کو اور چھٹا سہم دادا کو دلوایا ہے۔

یہ سنتے ہی اپنی ناک پر ہاتھ مار کر کہا کبھی آدمی اپنے قول سے پھر جاتا ہے پھر قاضی کو حکم دیا کہ اس وراثت کا تصفیہ امیرالمومنین عثمانؓ کی رائے کے مطابق کردو۔

شعبی کے باپ راوی ہیں جب حجاج نے حج کا ارادہ کیا تو کوفے میں تقریر کرنے منبر پر کھڑا ہوا اور اہل عراق کو مخاطب کر کے کہا "اے عراقیو میں نے محمدؐ کو تم پر عامل مقرر کر دیا ہے انھیں تم سے نفرت ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ تم اسے اس کا اہل نہیں سمجھتے، رسول اللہ صلعم نے جو وصیت انصار کے متعلق کی تھی اوسکے خلاف میں نے تمھارے بارے میں عمد کو ہدایات دی ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ انصار میں سے جو شخص نیک ہو اوسکی نیکی قبول کیجائے اور جو بد ہو اوس سے درگذر کیا جائے میں نے تمھارے بارے میں محمد کو ہدایت کی ہے کہ وہ تمھارے نیک کے کسی کام کو قبول نہ کرے اور بداعمال سے درگذر نہ کرے میں جانتا ہوں کہ جب میں تمھارے سامنے سے چلا جاؤں گا تم فوراً میرے لئے بددعا کروگے کہ اللہ کبھی اس کا ساتھ نہ دے اور اس بات کیلئے صرف میرے یہاں سے جانے کی دیر ہے مگر میں اس سے پہلے ہی اس کا جواب دیتا ہوں کہ اللہ خلافت کو کبھی تمھارے لئے سزاوار نہ کرے۔

عبید بن ابی المخارق راوی ہے کہ مجھے حجاج نے فلوجہ کا تعلقدار مقرر کیا میں نے اس سے دریافت کیا کیا یہاں کوئی ایسا زمیندار ہے جس سے مشورہ لیا جا سکے اس نے کہا جبیل بن صہیر، میں نے اسے بلا بھیجا ایک پیر فرتوت جس کی دونوں پلکوں سے آنکھیں ڈھکی ہوئی تھیں سامنے آیا اس نے کہا آپ نے مجھے سخت تکلیف دی کہ یہاں تک بلایا میں تو پیر فانی ہوں، میں نے کہا میں نے چاہا کہ آپ کا احسان لوں آپ کی برکت اور مشورے سے فائدہ اٹھاؤں۔ یہ سنکر اس نے اپنے خادم سے کہا کہ میری پلکیں اٹھاؤ چنانچہ حریر کی پٹی باندھ دی گئی، اب اس نے مجھسے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں میں نے کہا حجاج نے مجھے فلوجہ کا تعلقدار مقرر کیا ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ اسکے شر سے اماں نہیں آپ مجھے مشورہ دیجئے کہ میں کیا کروں اس نے پوچھا حجاج کی خوشنودی، بیت المال کی زیادتی یا اپنے نفس کی خوشنودی ان تینوں باتوں میں سے تم کسے زیادہ محبوب رکھتے ہو

میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ان سب کو خوش کروں حجاج سے ڈرتا ہوں کہ وہ بڑا سخت آدمی ہے اُس نے کہا تو اچھا میری ان چار باتوں پر عمل کرو اپنا دروازہ ہر وقت کھلا رکھو کوئی حاجب نہ رکھنا تاکہ ہر شخص تم سے مل سکے اور چونکہ وہاں اور کوئی نہ ہوگا اس وجہ سے وہ تمھارے زبردست عہدہ داروں کی باتیں تم سے کہدے گا، اسی طرح اپنے زیر نگین علاقے کے باشندوں کے لئے تم دیر تک بیٹھے رہا کرو کیونکہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کوئی عامل دیر تک دربار کرتا رہا ہو اور اُس کا رعب نہ بیٹھ گیا ہو، کبھی دو حکم مت دینا شریف و کمین کیلئے ایک ہی حکم ہو اپنا طرز عمل کبھی ایسا نہ کرنا کہ اس سے تمھاری رعایا کا کوئی فرد بھی تمھارے مزاج میں در خور حاصل کرکے فائدہ اوٹھالے۔ کسی کا تحفہ قبول نہ کرنا کیونکہ تحفہ بھیجنے والا تاوقتیکہ اُسے دو چند فائدہ نہ ہو کبھی خوش نہیں رہے گا، علاوہ بریں اس کے متعلق لوگوں میں چہ میگوئیاں بھی شروع ہو جائینگی۔ اسکے بعد چاہیے تم اُن کی تمام کھال بھی کھینچ لوگے تب بھی وہ تم سے خوش رہینگے۔ اور حجاج کو اپنے خلاف کوئی موقع ہمدست نہ ہونے دینا۔

ربیع بن خالد راوی ہے کہ میں نے حجاج کو منبر پر تقریر کرتے سُنا کہ وہ کہہ رہا تھا "کیا وہ خلیفہ جس نے تم کو اپنے اہل میں شامل کر لیا ہے وہ تمھارے نزدیک زیادہ معزز ہے یا اُس کا رسول جس نے تم کو اپنے قصر میں شامل کیا ہے"

یہ سن کر میں نے قسم کھالی کہ میں اب کبھی اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھوں گا اور نیز یہ کہ جب میں کسی جماعت کو اسکے خلاف لڑتا ہوا پاؤں گا اسکے ساتھ ہو جاؤنگا۔ چنانچہ یہ شخص دیر جماجم میں لڑا اور مارا گیا۔

ابن الاشعث کی بغاوت کے موقع پر حجاج نے غضبان بن القبعثری کو کرمان روانہ کیا تاکہ یہ ابن الاشعث کی خبر لائے۔ غضبان حجاج سے رواند ہوکر کرمان پہونچا یہاں اُس نے اپنا خیمہ نصب کر دیا اور اُتر پڑا۔ اتنے میں ایک اعرابی نے آکر اسے سلام کیا غضبان نے سلام کا جواب دیا، اعرابی نے پوچھا کہاں سے آئے ہو غضبان نے کہا عقب کی جانب سے اعرابی نے سوال کیا کہاں کا ارادہ ہے اُس نے کہا سامنے کا، اعرابی نے پوچھا کیونکر آئے ہو اُس نے کہا اپنے گھوڑے پر آیا ہوں، اعرابی نے پوچھا کس معاملے میں آئے ہو اُس نے کہا اپنے کپڑوں میں آیا ہوں، اعرابی نے کہا کیا آپ مجھے اندر آنیکی

اجازت دینگے اُس نے کہا تمھارے پیچھے اللہ کا وسیع ملک ہے چلے جاؤ‘ اعرابی نے کہا میں آپ سے کھانا یا پانی نہیں مانگتا اُس نے کہا ان کا ذکر ہی نہ کرو کیونکہ یہ تم نہیں پاؤ گے‘ اعرابی نے کہا کیا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس کے سوا اور کچھ تمھارے پاس نہیں ہے اُس نے کہا جی ہاں! میرے پاس صنوبر کا ایک ڈنڈا ہے جس سے تیرے سر پر ضرب لگاؤنگا‘ اعرابی نے کہا تپتے ہوئے سنگریزوں نے میرے پاؤں جلا دئے ہیں اس نے کہا ان پر پیشاب کردے ٹھنڈے ہو جائیں گے‘ اعرابی نے پوچھا میرے اس گھوڑے کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے۔ اُس نے کہا یہ اس دوسرے سے جو اس سے بدتر ہے اچھا ہے اگرچہ وہ دوسرا گھوڑا اسکے مقابلہ میں زیادہ تیز اور چنچل ہے۔ اعرابی نے کہا ہاں ٹھیک کہتے ہو مجھے اس کا علم ہے اس نے کہا اگر جانتے تھے تو سوال کیوں کرتے‘ اعرابی اسے چھوڑ کر اپنے راستے پر ہو گیا۔

غضبان ابن الاشعث کے پاس آیا ابن الاشعث نے اُس سے پوچھا کیا رنگ ہے غضبان نے کہا تباہی سامنے آرہی ہے قبل اسکے کہ حجاج تم پر شام کو حملہ کرے تم علی الصباح اس پر حملہ کردو۔

غضبان نے منبر پر چڑھکر تقریر کی اُس میں حجاج کے معائب بیان کیئے اور اس سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کر دیا اور اب وہ بھی ابن الاشعث کی تحریک میں شریک ہوگیا اس واقعے کے چند ہی روز کے بعد ابن الاشعث گرفتار کر لیا گیا دوسرے قیدیوں میں غضبان بھی تھا۔

جب یہ حجاج کے سامنے پہونچا تو اس نے پوچھا کہو غضبان کرمان کے علاقے کی کیا کیفیت ہے اس نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت دے پانی کی اُس علاقے میں قلت ہے پھل کمیاب ہیں لٹیرے بہادر ہیں اور گھوڑے بہت ہی کمزور ہیں اگر کوئی بڑی فوج وہاں بھیجی جائے تو بھوکوں مرجائے اور چھوٹی جمعیت بھیجی جائے تو تباہ کر دی جائیے‘ حجاج نے کہا کیا تم نے ابن الاشعث کو یہ بُرا مشورہ نہیں دیا تھا کہ وہ مجھ پر علی الصباح حملہ آور ہو جائے قبل اسکے کہ میں شام کو اسے جا دباؤں؟

غضبان نے کہا اللہ آپ کو نیک ہدایت دے میرے اس کہنے سے نہ اُس شخص کو کوئی فائدہ پہونچا جس کے لئے کہا گیا تھا اور نہ اُس شخص کو کوئی ضرر پہونچا جسکے بارے میں کہا گیا تھا‘ حجاج کہنے لگا میں تمھارے ہاتھ پاؤں قطع کرا کے سولی پر لٹکاؤں گا غضبان

کہا مجھے اُمید نہیں کہ جناب والا ایسا کریں گے، حجاج نے حکم دیا کہ اسے قید کر دیا جائے چنانچہ وہ جیل میں ڈالدیا گیا۔

اسکے ایک عرصے کے بعد حجاج نے واسط میں اپنا محل تعمیر کرایا جب اسکی تعمیر ختم ہو چکی تو اُس نے اسکے صحن میں دربار کیا اور حاضرین سے پوچھا کہ میرے اس قبے کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے سب نے جواب دیا یہ ایسا عمدہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی شخص کے لئے ایسا نہیں بنایا گیا، حجاج نے کہا مگر باوجود اُس خوبی کے اس میں ایک عیب ہے کیا تم لوگوں میں سے کوئی بتا سکتا ہے کہ وہ عیب کیا ہے؟ سب نے کہا نہیں تو اس میں کوئی عیب دکھائی نہیں دیتا۔ حجاج نے غضبان کو طلب کیا وہ بیڑھیاں پہنے گھسیٹتا ہوا دربار میں آیا حجاج نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ غضبان تم بہت موٹے ہو گئے ہو، غضبان نے جواب دیا کہ قید کی بیکاری اور آرام اُس موٹاپے کے اسباب ہیں اور جو شخص بھی امیر کا مہمان ہوگا وہ موٹا ہو جائے گا۔

حجاج نے پوچھا کہو میرے اس قبے کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے۔ غضبان نے کہا جو قبہ میرے سامنے ہے اس کا مماثل کسی شخص کے لئے نہیں بنایا گیا مگر اسمیں ایک عیب ہے اگر جان بخشی ہو تو عرض کروں حجاج نے کہا خطا معاف کیا عیب ہے بیان کرو۔ غضبان نے کہا یہ ایسی جگہ بنایا گیا ہے جو آپ کا وطن نہیں ہے دوسرے یہ کہ اس سے آپ کی اولاد فائدہ نہیں اوٹھائیگی اس عمارت سے نہ آپ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور نہ کوئی لذت حاصل کر سکتے ہیں اسلئے اس کے بنانے سے آپ کو کیا فائدہ ہوا؟

حجاج نے کہا اسے پھر جیل خانہ لیجاؤ کیونکہ اس نے بُرا کلمہ میرے لئے کہا ہے غضبان نے عرض کیا جناب والا لوہے نے میرا گوشت کھا لیا ہے اور میری ہڈی چھیل ڈالی ہے، حجاج نے حکم دیا کہ اُسے اٹھا کر لیجاؤ جب سپاہیوں نے اُسے اٹھا لیا تو اس نے یہ آیت پڑھی، سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین (کلام پاک) پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اسکو مسخر کر دیا حالانکہ اس میں ہماری شرکت نہ تھی۔ حجاج نے حکم دیا کہ اسے زمین پر اتار دو، غضبان نے یہ آیت پڑھی۔ اللھم انزلنی منزلاً مبارکاً وانت خیر المنزلین۔ ترجمہ اے بارالٰہ تو مجھے اس طرح اتار جو باعث برکت ہو کیونکہ تو سب سے بہتر اتارنے والوں میں ہے۔ حجاج نے حکم دیا کہ

اسے گھسیٹ کر لیجاؤ۔ جب اُسے گھسیٹنے لگے تو غضبان نے یہ آیت پڑھی۔ بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا ان ربی لغفور رحیم اللہ کے نام کے ساتھ اس کا پانی میں چلنا (کشتی نوح کا) اور ٹھہرنا ہے بے شک میرا رب بخشنے والا رحمت والا ہے۔ حجاج نے حکم دیا کہ اسے چھوڑ دو۔

حسن بن عیسی الحنفی راوی ہے کہ بشر بن مروان کی موت کے بعد جب حجاج عراق کا صوبہ دار مقرر کیا گیا اور اسکی خبر اہل اعراق کو معلوم ہوئی تو اس وقت غضبان بن القبعشری نے کوفہ کی مسجد جامع میں تقریر کی حمد و ثنا کے بعد کہا اے اہل اعراق اور اہل کوفہ عبدالملک نے ایسے شخص کو تمھارا والی مقرر کیا ہے جو تمھارے نیک کردار کی کوئی قدر نہیں کرے گا اور بدکردار سے درگذر نہیں کریگا۔ حجاج نہایت سخت ظالم و سفاک ہے۔ مصعب کا ساتھ چھوڑ دینے اور اسکے قتل کر دینے کی وجہ سے عبدالملک کے دل میں تمھاری خاصی عزت و وقعت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہاں آنے سے پہلے تم راستے ہی میں اس خبیث کو جا لو۔ اور اسے قتل کر دو۔ اسوقت تمھارا یہ فعل خفیفہ کی بغاوت شمار ہوگا اور یاد رکھو کہ اگر وہ ایک مرتبہ تمھارے منبر پر آبیٹھا اور منصب امارت پر بیٹھکر سرکاری محل میں قیام پذیر ہو گیا اور پھر تم نے اُسے قتل کیا تو اس وقت تمھارا وہ فعل حکومت کی بغاوت شمار ہوگا۔ میری بات مانو قبل اسکے کہ وہ تم میں شام کا وقت گزارے، تم علی الصباح اسے جالو اور اس کا کام تمام کر دو' اہل کوفہ نے جواب دیا کہ اے غضبان تم بزدل نکلے ہو ہمیں انتظار کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہیئے کہ اس کا طرز عمل کیا ہوتا ہے اگر کوئی بات ہماری مرضی کے خلاف ہوگی ہم اسے بدل دینگے۔ غضبان نے کہا اچھا تم کو معلوم ہو جائیگا!

حجاج کو کوفے آکر غضبان کی اس تقریر کا علم ہوا اُس نے اُسے قید کر دیا تین سال قید میں گزرے تھے کہ حجاج کے نام عبدالملک کا ایک خط آیا جس میں مرقوم تھا کہ ہمیں جاریہ بیجید و عشرًا من النجائب وعشرًا من فعد النکاح وعشرًا من ذوات الاحلام۔ خط پڑھکر حجاج متحیر ہو گیا اور کچھ نہ سمجھ سکا کہ کس قسم کی لونڈیاں طلب کی ہیں وہ خط اپنے دوستوں کو دکھایا وہ بھی نہ سمجھ سکے آخر کار کسی نے کہا کہ جناب والا اس کا مطلب وہ شخص صحیح طور پر سمجھ سکتا ہے کہ پہلے بدوی رہا ہو

اور اُسے بدویوں سے واقفیت ہو پھر اُس نے جہاد میں شرکت کی ہو اور مجاہدین کا تجربہ ہو اور شراب بھی پی ہو تاکہ اُسے شرابیوں کے مذاق کا علم ہو، حجاج نے کہا ایسا آدمی کہاں ملے گا، کہا گیا کہ وہ آپ کی قید میں موجود ہے، حجاج نے پوچھا کون؟ کہا گیا غضبان شیبانی

غرضکہ اب حجاج کے حکم سے غضبان اُسکے دربار میں آیا حجاج نے پوچھا تم نے ہی کوفے والوں سے کہا تھا کہ قبل اسکے کہ میں ان میں شام کا وقت گزاروں وہ علی الصباح میرا کام تمام کردیں، غضبان نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت دے اسکے کہنے سے کہنے والے کو کوئی نفع نہیں ہوا اور جس کے بارے میں کہا گیا تھا اُسے کوئی نقصان نہیں پہونچا۔

حجاج نے کہا امیر المومنین نے مجھے ایک خط لکھا ہے میں اس کا مطلب سمجھنے سے قاصر ہوں کیا تم اُسے سمجھ سکتے ہو، غضبان نے کہا پہلے پڑھکر سنایا جائے، خط پڑھا گیا، غضبان نے کہا یہ تو بالکل صاف ہے۔ حجاج نے کہا کیا مطلب ہے غضبان نے کہا نجیبہ وہ عورت ہے جس کا سر بڑا ہو۔ گردن لانبی ہو۔ چوڑا سینا ہو، کولہے وسیع ہوں، اور پنڈلی بھرپور ہو، یہ ایسی عورت ہے کہ اگر اسکے لڑکا پیدا ہوگا تو وہ شیر کی طرح ہوگا۔ نعمۃ النکاح وہ عورت ہے جس کے سرین بھاری ہوں چھاتیاں ڈھلی ہوئی بڑی بڑی ہوں جو گوشت کی زیادتی کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑتی جائیں یہ عورت ایسی ہے کہ اس سے کثیر الباہ شخص بھی تسلی پاتا ہے اور سخت پیاسا سیراب ہو جاتا ہے۔

ذوات الاحلام وہ عورتیں ہیں جن کا سن پینتیس اور چالیس کے درمیان ہو یہ عورتیں انسان کو اس طرح نچوڑ لیتی ہیں جیسے دودھ دوہنے والا اونٹنی کو نچوڑ لیتا ہے۔ کثرت شہوت کی وجہ سے ان کے رونگٹے، ناخن اور رگیں پھول جاتی ہیں۔

حجاج نے کہا اس کا ذکر چھوڑو یہ بتاؤ کہ سب سے بری عورت کیسی ہوتی ہے، غضبان نے کہا جناب والا سب سے بری عورت وہ ہے جسکی گردن کوتاہ سوکھی بنا لی ہو۔ سخت مغضوب الغضب ہو کہ عورتوں کے مجمع میں اگر بیٹھے تو تمام محفل کو منغض کردے اگر کوئی بات سنے تو اسے ہرگز برداشت نہ کرے اور ہمیشہ درجواب دیکر رہے، جسکے پیٹ میں لڑکی ہو، ساتھ لڑکی ہو اور گود میں لڑکی ہو، حجاج نے کہا ایسی عورت پر اللہ کی لعنت ہو، اس کا ذکر چھوڑو یہ بتاؤ سب سے اچھی عورت کیسی ہوتی ہے غضبان نے کہا دراز قامت، گداز بدن، صحت گر نیوالی اور خوب گوری کی صاف ہو

جس کے ساتھ لڑکا ہو، گود میں لڑکا ہو اور پیٹ میں لڑکا ہو۔ حجاج نے کہا اچھا اب بتاؤ کہ سب سے بُرا آدمی کیسا ہوتا ہے۔ غضبان نے کہا بھدے جسم کا کاہل قبیلہ کے ملازم اسکی تعریف کریں اور اگر کسی چھوکری کا ڈول کنوئیں میں گر پڑے تو وہ اتر کر اُسے نکال لائے اسکے عوض میں وہ چھوکری اُسے دعا دے اور کہے کہ اللہ اسکی مدد کرے حجاج نے کہا ایسے پر لعنت ہو، اچھا بتاؤ سب سے بہتر آدمی کون ہے غضبان نے کہا سب سے اچھا آدمی وہ ہے جسکی توصیف شماخ نے اپنے ان اشعار میں کی ہے،

فتی لیس بالراضی بادنی معیشۃ ولا فی بیوت الحی بالمتولج
فتی یملؤ الشیزی ویروی سنانہ ویضرب فی راس الکمی المدجج

سب سے بہتر وہ جوانمرد ہے جو تھوڑی معاش پر قناعت نہیں کرتا اور بستی کے مکانوں میں گھستا نہیں پھرتا اور وہ جوانمرد جو اپنے مہمان کا پیالہ بھر دیتا ہے اور اپنے پیالے کو خون سے سیراب کرتا ہے اور زرہ پوش خود پہنے ہوئے سورماؤں کے سروں پر تلوار مارتا ہے۔

حجاج نے کہا اب بس کرو، یہ بتاؤ کہ ہم نے کتنی مدت سے تمھاری عطا روک رکھی ہے اُس نے کہا تین سال سے حجاج نے وہ تمام رقم اُسے دیدی اور رہا کر دیا۔

دیر جماجم کی لڑائی سے فارغ ہو کر خود حجاج کوفہ اور بصرہ کے عمائد کے ہمراہ عبدالملک کے دربار میں حاضر ہوا۔ اسی قیام کے اثناء میں عبدالملک کے سامنے ان شہروں کا تذکرہ ہونے لگا۔ محمد بن عمیر بن عطارد نے عبدالملک سے کہا کہ کوفہ بصرہ سے بلند ہے۔ یہاں اتنی گرمی اور نشیب نہیں ہے جس قدر بصرہ میں ہے، شام کی سطح سے اس کی سطح نیچی ہے اسوجہ سے یہاں نہ اتنی سردی ہے اور نہ طاعون ہے دریائے فرات پہلو میں جاری ہے کوفہ کا پانی شیریں ہے اور پھل بہت لذیذ ہیں۔

خالد بن صفوان نے بصرہ کی تعریف میں کہا ہمارا صحرا کوفہ کے مقابلہ میں زیادہ وسیع ہے۔ ہماری فوجیں تیز گام ہوتی ہیں، ہمارے یہاں قند، ہاتھی دانت اور ساگوان کی کثرت ہے۔ ہمارے یہاں کا پانی بالکل صاف وستھرا ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں ہمیشہ سردار، سپہ سالار اور بڑے بڑے سورما پیدا ہوتے ہیں۔

حجاج نے کہا خدا امیرالمومنین کو نیک ہدایت دے چونکہ میں ان دونوں شہروں کو روند چکا ہوں۔ میں ان سے زیادہ باخبر ہوں، عبدالملک نے کہا تم ہمارے

خیال میں زیادہ راست گو ہو اس لیے تم ان کے متعلق اپنی رائے بیان کرو۔
حجاج نے کہا بصرہ کی مثال ایک بدشکل، بدبودار، سفید بال والی بوڑھی عورت کی ہے جس نے ہر قسم کا زیور اپنے جسم پر سجایا ہو اور کوفہ کی مثال ایک خوبصورت شاندار نوجوان عورت کی ہے جو زیور زینت سے مبرا ہے۔ یہ سنکر عبدالملک نے کہا میں نے کوفہ کو بصرہ پر فضیلت دیدی۔
شعبی کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حجاج کی زبان سے ایسی باتیں سنیں جو کسی اور کی زبان سے نہیں سنی تھیں۔ ایک مرتبہ اس نے تقریر کرتے ہوئے حمد وثنا کے بعد کہا۔ اللہ نے دنیا کے لیے فنا اور آخرت کے لیے بقا لکھدی ہے۔ جسے بقا دی ہے اُسے فنا نہیں اور جس کے لیے فنا لکھدی ہے اسے بقا حاصل نہیں ہو سکتی ایسی صورت میں مبادا یہ ظاہری دنیا تمکو فریب دیکر آخرت کو جو سامنے نہیں ہے بھلادے، توقعات کی کثرت مواقع کو کم کر دیتی ہے۔
جب مہلب نے خراسان میں عبدربہ الصغیر کو قتل کر دیا تو اپنے دوستوں سے کہا ایسا شخص بتاؤ جو صاحب فراست، خوش تقریر اور تجربہ کار ہو تاکہ ہم اس کے ساتھ اپنے مقتولوں کے سر حجاج کے پاس بھیجیں۔ لوگوں نے بشیر بن مالک الحرشی کا نام لیا۔ مہلب نے اسی کو اس کام پر روانہ کر دیا۔ یہ حجاج کے پاس آیا حجاج نے اس سے اس کا نام دریافت کیا۔ اس نے نام بتا دیا۔ حجاج نے پوچھا تم نے مہلب کو کس حال میں چھوڑا ہے، اس نے جواب دیا، وہ ایک نیک آدمی ہیں جس نے جو توقع ان سے کی اسے انہوں نے پورا کیا اور جو ان سے خوف زدہ ہوا اُسے انہوں نے معاف کر دیا۔ حجاج نے پوچھا قطری کیونکر تمہاری گرفت سے نکل گیا۔ اس نے کہا جہاں ہم نے کوئی داؤ کیا ویسا ہی داؤ اُس نے ہمارے ساتھ کیا، حجاج نے پوچھا تم نے اس کا تعاقب کیوں نہیں کیا اس نے جواب دیا۔ اس نے بہت بری طرح شکست کھائی تھی اس لیے اب اس کے تعاقب کی چنداں ضرورت نہ تھی حقیقی معرکۂ کارزار ہمارے نزدیک اس شکست خوردہ جماعت کے تعاقب سے زیادہ اہم تھا۔ حجاج نے کہا تم نے ٹھیک کیا۔ یہ بتاؤ کہ مہلب کے بیٹے کیسے ہیں اس نے کہا جب تک جنگ ختم نہ ہو وہ خیموں کی صورت نہیں دیکھتے۔ اور جب تک وہ واپس نہ لاسکے جائیں

گھوڑے کی زین کو نہیں چھوڑتے۔ حجاج نے پوچھا اُن میں سے سب سے افضل کون ہے
اُس نے کہا افضلیت ان کے باپ کو حاصل ہے جس کو وہ جو کام سپرد کردیں وہ اُسے
پوری طرح انجام دیتا ہے، حجاج نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ تم عقلمند آدمی ہو اچھا اور
بیان کرو۔ اس نے کہا ان کی مثال ایک سانچے میں ڈھلے ہوئے حلقے کی ہے جس کا
سرا معلوم نہیں ہوتا۔

حجاج نے پوچھا ان کے باپ سے انہیں کیا نسبت ہے اُس نے کہا ان کے
باپ انسے اسی طرح فوقیت رکھتے ہیں جس طرح وہ تمام دوسرے اشخاص پر فوقیت
رکھتے ہیں۔

حجاج نے فوج کی حالت پوچھی، اُس نے کہا وہ سب سے بہتر اپنا فرض ادا کرنے
والے ہیں اور مال غنیمت سے متمتع ہیں وہ ایسے سپہ سالار کی قیادت میں لڑتے ہیں
جو جنگ میں بھوت ہے اور برتاؤ میں شاہانہ سلوک کرتا ہے وہ انہیں اپنی اولاد کے
برابر سمجھتے ہیں اور وہ مہلب کو اپنا باپ سمجھتے ہیں حجاج نے کہا کیا یہ ساری گفتگو تم پہلے سے تیار کرکے آئے ہو۔
اُس نے جواب دیا کہ غیب کو صرف اللہ جانتا ہے۔ حجاج نے علبسہ کی طرف دیکھکر
کہا کہ یہ تقریر فطری ہے مصنوع نہیں۔

حجاج نے جریر الخطفی کو گرفتار کرکے اُسے قتل کردینا چاہا۔ مضری عربوں کی
ایک جماعت حجاج کے پاس اس کی سفارش کے لیے آئی اور اس نے کہا کہ جناب والا
یہ شخص مضری عربوں کا سب سے بڑا شاعر اور خطیب ہے ہماری خاطر اسے آپ معاف کردیں۔
حجاج نے اُسے معاف کردیا۔ حجاج کی بیوی ہند بنت اسماء نے بھی اس کی سفارش
کی تھی۔ اس نے حجاج سے درخواست کی کہ آپ اُسے میرے پاس آنے کی اجازت
دیجئے تاکہ میں پردہ کے پیچھے سے اس سے شعر سنوں، حجاج نے اُسے منظور کرلیا اور
اس کی خاطر ایک مجلس ترتیب دی اور خود بھی اپنی بیوی کے ساتھ پردہ میں بیٹھا۔
اور جریر کو بلایا۔ جریر اس کی مجلس میں آیا اُسے ہند کی آواز تو سنائی دیتی تھی مگر وہ خود
دکھائی نہیں پڑتی تھی۔

ہند نے اُس سے کہا اے ابن الخطفا تم مجھے اپنے وہ شعر سناؤ جس میں تم نے
عورتوں کی تشبیب لکھی ہو۔ جریر نے کہا میں نے تو آج تک کسی عورت کے حسن کی کبھی کوئی تعریف

نہیں کی اور اللہ کی مخلوقات میں مجھے سب سے زیادہ عورتوں سے نفرت ہے، ہند نے کہا اے دشمن خدا تیرا یہ دعویٰ تیرے ان اشعار سے کہاں تک مطابق ہے؟

طرقتك صائدة القلوب وليس ذا ... وقت الزيارة فارجعي بسلام

وہ دلوں کا شکار کرنے والی رات کے وقت یکایک تیرے پاس آئی۔ حالانکہ یہ ملاقات کا وقت نہیں ہے، بہتر ہے کہ تو سلامتی کے ساتھ واپس چلی جائے۔

تجري السواك على اغر كانه ... برد تحدر من متون غمام

وہ اپنے چمکدار دانتوں پر مسواک کر رہی تھی وہ دانت اُن اولوں کی طرح چمکدار تھے جو موسم بہار کے ابر سے برسے ہوں۔

ان كنت صادقة بما حدثتنا ... لوصلت ذاك وكان غير لمام

(ترجمہ) اگر تو اپنے بیان میں سچی ہے تو اس کا صلہ دے، اور بخل سے کام نہ لے۔

سرت الهموم فبتن غير نيام ... واخو الهموم يروم كل مرام

(ترجمہ) غموں کے ہجوم سے میں ساری رات جاگتا رہا اور جس پر ایسے صدمے پڑینگے وہ طرح طرح کے خیالات پکاتا رہیگا۔

جریر نے کہا میں نے یہ اشعار نہیں لکھے بلکہ میں نے تو یہ شعر کہے ہیں۔

لقد جرد الحجاج للحق سيفه ... الا فاستقيموا لا يميلن مائل

(ترجمہ) حجاج نے اپنی تلوار حق کی حمایت کے لیئے ننگی کر لی ہے۔ اب سب لوگ خبردار ہو جائیں اور سیدھے ہو جائیں اور کوئی راہ راست سے نہ ہٹنے۔

وما يستوي داعي الضلالة والهدى ... ولا حجة الخصمين حق و باطل

(ترجمہ) گمراہی کی طرف دعوت دینے والا اور ہدایت بتانیوالا برابر نہیں ہوتے اور نہ ان دو حریفوں کی دلیل یکساں ہو سکتی ہے جس میں ایک حق پر ہو اور دوسرا باطل پر۔

ہند نے کہا بھلا ان اشعار کا تم کیا ذکر کرتے ہو تمہارے ان اشعار کو حسب ذیل اشعار سے کیا نسبت۔

خليلي لا تستغزر الدمع من هند ... اعيذكما بالله ان تجدا وجدي

(ترجمہ) خدا نہ کرے کہ ہند کی جدائی میں میرے آنسو تھم جائیں، اے میرے دونوں دوستو میں تم کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں کہ مبادا تم کو وہ درد فرقت اٹھانا پڑے جو میں اٹھا رہا ہوں۔

ظمئت الی شرب الشراب وحسنہا ۔۔۔ کذی منیۃ یرجوا جدا ھا وکان یبجدی

(ترجمہ) میں شراب اور اس کے حسن کا پیاسا ہوں مگر میری حالت اس حاجتمند کی ہے جو اس کی سخاوت کا امیدوار ہو جو کچھ بھی دینے والی نہیں۔

جریر نے کہا میں نے یہ اشعار نہیں کہے میں نے تو یہ شعر کہے ہیں جو میں اب آپ کو سناتا ہوں۔

ومن یامن الحجاج اما عقابہ ۔۔۔ فمر واما عقدہ فوثیق

(ترجمہ) کون ہے جو حجاج کی طرف سے بے خطر ہو سکتا ہے۔ جب وہ عذاب دیتا ہے تو وہ سخت کڑوا ہوتا ہے اور جب وہ عہد کرتا ہے تو اسے پورا ہی کرتا ہے۔

یسرلک البغضاء کل منافق ۔۔۔ کما کل ذی بر علیک شفیق

(ترجمہ) ہر منافق اپنی عداوت کو تجھ سے چھپاتا ہے جس طرح ہر مخلص علانیہ تیرے ساتھ شفقت برتتا ہے۔

ہند نے کہا اچھا ان اشعار کو چھوڑو کہاں یہ اور کہاں تمہارا یہ قول۔

یا عاذلی دعا الملامۃ واقصرا ۔۔۔ طال الھوی واطلتما التفنیدا

انی وجدتک لو اردت زیادۃ ۔۔۔ فی الحب عندی ما وجدت مزیدا

(ترجمہ) اے میرے دونوں ملامت کرنے والو تم اپنی ملامت کو ترک کرو اور اب اس کا قصہ کوتاہ کرو۔ میرا عشق بہت بڑھ گیا ہے اسی طرح تم دونوں کی بے عقلی بڑھتی جاتی ہے، میں تو اب یہ محسوس کر رہا ہوں کہ اگر خود میں اب اپنی اس محبت میں زیادتی کرنا چاہوں تو زیادتی ناممکن ہے۔

جریر نے کہا اللہ آپ کو نیک ہدایت دے یہ سب لغو ہے میں نے تو یہ کہا ہے۔

من سد مطلع النفاق علیہم ۔۔۔ ام من یصول کصولۃ الحجاج

(ترجمہ) کون شخص ہے جس نے نفاق کا سد باب کر دیا یا کون ہے وہ جو حجاج کی طرح بہادر ہو۔

ام من یغار علی النساء حفیظۃ ۔۔۔ اذ لا یثقن بغیرۃ الازواج

(ترجمہ) کون ہے جو اس وقت عورتوں کی دیانت کے لیے کود پڑتا ہے جب کہ انہیں اپنے شوہروں کی غیرت پر بھی اعتبار نہیں رہتا۔

ھذا ابن یوسف فافھموا وتفھموا ۔۔۔ برح الخفاء ولیس حین تناج

(ترجمہ) یہ شخص ابن یوسف ہے سمجھا بھی دو اور سمجھ بھی لو۔ پردہ اٹھ چکا ہے اب سرگوشی کا زمانہ نہیں رہا۔

فارب ناکث بیعۃ ترکتہ ۔۔۔ وخضاب لحیۃ دم الاوداج

(ترجمہ) بہت سے بیعتوں کے توڑنے والوں کو میں نے اس حال میں چھوڑا کہ ان کے خون سے اُنکی داڑھیاں رنگین تھیں۔

حجاج نے کہا اے دشمن خدا تو عورتوں کے جذبات میرے خلاف اُبھارتا ہے جریر نے کہا بخدا میرا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے جو آپ بیان کرتے ہیں، اس سے پہلے میں نے اپنے شعر کے یہ معنی نہ سمجھے تھے۔ نیز مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ یہاں تشریف فرما ہیں، معاف فرمائیے' حجاج نے کہا میں نے معاف کیا' ہند نے اُسے خلعت فاخرہ اور انعام واکرام سے سرفراز کیا اور حجاج نے اُسے اپنی طرف سے سفیر بنا کر عبدالملک کے پاس بھیجا۔

جب دیر جماجم پر ابن الاشعث کو شکست فاش ہوگئی تو حجاج نے قسم کھائی کہ جو قیدی اُس کے سامنے آئیگا وہ اُسے قتل کر دیگا' چنانچہ بہت سے قیدی لائے گئے' سب سے پہلے اعشیٰ ہمدان پیش کیا گیا اور اسی نے سب سے پہلے سجستان میں ابن الاشعث کے سامنے عبدالملک اور حجاج دونوں سے اپنی علیحدگی اور بغاوت کا اعلان کیا تھا۔ حجاج نے اس سے کہا آہا' تو نے ہی یہ شعر کہے تھے'۔

من مبلغ الحجاج انی ۔۔۔ قد جنیت علیہ حربا

(ترجمہ) کون حجاج کو یہ خبر پہنچائے کہ میں اُس کے خلاف لڑنے کے لیے آمادہ ہوا ہوں۔

ووضعت فی کف امرئ ۔۔۔ جلد اذا ما الامر عسبا

(ترجمہ) اور میں نے ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے جو سخت مشکل کے وقت نہایت دلیر ہے'

انت الرئیس ابن الرئیس ۔۔۔ وانت اعلاء الناس کعبا

(ترجمہ) تو خود سردار اور سردار زادہ ہے اور دنیا میں سب سے معزز ہے۔

فابعث عطیۃ بالخیو ۔۔۔ ل یکھبن علیہ کتبا

(ترجمہ) تو عطیہ کو ایسے رسالہ کے ساتھ روانہ کر جو ہر طرف سے حجاج کو چمٹ جائے۔

وانھض ھدیت لعلہ ۔۔۔ یجلی بک الرحمن کربا

(ترجمہ) اللہ برکت دے، اٹھو شاید ارحم الراحمین تیرے ہی ذریعہ اس مصیبت کو دور کرے'۔

نبئت یا بنی یوسف ۔۔۔ قد خر من زلق فتبا

(ترجمہ) کاش تجھے یہ خوشخبری معلوم ہو کہ حجاج نیزے سے ہلاک ہوگیا۔

یہ طویل قصیدہ ہے جس میں سے ہم نے چند شعر یہاں نقل کیے ہیں۔ نیز حجاج نے پھر اُس سے کہا کہ تو نے یہ شعر بھی کہے تھے۔

شطّت نوی من داره بالایوان ایوان کسری ذی القری والریحان
من عاشق امسی یری کیثیان ان ثقیفا منهم الکذّابان
کذابها الماضی وکذابها الثّانی امکن ربی من ثقیف همدان

(ترجمہ) وہ اپنے مکان سے جو ایوان کسریٰ میں (جو بڑا مہمان نواز اور دولتمند تھا) واقع تھا بہت دُور چلا گیا ہے اس کی مثال ایک عاشق مہجور کی ہے جو دیکھ رہا ہے کہ بنی ثقیف میں دو جھوٹے پیدا ہوئے ہیں ایک تو زمانہ سابق میں گذر چکا اور یہ دوسرا موجود ہے۔ کاش کہ میرا رب ہمدان کو ثقیف پر مسلط کر دے۔

اور یہ شعر بھی تو نے کہے تھے۔

وسالتمانی المجد این محله فالمجد بین محمد وسعید
بین الاشج وبین قیس باذخ بخ بخ لوالده وللمولود

(ترجمہ) تم دونوں نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ شرافت کا محل کہاں ہے تو سنو شرافت محمد اور سعید کے درمیان منحصر ہے نیز وہ اشج اور قیس کے درمیان نمایاں ہے۔ ان باپ بیٹوں کی شان کس قدر ارفع و اعلیٰ ہے۔

اعشیٰ نے کہا میں نے یہ شعر نہیں کہے بلکہ میں نے تو یہ شعر کہے ہیں۔

ابی اللّٰه الا ان یتمم نوره ویطفیٔ نور الفاسقین فیخمدا
وینزل ذلاً بالعراق واهله بما نقضوا العهد الوثیق المؤکدا
وما احدثوا من بدعة وضلالة من القول لم یصعد الی اللّٰه مصعدا

(ترجمہ) اللہ نے اس بات کا ارادہ کر لیا کہ وہ اپنے نور کی تکمیل کرے اور فاسقوں کی لگائی ہوئی آگ کو بجھا دے اور چونکہ اہلِ عراق نے عہد وثیق کو توڑ دیا ہے اس لیے انہیں ذلیل و رسوا کر دے اور جو جو بُری باتیں انہوں نے ایجاد کیں ان میں سے کوئی بھی بارگاہِ الٰہی تک نہ پہنچے۔

حجاج نے کہا ہم ان شعروں پر تیری تعریف نہیں کرتے کیونکہ یہ شعر تو نے اپنی جماعت کی ناکامی پر اظہارِ افسوس کے لیے کہے ہیں اور ان کی غرض یہ ہے کہ انہیں ہمارے خلاف ابھارے میرے سوال کی غرض یہ شعر نہ تھے بلکہ تیرے اس قول کو دریافت کرنا تھا "امکن ربی من ثقیف همدان" (اے خدا تو ہمدان کو ثقیف پر مسلط کر دے) اب بتاؤ کہ اللہ نے کیا کیا کہ ثقیف کو ہمدان پر مسلط کر دیا اور ہمدان کو ثقیف پر مسلط نہیں کیا۔ نیز تیرے اس

قول کو یاد کر۔

بین الاشج وبین قیس باذخ بخ بخ لوالدہ وللمولود

(ترجمہ) شرافت قبیلہ اشج اور قیس میں رفیع ہے۔ ان باپ بیٹوں کی شان کس قدر اعلیٰ ہے۔

اس دن کے بعد اب تو کسی شخص کے لیے یہ الفاظ نہیں ادا کر سکیگا۔ اس گفتگو کے بعد حجاج کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

اسی طرح ایک ایک شخص اس کے سامنے پیش ہوتا تھا یہاں تک کہ بنی عامر کا ایک شخص جو جنگ جماجم میں ابن الاشعث کے ہمراہ بڑی بہادری سے لڑا تھا حجاج کے سامنے لایا گیا، حجاج نے کہا میں تجھے بُری طرح قتل کرونگا۔ اس نے کہا ایسا نہ ہوگا۔ حجاج نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" (قرآن) فاذا القیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق، فاما منا بعد واما فداءً حتی تضع الحرب اوزارھا۔ (ترجمہ) جب کفار سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان کی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم انہیں بیکار کردو تو تب ان کی مشکیں باندھ لو، اس کے بعد ان پر یا تو احسان کرو یا فدیہ لے لو یہاں تک کہ جنگ ختم ہو جائے"

آپ نے بہت سوں کو قتل کیا، انہیں بیکار کر دیا قید کر کے مشکیں کسوا دیں۔ اب آپ یا تو ہم پر احسان کیجئے اور چھوڑ دیجئے یا ہمارے خاندانوں سے فدیہ لے لیجئے حجاج نے پوچھا کیا تم اقرار کرتے ہو کہ تم کافر ہوگئے تھے اُس نے کہا جی ہاں۔ میں نے اپنے ایمان کو بالکل بدل دیا تھا اور اسے متغیر کر دیا تھا۔ حجاج نے کہا اسے چھوڑ دو، اس کے بعد بنی ثقیف کا ایک شخص اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ حجاج نے اس سے پوچھا، کیا تم کافر ہوگئے تھے، اس نے کہا جی ہاں۔ یہ سُنکر حجاج نے کہا مگر جو شخص اب تمہارے بعد ہے وہ اپنے کفر کا اقرار نہیں کریگا۔ اس شخص کے بعد بنی سکون کا ایک شخص تھا۔ اُس نے حجاج کی یہ بات سُنکر کہا، کیا جناب والا مجھے اپنے نفس کے خلاف دھوکہ میں ڈالنا چاہتے ہیں، بخدا اگر کفر سے بھی زیادہ سخت کوئی شئے ہوتی تو میں اس کا بھی اقرار کر لیتا، حجاج نے ان دونوں کو رہا کر دیا۔

عبدالملک اور حجاج کے یہ مختصر حالات ہیں، ان کے حالات کو ہم نے زیادہ مبسوط طریقہ پر اپنی کتاب اخبار الزمان اور کتاب الاوسط میں بیان کیا ہے۔

اب یہاں ہم حجاج کے کچھ اور واقعات اختصار کے ساتھ بیان کرینگے مگر یہ عبدالملک کے عہد کے نہ ہونگے۔

ولید بن عبدالملک کے عہد کے واقعات

عبدالملک کی وفات کے دن دمشق میں ولید کو خلیفہ تسلیم کیا گیا۔ جمادی الآخر سنہ ۹۶ ہجری میں ولید نے وفات پائی۔ اس طرح اس کی مدت خلافت نو سال آٹھ ماہ اور دو رات ہوئی، ابو العباس کنیت تھی اور چوالیس سال عمر پائی۔

ولید کے کچھ حالات اسکی سیرت اور اسکے عہد کے وہ واقعات جو حجاج سے متعلق ہیں

ولید نہایت سخت گیر اور بے رحم ظالم تھا، چودہ بیٹے اپنے بعد چھوڑے جن میں یزید، عمر بشر العالم اور عباس ہیں۔ اپنے دبدبہ اور رعب کی وجہ سے یہ بنی مروان کا فارس کہلاتا تھا۔ اپنے باپ کی وصیت کے مطابق اس نے اپنے بیٹوں کو ولی عہد خلافت نہیں مقرر کیا بلکہ جس طرح اس نے ترتیب قائم کر دی تھی وہی باقی رکھی، اس کی مہر پر "یا ولید انک میت" نقش تھا۔ جب کبھی وہ ارادہ کرتا کہ اپنے بعد اپنے بیٹوں کو ولی عہد بنائے، وہ اپنی مہر پلٹ کر اس کا نقش پڑھ لیتا۔ اور کہتا کہ بخدا میں ہرگز اپنے باپ کے حکم کی مخالفت نہیں کرونگا کیونکہ میں تو مرنے ہی والا ہوں۔ ۸۸ھ ہجری میں اس نے دمشق کی جامع مسجد

اور مدینہ میں مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی اور بے انتہا روپیہ ان کاموں پر صرف کیا۔ عمر بن عبدالعزیز اخراجات کے نگران تھے۔

عثمان بن مرۃ الخولانی راوی ہے کہ جب ولید نے دمشق کی جامع کی تعمیر شروع کی تو اسے مسجد کی دیوار میں پتھر کی ایک تختی ملی جس پر یونانی حروف میں کتابہ تھا۔ یہ پڑھنے کے لیے عیسائیوں کے علماء کے پاس بھیجی گئی مگر وہ اسے حل نہ کر سکے پھر وہ کتابہ وہب بن منبہ کے پاس بھیجا گیا انہوں نے مطالعہ کے بعد کہا کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد کا کتابہ ہے۔ پھر اُسے پڑھا تو اس میں یہ عبارت منقوش تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"اے ابن آدم اگر تو دیکھ لے کہ تیری مختصر زندگی کا کتنا تھوڑا حصہ باقی ہے تو اپنی بقیہ زندگی میں امیدوں کا دامن کوتاہ کر لے اسی طرح تو اپنی خواہشوں اور تدابیر کو کم کر دے اس وقت تجھے افسوس ہوگا۔ جب تو قبر میں اتارا جائیگا تیرے اہل و عیال اور خدمتگار تجھے زمین کے سپرد کر کے چلتے ہونگے اور تیرے دوست اور قریبی رشتہ دار تجھے رخصت کر چکے ہونگے اس وقت تجھے پکارا جائیگا کوئی جواب نہ دیگا نہ تو اپنے گھر واپس جا سکیگا۔ اور نہ اس کا کوئی موقع ہوگا کہ تو اپنے عمل میں کچھ زیادتی کر سکے موت سے پہلے زندگی کو غنیمت سمجھ مجبوری سے پہلے فرصت سے کام لو۔ اور قبل اس کے کہ تجھے عذاب دیا جائے اور عمل کا کوئی موقع نہ رہے عمل کر لے۔" یہ تحریر سلیمان بن داؤد کے زمانہ میں لکھی گئی تھی۔

ولید نے حکم دیا کہ یہ عبارت سونے کے حروف میں لاجوردی پتھر پر مسجد کی دیوار میں کندہ کر دی جائے۔

ربنا الله لا نعبد الا الله، امر ببناء هذا المسجد وهدم الكنيسة التي كانت فيه عبد الله الوليد امير المؤمنين في ذي الحجة سنة سبع وثمانين

(ترجمہ) اللہ ہمارا رب ہے ہم صرف اسکی پرستش کرتے ہیں۔ ذی الحجہ ۸۷ھ میں امیر المومنین عبداللہ الولید کے حکم سے مسجد تعمیر کی گئی اور کنیسہ اس جگہ قائم تھا اُسے منہدم کیا گیا۔ یہ عبارت ہمارے زمانہ یعنی ۳۳۲ ہجری میں موجود ہے۔

ایک مرتبہ حجاج ولید سے ملنے دمشق آیا ولید اس وقت اپنے کسی قصر میں

نزہت کے لیے گیا ہوا تھا جب سامنے آیا اور حجاج کی نظر اس پر پڑھی حجاج فوراً گھوڑے سے اُتر پڑا اور بڑھ کر اُس کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ اور اس کے جلو میں پیدل چلنے لگا زرہ، ترکش اور عربی کمان اس کے جسم پر تھی یہ دیکھکر ولید نے اُس سے کہا۔ اے ابو محمد سوار ہو جاؤ، حجاج نے کہا جناب والا مجھے اجازت دیجئے کہ میں جہاد میں اور زیادتی کروں کیونکہ ابن الزبیرؓ اور ابن الاشعث نے اب تک مجھے اپنے مقابلہ میں الجھائے رکھا تھا اور اس وجہ سے میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکا۔ ولید نے پھر حکم دیا کہ سوار ہو، حجاج سوار ہوگیا، اب ولید اپنے مکان آیا یہاں اس نے دریائی لباس اُتار کر معمولی کپڑے پہن لیے اسی حالت میں حجاج کو باریاب کیا اور بہت دیر تک باریاب رکھا، اثنائے گفتگو میں ایک چھوکری آئی اور اُس نے ولید کی طرف کچھ اشارہ کیا اور چلی گئی پھر آئی اور اشارہ کیا اور پھر چلی گئی۔ ولید نے حجاج سے پوچھا، جانتے ہو یہ کیا بات ہے۔ اُس نے کہا مجھے علم نہیں ولید نے کہا میری چچیری بہن ام البنین بنت عبد العزیز نے مجھے کہلا کر بھیجا۔ کہ آپ اس اعرابی کے ساتھ ایسی حالت میں کہ وہ پوری طرح مسلح ہے اور آپ صرف ایک کرتا پہنے ہوئے ہیں کیوں اتنی دیر سے بیٹھے ہوئے ہیں میں نے اُسے کہلا بھیجا کہ یہ حجاج ہے اس بات کے سننے سے اُسے اور خوف پیدا ہوگیا اور اس نے کہا کہ جس شخص نے ہزاروں بندگانِ خدا کو قتل کیا ہو میں اُسے آپ کے ساتھ تنہا بیٹھنا پسند نہیں کرتی۔ حجاج نے کہا۔ امیر المومنین آپ عورتوں کی ان چکنی چپڑی باتوں میں نہ آئیے یہ آپ کی تفریح کا باعث ہیں آپ پر مسلط نہیں کی گئی ہیں۔ اپنا کوئی راز ان سے نہ کہیے اور دشمن کے خلاف جو تدبیر آپ کرنے والے ہوں نہ اس سے انہیں اطلاع دیجئے، اسی طرح سوائے ان کی ذات کے دوسروں کے معاملات میں بولنے کا انہیں موقع نہ دیجئے نیز اپنے آپ کو ان کے بناؤ سنگار میں مشغول نہ کیجئے اور ہرگز اُن سے کوئی مشورہ نہ کیجئے کیونکہ اُن کی رائے ہمیشہ ضعف کی جانب ہوا کرتی ہے اور ان کا عزم پست ہوتا ہے۔ اپنے اور ان کے درمیان پردے حائل رکھیئے تاکہ وہ آپ کو ہر وقت دیکھ نہ سکیں، کسی ایک کو اپنے پاس اتنا رسوخ حاصل نہ کرنے دیجئے کہ وہ اپنی ذات کے علاوہ دوسروں کے

معاملات میں دخیل ہو یا یہ کہ اُسے کسی اور کی سفارش کرنے کی جُرأت ہو سکے۔ نہ ان کے ساتھ عرصہ تک ہم جلسہ ہوجیئے اور نہ خلوت کیجیئے ان باتوں پر عمل کرنے سے آپ کی عقل میں وقار بڑھیگا اور آپ کی برتری ظاہر ہوگی۔

اس گفتگو کے بعد حجاج اُٹھ کھڑا ہوا اور چلا آیا۔ ولید اُمّ البنین کے پاس آیا اور حجاج کی گفتگو اس سے بیان کی اس نے کہا امیر المومنین میں چاہتی ہوں کہ آپ اُسے حکم دیں کہ وہ کل میرے سلام کو حاضر ہو۔

ولید نے اسے منظور کر لیا دوسرے دن جب حجاج دربار میں حاضر ہوا تو ولید نے اُس سے کہا کہ تم اُمّ البنین کو جاکر سلام کر آؤ۔ حجاج نے کہا امیر المومنین آپ اس سے مجھے معاف رکھیں۔ ولید نے کہا تم کو ایسا کرنا پڑیگا مجبوراً حجاج اُمّ البنین کی ڈیوڑھی پر آیا بہت دیر تک انتظار کرانے کے بعد اسے بار ملا۔ جب یہ سامنے پہنچا تو اُمّ البنین نے اُسے کھڑا رہنے کا حکم دیا اور بیٹھنے کی اجازت نہیں دی۔ پھر اُس نے کہا کیوں رے حجاج تونے امیر المومنین سے باصرار ابن الزبیرؓ اور ابن الاشعث کے قتل کی اجازت حاصل کی! بخدا اگر اللہ کے علم میں یہ بات نہ ہوتی کہ تو اس کی مخلوق میں ذلیل ترین فرد ہے تو وہ کبھی تجھے اس ذلت میں مبتلا نہ کرتا کہ تو کعبہ پر پتھر برسائے یا ابن ذات النطاقین اور عہد اسلام میں سب سے پہلے پیدا ہونے والے شخص کو قتل کرے۔ اب رہا ابن الاشعث تو اُس نے تجھے اس قدر شکستیں دیں کہ تیرے ہوش وحواس گم ہوگئے اور تونے امیر المومنین عبد الملک سے امداد کی درخواست کی اور انھوں نے اہل شام سے تیری اس وقت مدد کی جب کہ تو سخت مصیبت میں گرفتار ہوچکا تھا اس وقت امیر المومنین نے تجھے دشمن کے نیزوں کے سایہ سے نکال لیا اور انکی گرفت سے تجھے نجات دلوائی اکثر ایسا ہوا ہے کہ امیر المومنین کی عورتوں نے جو مشک اپنی زلفوں سے جھاڑا وہ جمع کرکے بازاروں میں فروخت کرکے اس کی قیمت اسی مہاتی فوج کے وظائف میں صرف کی گئی جو تیری امداد کے لیئے روانہ کی گئی اگر ایسا نہ ہوتا تو آج تو کوڑی کے مول بھی نہ ہوتا، تونے امیر المومنین کو جو اس بات کا مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنی تمام لذتیں ترک کردیں یا اپنی بیویوں سے

کوئی لطف صحبت نہ اُٹھائیں تو یہ کیونکر ممکن ہے اگر وہ عورتیں ایسی ذلیل ہیں جیسی کہ تیری ماں تھی جس نے تجھ ایسا نفرا جنا تو وہ بے شک تیری بات کو ضرور قبول کرینگے اور اگر وہ عورتیں ایسی شریف زادیاں ہیں جنھوں نے امیرالمومنین جیسی ہستیاں پیدا کی ہیں تو وہ کبھی تیری نصیحت کو قبول نہیں کرینگے اور نہ اُسے جی لگا کر سنینگے' اس شاعر کا اللہ بھلا کرے جو گویا تجھے اُس وقت دیکھ رہا تھا جب کہ غزالہ خارجیہ کا بھالا تیرے جوڑوں میں دھنسا جاتا تھا اور اُس وقت اس نے یہ شعر کہے'

اسدٌ علی وفی الحروب نعامة　　فزعاء تفزع من صفیر الصافر
ھلا برزت الی غزالة فی الوغیٰ　　بل کان قلبك فی جناحی طائر

(ترجمہ) مجھ پر تو شیر ہے اور جنگ میں مادہ شتر مرغ جو ایسی خوف زدہ ہو کہ سیٹی سے بے حواس ہو جائے تو کیوں نہیں میدان جنگ میں غزالہ کے مقابل آیا؟ اس وقت تیرا دل ایک چڑیا کا ایسا ہو رہا تھا۔

اس کے بعد اُم البنین نے اپنی لونڈیوں کو حکم دیا کہ اسے نکالدو' وہاں سے نکل کر اسی وقت حجاج ولید کے پاس آیا ولید نے کہا کیا گذری' حجاج نے کہا امیرالمومنین انھوں نے مجھے وہ مسلسل صلواتیں سنائیں کہ بیچ میں ایک لمحہ کا وقفہ ہی نہیں لیا میں ایسا کھو یا گیا کہ چاہتا تھا کہ زمین پھٹے اور میں اس میں سما جاؤں۔

یہ سنکر ولید اس قدر ہنسا کہ اس کی پنڈلیاں نظر آگئیں پھر اس نے کہا اے ابو محمد جانتے ہو یہ عبدالعزیز کی صاحبزادی ہیں۔

اسی اُمّ البنین کی سخاوت و دلیری کے اور بہت سے قصّے ہیں جو ہم نے اپنی دوسری کتابوں میں بیان کیئے ہیں۔

امام زین العابدین کی وفات

۹۵ھ ہجری میں علی بن حسینؑ بن علیؓ بن ابی طالبؑ نے وفات پائی۔ یہ ولید کا عہد تھا اور یہ اپنے چچا حضرت حسنؑ کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن

کیے گئے۔ ستاون سال عمر پائی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اُن کی وفات ۹۴ سنہ ہجری میں ہوئی۔ امام حسینؓ کی جس قدر اولاد ہے وہ انھیں کے واسطے سے ہے۔ سجاد ذو الثفنات اور زین العابدین ان کے القاب تھے

مدائنی بیان کرتے ہیں کہ مرنے کے وقت ولید اپنے باپ عبدالملک کے پاس آیا اور مزاج پرسی کی، عبدالملک نے یہ شعر پڑھا ؎

ومشتغل عنا یرید بنا الردی — ومستعبرات والعیون سواجم

ایک وہ ہے جو ہمارا حال دریافت کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ ہی ہماری موت کا آرزومند ہے اور اسی وقت بہت سی نوحہ کرنے والی عورتیں ہیں کہ جن کے اشک حقیقی رنج وغم کی وجہ سے مسلسل جاری ہیں۔

پہلے مصرع کا اشارہ اُس نے ولید کی طرف کیا اور دوسرے مصرع پر اُس نے اپنا رُخ ولید سے پھیر کر اپنی عورتوں کی طرف اشارہ کیا جو زار وقطار رو رہی تھیں۔

عتبی اور دوسرے مورخ بیان کرتے ہیں کہ جب حالت نزع میں ولید نے عبدالملک کی مزاج پرسی کی تو عبدالملک نے یہ شعر پڑھا۔

کم عائد رجلا ولیس یعودہ — الا لینظر هل یراه یموت

(ترجمہ) ایک شخص کے کتنے عیادت کرنے والے ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ حقیقی طور پر اس کی عیادت کو نہیں آتے بلکہ صرف یہ دیکھنے آئے ہیں کہ آیا یہ مرگیا یا ابھی زندہ ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب ولید عبدالملک کے سرہانے رو رہا تھا تو عبدالملک نے اُسے دیکھا اور کہا یہ کیا ہے۔ کیا یہ فاختہ کی حنین ہے، جب میں مرجاؤں تو مستعد ہو جا اور ہتیار سجا کر باہر نکل۔ تیندوے کی طرح بے مروت بن جا۔ تلوار کندھے پر تیار رکھ۔ جو تیرے مقابلہ میں اُٹھے فوراً اس کی گردن مار دے اور جو چپ رہے تو وہ اپنی حسرت ہی میں مرجائیگا، اس کے بعد عبدالملک دنیا کی مذمت کرنے لگا اور اس نے کہا۔ تیری درازی کوتاہ ہے اور تیری زیادتی قلیل ہے۔ ہم ابتک تیرے دھوکے میں رہے ہیں، اس کے بعد اس نے اپنے سب بیٹوں کو مخاطب کرکے انہیں وصیت کی اور کہا کہ میں تم کو اللہ سے ڈرتے

رہنے کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ خوف الٰہی مستقل حفاظت کا ذریعہ ہے اور بچانیوالی ڈھال ہے، تقویٰ بہترین توشہ ہے اور آخرت میں سب سے افضل شئے ہے اور محفوظ تر جائے پناہ ہے۔ تم میں جو بڑا ہے اُسے چھوٹے پر مہربانی کرنا چاہیئے۔ اور جو چھوٹا ہے اسے بڑے کا ادب لازم ہے، سینے کینوں سے صاف رکھو اور صرف نیک کام کرو۔ سازش اور حسد سے بچتے رہنا۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے تمام گذشتہ سلاطین اور معزز ترین لوگ تباہ و برباد ہوگئے، تمہارا بھائی مسلمہ تمہارا سامنے کا دانت ہے اور تمہاری ڈھال ہے جس کے ذریعہ تم اپنی حفاظت کر سکو گے۔ ہر معاملہ میں اُس کی رائے لے لینا، حجاج کی عزت کرنا کیونکہ اس حکومت کو اسی نے تمہارے لیئے مستحکم کیا ہے، میری نیک اولاد بننا جنگ میں بہادری اور شرافت کا ثبوت دینا۔ نیکی کی مثال اور اس کے لئے مشعل راہ بننا وعلیکم السلام،

اس وصیت کے بعد بنی امیہ کے کسی اور سردار نے اوس کی مزاج پرسی کی اُس کے جواب میں عبد الملک نے یہ آیت تلاوت کی ولقد جئتمونا فرادیٰ کما خلقناکم اول مرۃٍ (الیٰ قولہٖ تزعمون) اور تم لوگ ہمارے پاس تنہا آئے جیسا کہ ہم نے پہلی مرتبہ تم کو پیدا کیا تھا، یہ آخری جملے تھے جو اُس کی زبان سے سنے گئے جب روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی تو ولید نے اس پر چادر ڈالدی پھر منبر پر بیٹھکر حمد وثنا کے بعد اس نے کہا نہ کبھی میں نے ایسی مصیبت دیکھی اور نہ ایسی خوشی ایک خلیفہ ہم سے جدا ہوگیا اور دوسرا خلیفہ بر سر خلافت آیا، میں مصیبت پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہوں اور اس نعمت پر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اس کے بعد اُس نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا سب نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور کسی نے اختلاف نہیں کیا، ۸۶ھ ہجری ولید کے عہد میں عبد اللہ بن العباسؓ بن المطلب نے انتقال کیا یہ ایک نہایت ہی فیاض اور بامروت شخص تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک سائل نے ان سے سوال کیا کہ کچھ دلوائیے دیکھئے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ عبید اللہ بن العباسؓ نے ایک سائل کو ایک ہزار درہم ایک وقت میں دئیے اور پھر بھی اُس سے زیادہ نہ دینے کی معذرت کی، اُنھوں نے کہا کہاں میں اور کہاں عبید اللہ بن العباسؓ۔ سائل نے کہا اس بات سے تمہاری کیا مراد ہے

شرافت خاندانی یا دولت اُنھوں نے کہا ان دونوں باتوں میں میں اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا، سائل نے کہا آدمی کا حسب اوس کی مروت اور نیکی ہے اگر تم ان پر کاربند ہوگے تو تم بھی شریف ہوجاوگے، یہ جواب سنکر اُنھوں نے ایک ہزار درہم اُسے دیئے اور معذرت بھی کی، سائل نے کہا اگر تم خود عبید اللہ نہیں ہو تو اب تم اُن سے بھی بہتر ہو اور اگر تم ہی عبید اللہ ہو تو تم آج اُس سے بہتر ہو جیسے تم کل تھے اس پر انھوں نے اُسے ایک ہزار اور دئیے سائل نے کہا اگر تم عبید اللہ ہو تو بے شک آج تمام زمانہ میں تم ایسا فیاض کوئی دوسرا نہیں اور میرا خیال ہے کہ تم ضرور اُس خاندان سے تعلق رکھتے ہو جس میں رسول اللہ صلعم پیدا ہوئے اب میں خدا کے واسطے آپ سے پوچھتا ہوں کیا آپ ہی عبید اللہ ہیں انھوں نے کہا ہاں میں عبید اللہ ہوں سائل نے کہا میرا خیال پہلے ہی ہوا تھا مگر پھر دل میں شک آگیا ورنہ یہ شکل وصورت اور منور چہرہ صرف نبی یا نبی کے خاندان والوں میں پایا جاتا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ امیر معاویہؓ نے پچاس ہزار درہم انھیں بھیجے اور ایک شخص کو خفیہ طور پر بھیجا کہ وہ دیکھے کہ یہ اُس روپیہ کا کیا کرتے ہیں۔ اس شخص نے امیر معاویہ سے آکر بیان کیا کہ اوھوں نے اُس رقم کو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں برابر برابر تقسیم کر دی اور خود بھی سب کے برابر ایک حصہ اپنے لئے لے لیا، امیر معاویہؓ کہنے لگے کہ اس واقعہ کو سنکر مجھے رنج بھی ہوا اور خوشی بھی ہوئی خوشی اس لئے ہوئی کہ یہ آخر عبد مناف ہی کے پوتے ہیں رنج اس لئے ہوا کہ یہ ابو ترابؓ کے میرے بہ نسبت زیادہ قریب کے عزیز ہیں،

مسعودی کہتے ہیں کہ عبید اللہ کے دونوں بیٹوں عبد الرحمان اور قثم کے قتل کئے جانے کے واقعہ کو ہم اپنی اسی کتاب میں پہلے بیان کر آئے ہیں نیز جس طرح ان کی ماں اُمّ حکیم جویریہ بنت قارظ بن خالد الکنانیہ نے ان کا مرثیہ لکھا ہے وہ بھی ہم ذکر کر چکے ہیں،

ایک مرتبہ یہ امیر معاویہؓ کے پاس آئے اوس وقت اون کے پاس بسر بن ارطاۃ العامری اُن کے بیٹوں کا قاتل بیٹھا ہوا تھا عبید اللہ نے اُس سے کہا

تو ہی اُن دونوں بچوں کا قاتل ہے اُس نے کہا ہاں ۔ عبید اللہ نے کہا میں چاہتا تھا کہ کاش کبھی میرا تیرا سامنا ہو جائے بُسر نے کہا اب ہو گیا کیا کرتے ہو ۔ عبید اللہ نے کہا کیا یہاں تلوار ہے بُسر نے کہا ہاں ہے یہ لو میری تلوار موجود ہے جب عبید اللہ تلوار لینے جھکے فوراً معاویہؓ اور دوسرے حاضرین دربار نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا اور تلوار نہ لینے دی پھر بُسر کی طرف مخاطب ہو کر کہا اللہ تجھ بڈھے کا بُرا کرے تیری عمر کی زیادتی کی وجہ سے تیری عقل جاتی رہی ہے تو نے ایک ہاشمی کے مجروح دل کو ٹھیس لگائی اور پھر اپنی تلوار بھی اُسے دیئے ڈالتا تھا تو اُن کے قلوب کی حالت سے ناواقف ہے بخدا اگر انھیں تلوار ملجاتی تو تجھسے پہلے وہ ہمارا کام تمام کرتے، عبید اللہ نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو بخدا میرا ارادہ یہ ہی تھا،

جب حضرت علیؑ کو معلوم ہوا کہ بُسر نے عبید اللہ کے بچوں عبدالرحمن اور قثم کو قتل کر ڈالا ہے تو آپ نے اُسے بد دعا دی اور کہا اے بار الہٰ تو اس کے دین اور عقل کو سلب کرتے چنانچہ یہی ہوا کہ یہ جب بڈھا ہوا تو اس کی عقل بالکل جاتی رہی اور دیوانہ ہو گیا، اُسے ہر وقت تلوار رکھنے کا سودا ہو گیا کسی وقت بھی وہ اُسے جدا نہیں کرتا تھا لوگوں نے ایک لکڑی کی تلوار اُسے بنا دی اور چمڑے کی مشک میں ہوا بھر کر اُس کے سامنے رکھدی یہ ہر وقت اُس مشک پر تلوار مارتا تھا جب وہ پھٹ جاتی تھی دوسری مشک رکھدی جاتی تھی اُسی دیوانے پن میں تلواریں مارتا ہوا مر گیا، بالکل پاگل ہو گیا تھا انسانی فضلہ سے کھیلتا تھا اور بسا اوقات کھا جاتا تھا اگر اس نے دیکھا کہ کوئی شخص اسے یہ حرکت کرتے دیکھ رہا ہے تو اُس سے کہتا دیکھو دیکھو عبید اللہ کے دونوں بچے کس طرح مجھے کھلا رہے ہیں، اس حرکت سے روکنے کے لئے کبھی کبھی اُس کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے جاتے اسی حالت میں ایک دن اس نے وہیں میٹھے بیٹھے پاخانہ کر دیا اور پھر خود جھک کر اپنے منہ سے گوہ کھانے لگا لوگ دیکھکر روکنے کے لئے دوڑے تو کہنے لگا تم مجھے اس سے روکتے ہو حالانکہ قثم اور عبدالرحمن مجھے یہ کھلاتے ہیں غرض کہ اسی حالت میں ۹۶ھ ہجری میں یہ ولید کے عہد خلافت میں مر گیا ۔

نیز اسی سنہ میں عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الہذلی نے انتقال کیا، عتبہ رض مہاجرین میں سے تھے یہ عبداللہ بن مسعود بن عاقل بن حبیب بن شمخ بن مخزوم بن صبیح بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار کے بھائی تھے، عہد جاہلیہ میں صبیح بن کاہل بن الحارث رئیس تھا اس عبداللہ بن عتبہ کے صاحبزادے عبیداللہ بڑے زبردست عالم تھے۔

امام زہری فرماتے ہیں میرا خیال ہوا کہ اب میں نے علم حاصل کر لیا ہے اس بھروسہ پر میں عبید اللہ بن عبداللہ کی مجلس علم میں شریک ہوا معلوم ہوا کہ وہ سمندر ہیں۔

سعید بن جبیر کا قتل

سنہ ۹۴ ہجری میں حجّاج نے سعید بن جبیر کو قتل کر دیا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب یہ اس کے سامنے آئے تو حجّاج نے ان کا نام پوچھا انھوں نے کہا سعید بن جبیر حجّاج نے کہا یہ نہیں بلکہ شقی بن کسیر، سعید نے کہا میرا باپ میرے نام سے تیرے مقابلہ میں زیادہ واقف تھا حجاج نے کہا تو بھی شقی ہے اور تیرا باپ بھی شقی ہے، سعید نے جواب دیا یہ غیب ہے اور تیرے سوا دوسری ذات ہے جو غیب سے واقف ہے، حجاج نے کہا اس دنیا کے عوض میں تجھ کو بھڑکتی ہوئی آگ میں پہنچاتا ہوں، سعید نے کہا اگر میں جانتا کہ یہ بات تیرے ہاتھ میں ہے تو میں سوائے تیرے کسی اور کو اپنا معبود نہ بناتا، حجاج نے کہا خلفاء کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو، سعید نے کہا میں اُن کا وکیل نہیں ہوں کہ ضرور جواب دوں، حجاج نے کہا اچھا تم ہی بتاؤ کہ کس طرح تم کو قتل کیا جائے انھوں نے کہا اے بدبخت تو ہی آج اپنے لئے طریقہ قتل اختیار کر کیونکہ جسطرح تو آج مجھے قتل کرے گا اُسی طرح میں فردائے قیامت میں تجھے قتل کروں گا،

حجاج نے اُن کے قتل کا حکم دیدیا۔ لوگ قتل کرنے کے لئے لے چلے جب یہ دربار سے پھرے تو ہنسے حجاج کے حکم سے دربار میں واپس لائے گئے حجاج نے ہنسی کی وجہ پوچھی اُنھوں نے کہا میں اس بات پر متحیر ہوں کہ تو اللہ کے مقابلہ میں اس قدر جرات کر رہا ہے مگر خداوند عالم تیرے مقابلہ میں حلم برت رہا ہے، حجاج کے حکم سے انھیں ذبح کیا گیا جب اُنھیں اوندھا کیا گیا تو انھوں نے کلمہ شہادت اشھدان لاالٰہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہ وان محمد عبدہٗ ورسولہ پڑھا اور یہ بھی کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ حجاج مومن نہیں ہے اے خداوندا میرے بعد تو حجاج کو یہ موقع نہ دینا کہ وہ کسی اور کو قتل کر سکے، سعید کو ذبح کرکے اُن کا سر کاٹ لیا گیا اس واقعہ کے بعد حجاج صرف پندرہ راتیں اور زندہ رہا اس کے پیٹ میں آکلہ نکل آیا اور اسی سے وہ مرگیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سعید کو قتل کرنے کے بعد حجاج کہا کرتا تھا اے لوگو میرا اور سعید کا کیا ماجرا ہے جب میں سونا چاہتا ہوں وہ آکر میری گردن دباتا ہے

ولید بیمار ہوا اسے اطلاع ملی کہ سلیمان جو اس کے بعد ولی عہد خلافت تھا اُس کی موت کی تمنا کر رہا ہے ولید نے ایک خط اسے لکھا اس میں اس بات پر اپنی ناراضی کا اظہار کیا اور خط کے آخر میں یہ شعر لکھے۔

تمنی رجال ان اموت وان امت ⁂ فتلک سبیل لست فیھا باوحد

(ترجمہ) بہت سے لوگ ایسے ہیں جو میری موت کے متمنی ہیں حالانکہ اگر میں مرجاؤں تو یہ وہ راستہ ہے جس پر میں تنہا گامزن نہیں ہونگا

لعل الذی یرجو فنائی ویدعی ⁂ بہ قبل موتی ان یکون ھوالرد

(ترجمہ) ممکن ہے کہ جو میری موت کا آرزومند ہے اور اس سے پہلے ہی وہ خلافت کا مدعی ہے وہ خود ہی ہلاک ہوجائے

فما موت من قد مات قبلی بضائری ⁂ ولا عیش من قد عاش بعدی مخلد

(ترجمہ) مجھ سے پہلے مرنے والوں کی موت سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا اور نہ وہ لوگ جو میرے بعد زندہ رہیں گے ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں

منیتہ تجری لوقت وحتفہ ⁂ ستلحقہ یوماً علی غیر موعد

(ترجمہ) جو پہلے سے مقدر ہے وہ اپنے وقت پر نافذ ہوگا مگر کبھی ناگہانی موت بغیر مقررہ وقت کے بھی آجاتی ہے

سلیمان نے اس کا جواب دیا۔" امیرالمومنین کے خط کے مضمون سے میں آگاہ ہوا

بخدا اگر میں نے اس کی تمنا کی بھی ہوتی تب بھی یہ بات میرے دل میں کبھی نہیں آئی کہ میں اُس امر کا والی نہیں ہونگا جو میرے لئے متحقق کر دیا گیا ہے یا یہ کہ میں اپنے جائز حق سے محروم کر دیا جاؤں گا ایسی شکل میں مجھے اس مدت کے ختم ہونے کی کیونکر آرزو ہو سکتی ہے جس کے متمنی کا قیام اس عالم میں مسافروں کے سرائے میں قیام کرنے سے زیادہ نہیں، جو اطلاع جناب کو پہنچی ہے اس کا اظہار کسی طرح میری زبان یا اشارے سے نہیں ہوا، جب کبھی بھی امیر المومنین سے غیر صادق سخن چور اس قسم کی باتیں بیان کریں تو امیر المومنین کو چاہیے کہ دوسروں کی نیتوں پر شبہ کرنے یا اعزا اور اقربا سے قطع تعلق کرنے میں تامل فرمائیں۔" خط کے آخر میں سلیمان نے یہ شعر لکھے،

ومن لم یغمض عینہ عن صدیقہ ۔ وعن بعض ما فیہ یمت وھو عاتب

ومن یتتبع جاھدا کل عثرۃ ۔ یجدھا ولم یسلم لہ الدھر صاحب

(ترجمہ) جو شخص کہ اپنے دوست کی کمزوریوں سے نظر نہ ہٹائے گا اور انھیں معاف نہ کر دے گا بلکہ ہر لغزش کی تلاش جاری رکھے گا تو اُسے ضرور ایسی لغزش مل جائے گی اور نتیجہ یہ ہوگا کہ زمانہ میں اس کا کوئی دوست باقی نہ بچیگا

ولید نے جواب میں لکھا "تم نے بہت عمدہ معذرت لکھی میں نے اُسے قبول کیا میں تم کو قول و عمل میں صادق سمجھتا ہوں، جو کچھ تم نے اپنے متعلق اپنی معذرت میں لکھا ہے وہ تمھاری حالت سے اشبہ ہے اور جو کچھ تمھارے بارے میں کہا گیا وہ تمھارے سیرت سے بعید تر ہے والسلام

ولید اپنے بھائیوں پر بہت مہربان تھا جو وصیتیں عبدالملک نے اس سے کی تھیں ہمیشہ ان کا خیال رکھتا، وہ اکثر عبدالملک کے اُن اشعار کو جو اُس نے اپنی وصیت لکھتے وقت اس کے ساتھ ولید کو لکھ بھیجے تھے پڑھا کرتا۔

انفوا الضغائن عنکم وعلیکم ۔ عند المغیب وفی حضور المشھد

(ترجمہ) آپس کی عداوتوں کو اپنے دلوں سے نکالدو اور سامنے اور پیچھے کسی کی برائی نہ چاہو۔

فصلاح ذات البین طول بقائکم ۔ ان مُدّ فی عمری وان لم یمدد

(ترجمہ) تم آپس کے تعلقات کو اچھا رکھو گے تمھاری بقا زیادہ ہوگی چاہے میں ابھی اور زندہ رہوں یا نہ رہوں

حتی تلین جلودکم وقلوبکم ۔ لمسود منکم وغیر مسود

(ترجمہ) تم میں جو سردار ہے اور جو نہیں ہے ان سب کے لئے تم اپنے اعضا اور قلوب کو نرم کر لینا۔

ان القداح اذا اجتمعن فرامها ✣ بالکسر ذوحنق وبطش بالید
عزت فلم تکسر وان ھی بددت ✣ فالوھن والتکسیر للمتبدد

(ترجمہ) جب تیر جمع ہوں اور اوس وقت کوئی کینہ پرور اور طاقتور دشمن اُن کے توڑنے کا ارادہ کرے تو وہ نہیں ٹوٹتے اور اگر وہ متفرق ہو گئے تو ان کی قسمت میں ذلت اور شکست لکھی ہوئی ہے۔

عبدالملک ہمیشہ اپنی اولاد کو نیک عمل اور حسن اخلاق کے اکتساب کی نصیحت کرتا رہتا تھا اُس نے کہا اے میرے بیٹو تمہارا حسن اخلاق تمہاری شرافت نسب ہے سخاوت کر کے اسے بچاتے رہنا کیونکہ اگر کسی کی حالت پر اعشیٰ کا یہ شعر صادق آجائے۔

تبیتون فی المشتی ملاء بطونکم ✣ وجاراتکم غرثی یبتن خمایصا

(ترجمہ) تم سردی کے زمانہ میں شکم سیر ہو کر رات بسر کرتے ہو حالانکہ تمہارے ہمسائے فاقہ سے رات گذارتے ہیں تو پھر کوئی تعریف اسے قابل ستائش نہیں بنا سکتی۔ اسی طرح جن لوگوں پر زبیر کا یہ شعر صادق آجائے انھیں کوئی ہجو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

علی مکثریھم حق من یعتریھم ✣ وعند المقلین السماحۃ والبذل

(ترجمہ) اُن کے دولتمندوں پر اُن کے سائلوں کا حق ہے اور جو اُن کے غریب ہیں اون میں بھی توفیق اور مہمان نوازی ہوتی ہے۔

ایک دن ولید خطبہ کے لئے منبر پر بیٹھا تھا کہ اُسے ناقوس کی آواز آئی اُس نے دریافت کیا کہ یہ کہاں سے آواز آتی ہے لوگوں نے کہا گرجے سے، ولید نے حکم دیا کہ اُسے منہدم کر دیا جائے اور خود بھی اُس کے گرانے میں شریک ہوا یہ دیکھ کر تمام لوگ اُس کے منہدم کرنے میں مشغول ہو گئے، اس واقعہ کے متعلق رومی بادشاہ اخرم نے ولید کو لکھا کہ آپ کے اسلاف نے اُسے باقی رکھا تھا اگر ان کا طرز عمل اس بارے میں صحیح تھا تو آپ نے جو کچھ کیا یہ غلط ہوا اور اگر آپ کا طرز عمل درست ہے تو اون لوگوں نے غلطی کی، ولید نے اپنے درباریوں سے پوچھا کون شخص اس کا جواب دے گا، فرزدق نے کہا میں جواب لکھتا ہوں چنانچہ اس نے اُس کے جواب میں کلام پاک کی یہ پوری آیت لکھ بھیجی۔ ففھمنٰھا سلیمان وکلاً اٰتینا حکماً وعلماً۔ آخر آیۃ تک۔

(ترجمہ) ہم نے وہ بات سلیمان کو سمجھا دی اور ہم نے اُن دونوں کو (داؤد و سلیمان علیہما السلام) حکومت اور علم عطا فرمایا۔

حجاج کی موت

۹۵ھ ہجری میں ۵۴ سال کی عمر میں حجاج نے واسط میں انتقال کیا،

بیس سال اس نے امارت کی اس کی لڑائیوں اور مہموں میں جو لوگ مارے گئے ان کے علاوہ اس نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں کو بے لبسی کی حالت میں اپنے عہد حکومت میں قتل کیا، جب وہ مرا ہے اس وقت پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار عورتیں اُس کی قید میں تھیں ان میں سے سولہ ہزار عورتیں بالکل برہنہ رکھی گئی تھیں مرد اور عورتوں کے لئے ایک ہی جیل تھا اور اُن پر کوئی چھت یا سایہ نہ تھا جو قیدیوں کو گرمی میں دھوپ سے اور سردی میں بارش اور پالے سے بچاتا۔ اس کے علاوہ اور بھی طرح طرح کے عذاب لوگوں کو دیتا تھا جن کا ذکر ہم نے اپنی کتاب الاوسط میں کیا ہے ۔ ایک دن جمعہ کی نماز کے ارادے سے اپنے محل سے سوار ہو کر چلا راستے میں نہایت سخت شور و غوغا سنا پوچھا کیا ہے لوگوں نے کہا یہ قیدی ہیں جو اپنی ناقابل برداشت مصائب کی وجہ سے آہ و زاری کر رہے ہیں، حجاج نے اُن کی طرف رُخ کر کے کہا تم اسی میں مرو اور کوئی شکایت نہ کرو، بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج اسی جمعہ کو مر گیا اور اس کے بعد اُسے دوسری سواری نصیب نہ ہو سکی۔

مسعودی کہتے ہیں کہ حجاج کے اقوال میں سے سب سے بہتر اُس کا مقولہ یہ ہے جو میں نے کتاب عیون البلاغات میں مذکور دیکھا ما سلبت نعمة الا بکفرھا ولا تمت الا بشکرھا ۔ (کوئی نعمت واپس نہ لی گئی مگر اس کے کفران کی وجہ سے اور پوری نہیں ہوئی مگر اس پر شکر کرنے سے)

حجاج نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے یہاں شادی کی تھی (ام کلثوم سے) عبداللہ نے اپنی غربت اور افلاس کی وجہ سے اپنی لڑکی حجاج سے بیاہ دی ہم نے یہ تمام قصہ اپنی کتاب انبار الزمان میں نقل کیا ہے نیز اس شادی پر ابن القریہ نے حجاج کو جو تہنیت دی اس کا بھی ذکر کیا ہے ۔

یہ عبداللہ بن جعفر اپنی انتہائی سخاوت میں مشہور تھے جب مفلس ہو گئے تو ایک جمعہ میں مسجد جامع میں وہ یہ دعا کرتے ہوئے سنائی دئیے "اے اللہ تو نے مجھے ایک بات کا خوگر بنا دیا تھا اور میں نے تیرے بندوں کو اس کا عادی کر دیا تھا پس اگر تو نے مجھے دینا چھوڑ دیا ہے تو اب مجھے زندہ نہ رکھ" عبداللہ اسی جمعہ کو انتقال کر گئے، یہ عبدالملک کے عہد کا واقعہ ہے۔ ابان بن عثمانؓ نے ان کی نماز جنازہ

پڑھائی۔ مکہ میں انتقال ہوا مگر بعض ارباب سیر نے مدینہ بیان کیا ہے، یہ ۸۰ ہجری کا واقعہ ہے اسی سنہ میں وہ زبردست تباہ کن سیلاب مکہ میں آیا جس میں پانی رکن کعبہ تک پہنچ گیا اور ہزاروں حاجی اُس کی نذر ہوگئے، مرنے کے وقت عبداللہ کی عمر ۹۰ سال کی تھی یہ حبشہ میں پیدا ہوئے تھے جہاں ان کے باپ جعفر ہجرت کر کے جا رہے تھے، بیان کیا گیا ہے کہ یہ اُس سال پیدا ہوئے تھے جس سال رسول اللہ صلعم نے وفات پائی۔ بعض لوگوں نے اس کے خلاف بیان کیا ہے۔

مُبرّد۔ مدائنی۔ عتبی وغیرہ اہل سیر نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن جعفر کی حد سے زیادہ فیاضی پر لوگوں نے انھیں ملامت کی اُس کے جواب میں انھوں نے کہا میرے ساتھ اللہ کی یہ عادت ہوگئی ہے کہ مجھے دیتا رہے اور میں نے اپنی یہ خو بنالی ہے کہ میں اس کے بندوں کو دیتا رہوں اس لئے میں اب اُسے برا سمجھتا ہوں کہ اپنی عادت ترک کر دوں اور اس طرح اللہ اپنی عادت ترک کر دے۔

معاویہؓ کے پاس آنے کے ارادے سے عبداللہ شام روانہ ہوے ان کے دمشق پہنچنے سے پہلے عمرو بن العاص کو ان کے آنے کی اپنے ایک مولی کے ذریعہ جو حجاز سے عبداللہ کا ہم سفر تھا اور ان سے دو منزل پہلے دمشق آگیا تھا اطلاع ہوگئی۔ عمرو معاویہؓ کے پاس آئے اُس وقت اُن کے دربار میں قریش کی ایک جماعت جس میں بنو ہاشم اور دوسرے لوگ تھے موجود تھی اُس میں عبداللہ بن الحارث بن عبدالمطلب بھی تھے عمرو نے کہا تمھارے پاس ایسا شخص آرہا ہے جس کی تمنائیں بڑی ہیں جو ہمیشہ دولت حاصل کرنے کا خواہش مند رہتا ہے، جو دکھاوے کے لئے اپنے سلف کے نقش قدم پر چلتا ہے اور اس طرح عزت و شرف حاصل کرنا چاہتا ہے،

یہ سنکر حارث کو غصہ آیا اس نے عمرو سے کہا تم نے جھوٹ کہا یہ صفت تمھاری ہے عبداللہ ایسے نہیں ہیں بلکہ وہ ہر وقت اللہ کی یاد کرتے رہتے ہیں اس کے امتحان و ابتلا پر شکر کرتے ہیں خیانت سے گریزاں ہیں مھذب ہیں شریف دسخی ہیں سردار ہیں حلیم ہیں اگر وہ خود گفتگو کی ابتدا کریں تو اس میں اصابت ہوتی ہے اگر اُن سے سوال کیا جائے تو وہ اس کا شافی جواب دیتے ہیں تقریر سے عاری نہیں نڈر ہیں مگر اسی کے ساتھ فحش کلام بھی نہیں اُن کی مثال جری اور بہادر شیر ببر

کی ہے اور شمشیر بُرّاں ہیں اور بڑے سردار ہیں، یہ اُن لوگوں میں نہیں ہیں جن کے
بارے میں قریش کے اشرار نے جھگڑا کیا ہو اور پھر اُن کے پڑوسیوں نے اُس پر
قبضہ کر لیا ہو جس کی وجہ سے وہ شخص اپنے حسب ونسب میں سب سے بدتر اور
ذلیل تر ہو گیا ہو اور اس کی وجہ سے ذلیل اور قلیل لوگوں کی پناہ لیتا ہو، مجھے
بھی تو معلوم ہو کہ وہ کونسی شرافت ہے جس کی طرف تو اپنی نسبت کرنا چاہتا ہے
اور کس برتے پر تتا پانی، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ نہ تیرے ہاتھ پاؤں تیرے قبضہ میں
ہیں اور نہ تیری زبان تیرے قبضہ میں ہے حکومت کی صلاحیت اور بزرگی میں
عبداللہ کا رتبہ اس قدر نمایاں ہے کہ ابن ابی سفیان کو لازم تھا کہ وہ قریش کی
عزت پر اس طرح بیباکانہ حملہ کرنے سے تجھکو روک دیتا، تیری مثال اُس
بچّو کی ہے جو اپنے بھٹ میں بیٹھا ہو، حالانکہ تو قریش کی عزت و شرافت کا کسی طرح
مماثل نہیں مگر کیا کیا جائے کہ تجھے ایک ایسے خونخوار شیر نے جو اپنے برابر والوں اور
اسپ شتروں کو چیر پھاڑ ڈالتا ہے اس کے لئے لگا دیا ہے۔

عمرو نے کچھ کہنا چاہا مگر معاویہ نے اسے روک دیا، عبداللہ بن الحارث نے
کہا "انسان اپنے ہی اوپر رحم کرتا ہے بخدا میری زبان تیز ہے میرا جواب حاضر
ہے اور میری بات کڑوی ہے اور میرے انصار یہاں موجود ہیں یہ سنتے ہی معاویہ
مجلس سے اٹھ گئے اور تمام دربار برخواست ہو گیا۔

ان عبداللہ بن جعفر کی سخاوت وکرم کے بہت سے واقعات ہیں جن کو
ہم نے تفصیل سے اپنی کتابوں اخبار الزمان اور اوسط میں نقل کیا ہے، حجاج
نے محض آل ابی طالب کو ذلیل کرنے کیلئے ان کے ہاں شادی کی تھی،

حجاج نے اپنے ایک معروضہ میں قطری اور اس کے خارجیوں کی شورش کی
بڑی خوفناک تصویر عبدالملک کے سامنے پیش کی عبدالملک نے جواب میں لکھا،
میں تلوار کی سفارش کرتا ہوں اور وہ ہی ہدایت تم کو دیتا ہوں جو بکری نے
زید کو دی تھی، حجاج اس جملہ کا مطلب نہیں سمجھا اور اس نے کہا کہ جو اسے
سمجھائے گا اُسے دس ہزار درہم انعام دوں گا، اسی اثناء میں ایک حجازی
حجاج کے کسی عامل کی شکایت کرنے اس کے پاس آیا حجاج نے اُس سے اس جملہ کا

مطلب دریافت کیا اس نے کہا ہاں جانتا ہوں حجاج نے کہا مجھے بتاؤ اور میں تجھ کو دس ہزار درہم دینے کے لئے آمادہ ہوں اس نے کہا لاؤ اور پھر اس نے یہ شعر پڑھے ۔

اقول لزید لا تثیر فانھم ؛ یرون المنایا دون قتلک او قتلی

فان وضعوا حربا فضعھا وان ابوا ؛ فشب وقود النار بالحطب الجزل

وان عضت الحرب الضروس بنابھا ؛ فعرضۃ حد السیف مثلک و مثلی

(ترجمہ) میں زید سے کہتا ہوں کہ تو نہ بڑبڑا کیونکہ اُن کی آرزو ہی یہ ہے کہ وہ مجھے قتل کریں یا تجھے، اگر وہ جنگ سے رُکیں تو بھی رک جانا اگر وہ اس سے انکار کریں تو ۔ پھر آتش جنگ کے شعلوں کو بڑے بڑے لکڑوں سے مشتعل کرتا جائے اور اگر جنگ نہایت شدید و خونریز شکل اختیار کرے تو اس سے خوف کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تلوار کا نشانہ یا تو ہو سکتا ہے یا میں ہو سکتا ہوں ۔

حجاج کہنے لگا امیر المنین نے سچ کہا اور بکری نے بھی سچ کہا پھر اُس نے مہلب کو لکھا کہ امیر المومنین نے مجھے وہ ہدایت کی ہے جو بکری نے زید سے کی تھی اور میں تم کو وہ وصیت کرتا ہوں جو حارث بن کعب نے اپنے بیٹوں کو کی تھی مہلب نے وہ وصیت اٹھا کر دیکھی اس میں مسطور تھا:" اے میرے بیٹو متحد رہنا متفرق نہ ہونا کیونکہ تفریق وہ بلا ہے جو ہلاکت سے پہلے ہلاک کر دیتی ہے، قوت وعزت کی حالت میں مرنا ذلت و کمزوری کی زندگی سے بہتر ہے، مہلب نے کہا بکری اور حارث دونوں صادق ہیں،

عبد الملک نے حجاج کو لکھا کہ اب تو آل ابی طالب کے خون بہانے سے مجھے بچا کیونکہ اس کی وجہ سے سارے ملک میں آل حرب کی طرف سے بددلی و نفرت پھیل گئی ہے چنانچہ اس کے بعد حجاج محض حکومت کے زوال کے خوف سے نہ کہ اللہ سے ڈر کر آل ابی طالب کے قتل سے بچتا رہتا تھا ۔

لیلےٰ اخیلیہ حجاج کے پاس آئی اور اس نے کہا" میں امیر کے لئے اللہ کی رحمت و برکت کی خواہاں ہوں میں اس لئے آئی ہوں تاکہ قحط کے ستائے ہوؤں، امساک باراں، شدت سرما اور قحط کی تکلیفوں کو بے اثر کر دوں ۔ حجاج نے پوچھا زمین کی کیا حالت ہے اُس نے کہا زمین لرزہ بر اندام ہے، گھاٹیاں غبار آلود ہیں ۔ امیر فقیر ہو گئے ہیں کنبہ والے پاگل ہو رہے ہیں اور کم معاش والوں کے ہوش و حواس گم ہیں، تمام مخلوق قحط میں مبتلا ہے اور ہر وقت اللہ کی رحمت کی منتظر ہے حجاج نے پوچھا میری کس ہوئی

پاس قیام کروگی؟ لیلےٰ نے کہا نام بتائیے، حجاج نے کہا میری ایک بیوی ہند بنت المطلب ہے اور دوسری ہند بنت اسماء بن خارجہ ہے، لیلےٰ نے آخرالذکر کو پسند کیا اور اسی کے پاس قیام پذیر ہوئی جب یہ اس کے پاس آئی تو اس نے محض اس خوشی میں کہ لیلےٰ نے اور بیویوں کے ہوتے ہوئے اپنے قیام کے لئے اسی کو پسند کیا تھا اتنا زیورا سے دیا کہ اس کے بوجھ سے وہ اُٹھ نہ سکی۔

عتبی اپنے باپ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ حجاج کا ایک بدوی عزیز صحرا سے اس کے پاس آیا۔ دیکھا کہ حجاج عاملانہ خدمتوں پر لوگوں کو مقرر کر رہا ہے اس بدوی نے حجاج سے کہا جناب والا مجھے کیوں نہ آپ کسی ایک متمدن مقام کا والی بنا دیتے، حجاج نے کہا وہ لوگ نوشت وخواند اور حساب جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے اس پر بدوی کو غصہ آگیا اور کہنے لگا کیوں جناب یہ کیا بات ہے بخدا میں شرافت خاندان میں اُن سے افضل ہوں اور زیادہ تیز دست ہوں، حجاج نے کہا اگر واقعی تم ایسے ہو جیسا کہ بیان کرتے ہو تو ذرا تین درہموں کو چار میں تقسیم کر دو، اب وہ بدوی یہ سنکر برابر ان الفاظ کو دہراتا رہا کہ "تین درہم کو چار آدمیوں میں تقسیم کرو" اور کہتا کہ ہر ایک کو ایک ایک دے کر چوتھے کے لئے کچھ نہیں بچتا۔ پھر اس نے حجاج سے پوچھا کہ اے امیر کتنے آدمی ہیں اُس نے کہا چار ہیں بدوی نے کہا اب حساب ٹھیک ہوگیا میں ہر شخص کو ایک ایک درہم دیکر چوتھے آدمی کو اپنے پاس سے ایک درہم دیدوں گا یہ کہتے ہی اس نے اپنی ہمیانی پر ہاتھ مارا اور ایک درہم نکالکر کہا، آؤ جو چوتھا شخص ہے وہ یہ درہم لے بخدا میں نے ایسا ٹیڑھا حساب جیسا کہ آج ان متمدنین کے حساب سے سابقہ پڑا ہے کبھی نہیں دیکھا تھا یہ سنکر حجاج اور اُس کے تمام درباری اس قدر ہنسے کہ کسی ادب یا تہذیب کا پاس نہ رہا۔ حجاج نے کہا کہ اہل اصبہان نے تین سال سے پورا خراج ادا نہیں کیا ہے جو افسر مالگذاری وہاں بھیجا گیا انھوں نے اسے تنگ کر دیا اب اس اکھڑ بدوی کو ان پر مقرر کرتا ہوں اور میرا اندازہ یہ ہے کہ یہ اچھی طرح اپنے فرض کو انجام دیگا اور جو توقعات اس سے کی گئی ہیں انھیں پورا کرے گا، چنانچہ حجاج نے اسے اصبہان کا والی مقرر کر دیا۔

جب یہ عراق سے روانہ ہوا تو اصفہانی اس کے استقبال کو آئے۔ اس کے

تقریر سے بہت خوش ہو ہو کر ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے، اس کے ہاتھ پاؤں چومنے لگے اور اسے ناتجربہ کار جاہل سمجھ کر کہنے لگے کہ یہ اعرابی بدوی ہے بھلا اس سے کیا ہوگا۔

جب اس کے تملق وخوشامد میں حد سے گذر گئے تو اس نے کہا تم اپنے آپ کو مجھ سے علیحدہ رکھو، میرے ہاتھ پاؤں چومنا چھوڑ دو اور اس قسم کی ذلیل چاپلوسی کی حرکتیں میرے ساتھ مت کرو کیا جس کام کے لئے امیر نے مجھے یہاں بھیجا ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ تم اس میں مصروف رہو،

بہر حال جب یہ بدوی سرداری محل میں قیام پذیر ہو کر رس بس گیا اس نے اہالی شہر کو جمع کیا اور کہا آپ لوگ کیوں اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہیں، اپنے امیر کو ناراض کرتے ہیں اور مالگذاری ادا نہیں کرتے؟ ان کے مقرر نے کہا کہ آپ کے پیشروؤں کے مظالم کی وجہ سے، بدوی نے کہا تو اب کیا ہونا چاہیے جس میں تمہاری بہبودی ہو، انھوں نے کہا آپ ہمیں آٹھ ماہ کی مہلت دیں اس مدت میں ہم تمام روپیہ جمع کر کے ادا کر دیں گے اس نے کہا بجائے آٹھ کے میں دس ماہ کی مہلت دیتا ہوں مگر اس شرط پر کہ اس کے لئے دس ضامن دید ئے جائیں۔ دس آدمی ضمانت کے لئے پیش ہوئے اس نے اُن سے باقاعدہ ضمانت لیکر اُن سب لوگوں کو جانے کی اجازت دیدی۔

جب یہ مدت آخر ہونے لگی اور اس نے دیکھا کہ باوجود قربت وقت یہ لوگ بغیر کسی فکر وتردد کے مزے کر رہے ہیں اس نے تنبیہہ بھی کی مگر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا اور مدت گذر چکی اس نے سب ضامنوں کو بلایا اور روپیہ طلب کیا انھوں نے جواب دیا کہ آفت سماوی کی وجہ سے فصل خراب ہوگئی اس وجہ سے ہم اب تک مالگذاری نہ دے سکے، یہ طرز عمل دیکھکر باوجود رمضان اور روزہ کے اس نے قسم کھائی کہ جب تک میں روپیہ وصول نہ کر لونگا یا انھیں قتل نہ کر دوں گا افطار صوم نہیں کروں گا، ایک ضامن کو آگے بڑھا کر اس کی گردن اوڑا دی اس کے سر پر اس کا نام لکھکر "فلاں بن فلاں نے اپنی رقم ادا کر دی" اسے ایک تھیلی میں رکھدیا اور مہر لگا دی۔ پھر دوسرے کو آگے بڑھا کر اس کے ساتھ بھی یہ ہی سلوک کیا

جب ان ضامنوں نے دیکھا کہ مہر اوڑ اے جارہے ہیں اور بجائے اشرفیوں کے وہی تھیلیوں میں بند کر دئیے جاتے ہیں تو اب انھوں نے درخواست کی کہ آپ ہمیں ذرا سی مہلت دیں ہم تمام رقم ابھی لائے دیتے ہیں، اس نے انھیں مہلت دی اور انھوں نے فوراً باقی رقم ادا کر دی۔ حجاج اس واقعہ کو سنکر بہت خوش ہوا اس نے اپنے نسب پر فخر کیا کہ ہم آل محمد (اس کا دادا) ہیں ہماری سب اولاد نجیب ہے دیکھو اس اعرابی کے تقرر میں میری فراست کس قدر کامیاب ثابت ہوئی، یہ بدوی حجاج کی مدت تک اصبہان کا والی رہا۔

حجاج نے ابراہیم التیمی کو واسط میں قید کر دیا، جب اس کے جیل میں آیا تو ایک بلند مقام پر چڑھ کر اپنی پوری طاقت سے لوگوں کو للکارا اے اللہ کے عذاب کے مستحقین جو اس وقت اس کی دی ہوئی عافیت میں آرام سے بسر کرتے ہو، اے اللہ کی رحمت و عافیت کے مستحقین جو اس وقت اس کے امتحان میں مبتلا ہو صبر کرو، صبر کرو، سب نے جواب دیا لبیک لبیک، ہاں ٹھیک کہتے ہو ہاں ٹھیک کہتے ہو، یہ حجاج کی قید ہی میں مرگیا، حجاج نے ابراہیم النخعی کو گرفتار کرنا چاہا مگر وہ اس کی گرفت سے نکل گیا اور ابراہیم التیمی اس کے ہاتھ آگیا، اعمش بیان کرتا ہے کہ میں نے بعد میں ابراہیم النخعی سے پوچھا کہ جب حجاج تمہاری تلاش میں تھا تم کہاں تھے، اس نے یہ شعر پڑھا۔

عوی الذئب فاستانست بالذئب اذعویٰ ٭ وصوت انسان فکدت اطیر

(ترجمہ) جب بھیڑئے نے آواز لگائی تو میں نے اسے سُن لیا اور جہاں انسان کی آواز سنائی دی تو قریب تھا کہ میں اُڑ جاؤں۔ یعنے ایسے جنگلوں میں جہاں درندے تھے چھپ کر میں نے جان بچائی۔

حجاج نے ابن القریہ سے پوچھا سب سے اچھی عورت کونسی ہے اس نے کہا جس کے شکم میں لڑکا ہو، جس کی گود میں لڑکا ہو اور جس کے متعدد لڑکے اس کے ساتھ ہوں، حجاج نے پوچھا بُری عورت کون ہے؟ اس نے کہا ستانے والی ہر وقت شکایت کرنے والی اور خاوند کی ہر خواہش کی مخالفت کرنے والی، حجاج نے پوچھا تم کو کون عورت سب سے اچھی معلوم ہوتی ہے اس نے کہا گورے رنگ والی گداز بدن، دراز گردن سہل مزاج میانہ قامت، حجاج نے پوچھا تمھارے نزدیک

سب سے بری عورت کون ہے اس نے کہا دبلی سوکھی ہوئی، کوتاہ قامت، بڑی۔
حجاج نے کہا اچھا اُس عورت کی تعریف بیان کرو جو صورت و سیرت میں سب سے افضل ہو
اس نے کہا سب سے بہتر عورت وہ ہے جو گداز بدن ہو نازک اندام ہو، جس کے
اوپر کا دھڑ باریک ہو اور نیچے کا جسم خوب چوڑا چکلا ہو جس کے لب سرخ ہوں اور خوش خرام ہو
میانہ قامت ہو جس کے لانبے لانبے سیاہ چمکدار و نرم سر کے بال ہوں جس کے سُرین موٹے اور
اونگلیوں کی پورین بہت نرم ہوں اس کی اونگلیاں کنگھی کے درخت کی طرح لچکدار
ہوں، جب وہ کھڑی ہو تو ایسا معلوم ہو کہ ایک صاف و شفاف بادل کا ٹکڑا اٹھے،
ایسی عورت شوق کو بھڑکاتی ہے اور اپنی گردن کے اشارے سے عاشق مہجور کو
زندگی تازہ دیتی ہے۔

سلیمان بن عبد الملک

کے

عہد کے حالات

سنہ ۹۶ ہجری نصف جمادی الآخر بروز ہفتہ ولید نے وفات پائی اور اسی دن سلیمان بن عبد الملک کے لئے بیعت ہوئی سلیمان نے سنہ ۹۹ ہجری ۲۰ رجب جمعہ کے دن مرج دابق میں انتقال کیا دو سال آٹھ ماہ پندرہ راتیں اس کی مدت خلافت ہے۔ اونتالیس سال عمر پائی، اپنے بعد عمر بن عبد العزیز کو اپنا ولی عہد مقرر کیا، بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان نے سنہ ۹۹ ہجری ۱۰ رجب جمعہ کے دن وفات پائی اور اس کی مدت خلافت دو سال نو ماہ اور اٹھارہ دن ہوئی۔ اس قسم کا اختلاف تاریخ و سیر کی کتابوں میں پایا جاتا ہے ہم نے ان اختلافات کے لئے اپنی اس کتاب کا ایک باب علیحدہ کر دیا ہے۔ وہاں ہم یہ تمام اختلافات بیان کرینگے سلیمان کی عمر کے بارے میں بھی اختلاف ہے، بعض مورخین نے بنتالیس سال بیان کی ہے دوسروں نے پینتیس سال اور بعض نے اونتالیس بیان کی ہے جسے ہم نے یہاں اختیار کیا ہے میں نے خود دمشق میں بنو مروان کے اکثر شیوخ کو جس میں خود سلیمان کی اولاد بھی شامل ہے اور دوسروں کو یہ بھی بیان کرتے سنا ہے کہ سلیمان کی عمر اونتالیس سال ہوئی واللہ اعلم

سلیمان کی سیرت اور حالات

خلیفہ ہونے کے بعد سلیمان نے منبر پر چڑھکر تقریر کی جس میں حمد وثنا کے کے بعد اُس نے کہا " تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے جو چاہا بنایا، جو چاہا دیا جو چاہا روک لیا۔ جسے چاہا بلند کر دیا جسے چاہا پست کر دیا، اے لوگو یہ دنیا نمائش کذب وغرور کا مقام ہے یہ ہمیشہ پلٹتی رہتی ہے اپنے رونے والے کو ہنساتی ہے اور ہنسنے والے کو رلاتی ہے جو اس سے بے خوف رہتا ہے اُسے ڈراتی ہے اور جو اس سے ڈرتا ہے اسے امان دیتی ہے، امیر کو فقیر اور فقیر کو امیر کر دیتی ہے۔ اے لوگو کتاب اللہ کو اپنا امام بناؤ اسی کو اپنا حاکم رہنما اور رہبر بناؤ کیوں کہ کلام اللہ تمام سابقہ منزل من اللہ کتابوں کا ناسخ ہے مگر اُسے کوئی اور حکم منسوخ نہیں کر سکتا جس طرح سپیدۂ سحری ظلمت شب کو کافور کر دیتی ہے۔ اسی طرح کلام اللہ شیطان کے مکر وترغیب بے جا کو دور کر دیتا ہے" اس کے بعد وہ منبر سے اتر آیا اور لوگوں کو بیعت کرنے کی اجازت دی گئی اس نے تمام سابقہ عمال کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھا۔

خالد بن عبداللہ القسری حجاز کے والی کو اس کے منصب پر برقرار رکھا اس نے مکہ میں ایک نئی بات یہ کی تھی کہ کعبہ کے گرد دائرہ کی شکل میں صفیں قائم کی تھیں اس سے پہلے نماز میں صفیں اس طرح نہیں ہوتی تھیں جب کسی شاعر کے یہ شعر اس نے سُنے

یا حبذا الموسم من موقف ∴ وحبذا الکعبہ من مشھد

وحبذا اللاتی تزاحمنا ∴ عند استلام الحجر الاسود

(ترجمہ) وقوف کے لئے موسم حج کس قدر عمدہ ہے اور کعبہ کا اجتماع کیا خوب ہے، اور وہ عورتیں کیسی اچھی ہیں جو حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت ہم سے بھڑ جاتی ہیں۔

توخالد نے کہا اس کے بعد وہ کبھی اب مردوں سے مزاحم نہ ہوں گی اور حکم دیا کہ آئندہ سے طواف میں عورت مرد علیحدہ رہیں سلیمان بڑا کھاؤ تھا باریک ومنقش لباس پہنتا۔ اس کے زمانے میں یمن، عراق اور اسکندریہ میں نہایت عمدہ قلمکار بنتا تھا ہر شخص جبّے، چادریں، پائجامے عمامے اور ٹوپیاں منقش کپڑے کی پہننے لگا تھا، اس کے اہل خاندان اسی قسم کا لباس پہنکر اس سے ملنے آتے اسی طرح اس کے تمام بڑے اور چھوٹے عہدیدار، اہلکار اور شاگرد پیشہ سب کا یہی لباس ہوگیا تھا اور خود وہ بھی ہر حالت و جگہ میں چاہے گھر میں ہو یا سواری میں یا منبر پر اسی قسم کے کپڑے پہنتا۔ تمام خدمتگار یہاں تک کہ باورچی اسی قسم کے زرق برق لباس میں اس کے سامنے حاضر ہوتے، باورچی جامے وار کی صدریاں پہنتے اور سر پر ایک لانبی کام کی ہوئی ٹوپی پہنتے، سلیمان نے حکم دیا تھا کہ اسے کفن بھی اسی طرح کا دیا جائے، اوس کی روزانہ خوراک ایک سو رطل عراقی تھی۔

اکثر ایسا ہوا ہے کہ باورچی مرغ بریاں کی سیخیں اس کے پاس لائے اور اس وقت سلیمان نہایت قیمتی اور بھاری زربفت کا لباس پہنے ہوئے ہے چونکہ مرغ ابھی بہت گرم ہیں تو بے صبری میں اس نے اپنی بھوک کی شدت اور کھانے کی حرص میں اپنا ہاتھ اپنی آستین کے اندر کر لیا اور اس کے سہارے سیخ ہی پر سے مرغ کے ٹکڑے علیحدہ کرلیتا۔

اصمعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن رشید سے سلیمان کی بھوک کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ اپنی آستین کے سہارے سیخ پر سے مرغ بریان توڑ کر کھاتا تھا رشید نے کہا تم اُن کے حالات سے بہت باخبر ہو ایک مرتبہ بنی امیہ کے جبّے میرے روبرو پیش کئے گئے تھے جب میں نے سلیمان کے جبّے دیکھے تو دیکھا کہ اس کے ہر جبّہ کی آستین میں چکنائی کا اثر موجود ہے مگر میں اس کی وجہ نہیں سمجھ سکتا تھا اب تمہارے اس قصے کے بیان کرنے سے اس کی وجہہ معلوم ہو گئی۔ اس وقت پھر رشید نے حکم دیا کہ سلیمان کے جبّے توشہ خانہ سے لائے جائیں جب وہ لائے گئے تو ہم سب درباریوں نے انھیں غور سے دیکھا تو سب میں چکنائی کے آثار موجود تھے رشید نے ان میں سے ایک جبّہ مجھے عنایت فرمایا، اصمعی کا یہ حال

تھا کہ جب وہ یہ جبہ پہنکر نکلتے تو، لوگوں سے کہتے دیکھو یہ سلیمان کا جُبّہ ہے جو رشید نے مجھے پہنایا ہے،

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان ایک دن نہاکر حمام سے نکلا اوسے اس وقت نہایت شدید بھوک معلوم ہو رہی تھی مگر ابھی تک خاصہ تیار نہ تھا بیتاب ہوکر اس نے حکم دیا کہ جو نیم برشت ہوگیا ہو وہی حاضر کیا جائے چنانچہ بیس بوئے لائے گئے اس نے چالیس چپاتیوں سے اُن کے پیٹ کھائے پھر جب خاصہ تیار ہوکر آیا تو اپنے سب ندیموں کے ساتھ حسب معمول خوب شکم سیر ہوکر پھر کھانا کھایا معلوم ہوتا تھا کہ اس سے پہلے اس نے کچھ بھی نہیں کھایا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنی خوابگاہ میں مٹھائی کی ٹوکریاں رکھکر سوتا تھا جب نیند سے اُٹھتا تو سب سے پہلے اُس کا ہاتھ جس مٹھائی کی ٹوکری پر پڑتا اسے کھا لیتا؛ اسحاق بن ابراہیم بن الصباح بن مروان جو بنی امیہ کا مولی اور علاقۂ دمشق کے قصبۂ بلقا کا رہنے والا تھا جسے بنی امیہ کے واقعات خوب یاد تھے بیان کرتا ہے کہ اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک جمعہ کے دن سلیمان نے نہایت عمدہ لباس زیب تن کیا، عطر لگایا پھر ایک صندوق منگوایا جس میں عمامے رکھے تھے، اس کے ہاتھ میں آئینہ تھا اب اس نے یکے بعد دیگرے کئی عمامے باندھکر دیکھے آخر کار ایک عمامہ پسند آیا اس نے زیب سر کر کے اس کا شملہ پیچھے چھوڑا۔ عصا ہاتھ میں لے کر اپنے دونوں شانوں کو دیکھتا ہوا منبر پر متمکن ہوا۔ اس کے تمام خدم وحشم جمع ہوے جو تقریر کرنا چاہتا تھا اُسے اس خوبی سے ادا کیا کہ وہ اپنے آپ کو بھلا معلوم ہونے لگا اور کہنے لگا میں ایک جوان فرمانروا اور بڑا ہی فیاض و شریف رعب و ادب والا سردار ہوں، اسی حالت میں اس نے دیکھا کہ اس کی ایک لونڈی جسے یہ محبوب رکھتا تھا اس کے سامنے کھڑی ہے، سلیمان نے اس سے پوچھا تو امیر المومنین کو کیسا پاتی ہے اس نے جواب دیا آپ مرغوب خاطر اور آنکھ کی ٹھنڈک ہیں کاش کہ یہ نہ ہوتا جیسا کہ شاعر نے کہا ہے، سلیمان نے پوچھا وہ کیا ہے اس نے یہ شعر پڑھے۔

انت نعم المتاع لو کنت تبقیٰ ❊ غیر ان لا بقاء للانسان
لیس فیما بدا لنا منک عیب ❊ عابه الناس غیر انک فان

(ترجمہ) اگر تجھے بقا ہوتی تو بہترین نعمت تھا مگر کیا کیا جائے کسی انسان کے لئے بقا نہیں، خدا خوب جانتا ہے کہ آپ کی طرف سے ہمارے دل میں کوئی چیز نہیں کھٹکتی بجز اس کے کہ آپ فنا ہونیوالے ہیں
یہ سنکر اس کی انکھوں میں آنسو بھر آئے وہ روتا ہوا سب کے سامنے آیا
جب اپنا خطبہ ختم کر چکا اور نماز سے فارغ ہوگیا تو اس نے اسی لونڈی کو جس نے اس کے سامنے آکر یہ شعر سنائے تھے بلاکر پوچھا کہ کیوں تو نے یہ باتیں مجھسے کہیں اس نے کہا بخدا آج تو میں نے نہ امیر المومنین کی صورت دیکھی اور نہ میں آپ کے سامنے آئی، سلیمان کو یہ سنکر بڑا اچنبھا ہوا اس نے لونڈیوں کی منتظمہ کو بلا کر اسکی تصدیق چاہی اس نے اس لونڈی کے بیان کی تصدیق کی اس سے سلیمان خوفزدہ ہوگیا اور پھر اس نے تمام لذتیں ترک کر دیں اور اس کے کچھ ہی مدت کے بعد اس نے داعی اجل کو لبیک کہا،
سلیمان کہا کرتا تھا ہم نے اعلیٰ غذا کھائی عمدہ کپڑا پہنا، بہترین گھوڑے پر سواری کی اور کوئی لذت باقی نہیں جو پوری نہ ہوئی البتہ کوئی مخلص دوست نہ ملا جس سے بغیر کسی اندیشہ کے اپنا دلی راز بیان کیا جا سکتا،
یزید بن ابی مسلم حجاج کا میر منشی اور زبردست رسوخ یافتہ بیڑیوں میں جکڑا ہوا سلیمان کے سامنے پیش کیا گیا، سلیمان کی نظر جب اس پر پڑی اس نے اس کی تحقیر کی اور کہا اللہ کی اس پر لعنت ہو میں نے آج تک ایسا بڑا آدمی نہیں دیکھا جیسا کہ حجاج تھا جس نے کہ تجھے اپنے مشورہ اور حکومت میں شریک کیا، یزید نے کہا آپ ایسا نہ فرمائیں آپ نے مجھے اس وقت دیکھا ہے جب کہ میرا اقبال ختم ہو رہا ہے اور آپ کا اقبال بام عروج پر ہے اگر آپ میرے عروج کے وقت مجھے دیکھتے تو بجائے حقارت و تذلیل کے میری عزت و عظمت کرتے، سلیمان نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو اچھا بیٹھ جاؤ، جب وہ اطمینان سے بیٹھ گیا تو سلیمان نے اس سے کہا کہ میں نے تم کو اس لئے بلایا ہے کہ تم مجھے بتاؤ کہ حجاج کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے اور تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ اب جہنم کی طرف گرا چلا جاتا ہوگا یا اب جہنم میں پہنچ گیا ہوگا، یزید نے کہا امیر المومنین آپ حجاج کے متعلق ایسا خیال نہ فرمائیں کیونکہ اس نے آپ لوگوں کے ساتھ اپنی انتہائی خیر خواہی صرف کی آپ کی خاطر

اپنا خون بہایا، جو آپ کا دوست تھا اسے اس نے امان دی آپ کے دشمن کو اس نے خایف کر دیا اور قیامت کے دن وہ ضرور آپ کے باپ عبدالملک کے داہنے اور آپ کے بھائی ولید کی بائیں جانب ہوگا اب آپ جہاں چاہیں اُسے سمجھیں یہ سنتے ہی سلیمان چیخ اُٹھا تجھ پر اللہ کی لعنت ہو نکل جا۔ پھر اُس نے اپنے دوسرے درباریوں سے کہا اللہ اس کا بُرا کرے اس کے اخلاق دیکھتے ہو کہ اس نے اپنا اور اپنے دوست کا کیسا عمدہ حق ادا کیا پھر اس کے رہا کر دینے کا حکم دیدیا ابو حازم الاعرج سلیمان سے ملنے آئے سلیمان نے اُن سے کہا اے ابو حازم اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم موت کو بُرا جانتے ہیں انھوں نے جواب دیا اس لئے کہ تم نے دنیا کو آباد کیا ہے اور آخرت کو ویران کیا ہے اس لئے تم آبادی سے ویرانے میں جاتے ہوئے گھبراتے ہو، سلیمان نے پوچھا کیونکر اللہ کے سامنے جانا ہوگا انھوں نے کہا نیک بندوں کے لئے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی شخص تھوڑی دیر کے لئے باہر چلا جاتا ہے اور پھر خوشی خوشی اپنے اہل و اعزا کے پاس واپس آتا ہے اور بدکاروں کی مثال بھگوڑے غلام کی ہے کہ وہ بہت ہی خوف زدہ اور غمگین اپنے آقا کے سامنے آتا ہے، سلیمان نے پوچھا سب سے بہتر عمل کیا ہے انھوں نے کہا فرائض کا ادا کرنا محارم سے بچنے کے ساتھ ساتھ سلیمان نے پوچھا سب سے بہتر بات کیا ہے انھوں نے کہا اس شخص کے سامنے جس سے تم کو خوف بھی ہے اور توقعات بھی ہیں کلمہ حق کہنا، سلیمان نے پوچھا سب سے زیادہ عقلمند کون ہے؟ انھوں نے کہا جس نے اللہ کی اطاعت پر عمل کیا۔ سلیمان نے پوچھا سب سے زیادہ جاہل کون ہے؟ انھوں نے کہا جس نے اپنی آخرت کو غیر کے دنیاوی منافع کے لئے بیچ ڈالا ہو، سلیمان نے کہا آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے اور اس میں اختصار سے کام لیجئے انھوں نے کہا امیرالمومنین اللہ کی تعظیم کیجئے اور یہ کبھی نہ ہونے دیجئے کہ وہ آپ کو وہاں پائے جہاں سے اس نے منع کر دیا ہے اور اس جگہ نہ پائے جہاں کا حکم دیا ہے یہ سنکر سلیمان بہت رویا اس کے کسی مصاحب نے ابو حازم سے کہا کہ آپ نے امیرالمومنین پر بڑی زیادتی کی ابو حازم نے اسے ڈانٹا چپ رہ اللہ تعالیٰ نے علما سے یہ عہد لیا ہے کہ جو وہ جانتے ہوں اُسے ظاہر کر دیں اور نہ چھپائیں، اس کے بعد ابو حازم دربار سے اُٹھے اور اپنے گھر آ گئے، سلیمان نے انھیں کچھ روپیہ بھیجا اس کے قبول کرنے

انھوں نے انکار کر دیا اور قاصد سے کہدیا کہ جاکر کہدے کہ بخدا اے امیر المومنین جب میں اس دولت کو آپ ہی کے لئے پسند نہیں کرتا تو بھلا اپنے لئے کیونکر پسند کروں۔

اصمعی نے بنی مہلب کے ایک شیخ کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی سلیمان کے پاس آیا اور اس نے کہا اے امیر المومنین میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں تاکہ آپ سے اچھی طرح سمجھ لیں، سلیمان نے کہا ہمارا ظرف ایسا وسیع ہے کہ ہم اس شخص کی بات بھی سنتے ہیں جس کی بھلائی کی ہمیں توقع نہیں ہوتی اور جس کی برائی کا ہمیں کھٹکا لگا رہتا ہے تو اب یہ ناصح تو ممکن ہے کہ ایسا ہوگا کہ اس سے کوئی فائدہ پہنچے اور خطرہ نہ ہو، اچھا کہو کیا کہتے ہو، اعرابی نے کہا آپ پہلے اپنے فوری غضب سے مجھے امان دینے کا وعدہ کیجئے تو پھر میں اپنی زبان آپ کی نصیحت کے لئے کھولوں کیونکہ میں اس بات کو اپنے اوپر اللہ اور آپ کی امانت کا حق سمجھتا ہوں کیونکہ اور سب کی زبانیں اس معاملہ میں بند ہوگئی ہیں۔" امیر المومنین ایسے اشخاص نے آپ کو گھیر رکھا ہے جنھوں نے اپنے لئے بری بات اختیار کی ہے انھوں نے اپنے دین کے عوض دنیا خریدی۔ اللہ کی ناراضی کے عوض آپ کی خوشنودی اختیار کی اللہ کے معاملہ میں وہ آپ سے ڈرے مگر آپ کے معاملہ میں وہ اللہ سے نہ ڈرے، انھوں نے آخرت سے جنگ اور دنیا سے صلح اختیار کی۔ اس لئے اللہ نے جو امامت خلافت آپ کے سپرد کی ہے اس میں آپ اُن لوگوں سے بے خوف و خطر نہ رہیں اس لئے کہ اس امانت میں جو خرابی یہ پیدا کریں گے یا امت اسلام پر جو ظلم و زیادتی یہ کریں گے اس سب کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوگی اور آپ اُس کے لئے اللہ کے نزدیک جوابدہ ہیں برخلاف اس کے جو آپ عمل کریں گے اس کے متعلق ان لوگوں سے کوئی باز پرس نہ کیجائے گی اس لئے اُن کی دنیا بنانے کی خاطر آپ اپنی آخرت خراب نہ کیجئے کیونکہ سب سے زیادہ نقصان میں وہ شخص ہے جس نے اپنی آخرت دوسرے کی دنیا کی خاطر فروخت کر دی ہو"

سلیمان نے کہا اے اعرابی یہ کیا ہے تو نے تو اپنی تلوار سے زیادہ اپنی

قاطع زبان ہم پر کھولدی اس نے کہا جی ہاں امیر المومنین آپ سچ کہتے ہیں مگر یہ جو کچھ ہے آپ کے فائدہ کے لئے ہے نقصان کے لئے نہیں، سلیمان نے کہا اے اعرابی تیرے باپ کی قسم ہے ہمارے عہد حکومت میں عرب ہمیشہ معزز رہیں گے اور ہماری سیاست ہمیشہ خیر کی طالب رہے گی اور جب ہمارے علاوہ اور لوگ تمہارے حکمراں ہوں گے تب تم ہم کو یاد کروگے اور جس چیز کی اب مذمت کرتے ہو اسی کی تعریف کروگے، اعرابی نے کہا جناب والا اگر خلافت رسول اللہ صلعم کے چچا عباسؓ کی اولاد میں گئی یا ان کے چچیرے بھائی کی اولاد میں گئی جس کا اللہ نے انھیں اہل بنایا ہے تو اس وقت آپ کا یہ خیال درست نہ ہوگا، سلیمان نے اس بات پر کوئی توجہ نہیں کی اور سنی کی ان سنی کر گیا، اعرابی یہ گفتگو کر کے سلیمان کے پاس سے چلا آیا،

مصنف کہتا ہے کہ یہ روایت مجھ سے ۳۰ سنہ ہجری میں عباسؓ کی اولاد میں سے ایک صاحب ابن دیہ المنصور نے بغداد (مدینۃ السلام) میں بیان کی۔

ایک مرتبہ سلیمان کی مجلس میں معاویہؓ بن ابی سفیان کا ذکر ہوا۔ سلیمان اُنکی اور ان کے تمام اجداد کی روحوں پر برکت کا طالب ہوا اور کہنے لگا بخدا معاویہؓ کی ہزل جد (واقعیت) ہوتی تھی اور ان کی جد (متانت آمیز گفتگو) میں علم ہوتا تھا ایسا شخص دیکھنے میں نہیں آیا ان کا غضب حلم تھا اور حلم حکم تھا، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ گفتگو عبدالملک کے دربار میں ہوئی تھی۔

سلیمان نے خالد بن عبداللہ القسری والی حجاز کو ایک قرشی کی جس نے خالد کی سختی سے بھاگ کر سلیمان کی پناہ لی تھی سفارش لکھی کہ اس کے ساتھ اب کوئی تعارض نہ کیا جائے وہ شخص اس خط کو خالد کے پاس لایا۔ اس کے پڑھنے سے پہلے خالد نے اسکے سَو دُرّے لگوائے اس کے بعد خط پڑھا اور کہنے لگا بخدا یہ خدا کی طرف سے تجھ کو سزا ملی ہے کہ میں نے خط نہیں پڑھا تھا اگر میں اسے پہلے پڑھ لیتا تو ضرور حکم کی تعمیل کرتا۔ وہ قرشی خالد کے پاس سے پھر سلیمان کے پاس آیا فرزدق اور دوسرے درباریوں نے جو آستانہ خلافت پر موجود تھے اس سے پوچھا کہ خالد نے تمہارے ساتھ کیا کیا اس نے ماجرا بیان کیا اس کے متعلق فرزدق نے یہ شعر کہے،

سئلوا خالدا لا قدس اللہ خالدا ؛ متی ولیت قسر قریشا تدینہا
اقبل رسول اللہ ام بعد عہدہ ؛ فاضحت قریش قد اغث سمینہا
رجونا ہداہ لا ہدی اللہ سعیہ ؛ وما امہ بالام یہدی جنینہا

(ترجمہ) خالد سے پوچھو (اللہ اُسے سعادت نہ دے) کہ کب قسر نے قریش پر حکومت کی؟ رسول اللہ صلعم سے پہلے یا ان کے بعد؟ اب قریش کی یہ حالت ہے کہ معزز ذلیل ہو گئے، ہم نے یہ توقع کی تھی کہ خالد راہ راست پر آجائے مگر اللہ نے اس کی سعی کو ہدایت نہیں دی حالانکہ اس کی ماں بھی دوسری ماؤں کی طرح ایسی نہ تھی کہ وہ بھی کچھ اپنے سپوت کو ہدایت کرتی۔

سلیمان کو اس واقعہ کی خبر ہوئی اس نے اپنا خاص کارکن حجاز بھیجا تاکہ وہ خالد کے سَو دُرے لگوائے اس واقعہ کی نسبت فرزوق نے یہ شعر کہے۔

لعمری لقد صبت علی ظہر خالد ؛ مشابیب لیست من سحاب لاقطر

(ترجمہ) میری عمر کی قسم ہے کہ خالد کی پیٹھ پر چشمے بہائے گئے مگر وہ ابر کا پانی یا قطرات بارش نہ تھے

الضرب فی العصیان من لیس عاصیا ؛ وتعصی امیر المومنین اخا قسر

(ترجمہ) کیا وہ جو خود بدکردار ہے اسے مارے جو بے قصور رہے۔ اور اے قسری تجھے یہ جرأت ہوئی کہ تو امیر المومنین کے حکم کی نافرمانی کرے۔

فلولا یزید بن المہلب حلقت ؛ بکفک فتخاء الی الفرخ یا لوکر

(ترجمہ) اور کیا یزید بن المہلب نے تیرے ہتھکڑیاں ڈالکر تجھے قید نہیں کیا تھا۔

لعمری لقد سار ابن شیبۃ سیرۃ ؛ ارتک نجوم اللیل مظہرۃ تجری

(ترجمہ) میری عمر کی قسم ہے ابن شیبہ نے تیرے ساتھ وہ سلوک کیا کہ تجھے دن کو تارے نظر آنے لگے۔

اپنی حکومت کے استقلال اور استحکام پر خوش ہو کر ایک دن سلیمان نے عمر بن عبد العزیز سے پوچھا ہماری زندگی کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا سرور ہے کاش کہ اس میں دھوکہ نہ ہو۔ حسن ہے کاش کہ اسے عدم نہ ہو حکومت ہے کاش کہ اسے تباہی نہ ہو زندگی ہے کاش کہ اسے موت نہ ہو نعمت ہے کاش کہ یہ دردناک عذاب نہ ہو۔ ان کے اس جواب سے سلیمان رو پڑا۔ فصاحت و بلاغت میں سلیمان اپنے بھائی ولید کے بالکل ضد واقع ہوا تھا۔

اس سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ولید نے عبد اللہ بن یزید بن معاویہ کے

علاقہ کو خراب کر دیا اس کے بھائی خالد بن یزید نے عبد الملک سے اس کی شکایت کی اس کے جواب میں عبد الملک نے یہ آیت پڑھ دی۔ اِنَّ الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا آخر آیہ تک (ترجمہ) بادشاہوں کی یہ عادت ہے کہ جب وہ کسی آبادی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے خراب کر دیتے ہیں) اس کے جواب میں خالد نے یہ آیت پڑھی۔ واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمّرناھا تدمیرا۔ (ترجمہ) ہم نے جب چاہا کہ کسی آبادی کو برباد کر دیں تو ہمارے حکم سے اس کے خوش حال لوگوں نے اس آبادی میں فسق و فجور شروع کیا بس اس کے خلاف ہمارا حکم ثابت ہو گیا اور پھر ہم نے اسے بری طرح برباد کر دیا۔

عبد الملک نے پوچھا کیا یہ بات تم عبد اللہ کے متعلق کہہ رہے ہو کیونکہ بخدا کل ہی وہ مجھ سے ملنے آیا تھا اور نشہ کی وجہ سے اس کی حالت یہ ہو رہی تھی کہ پاؤں میں لغزش تھی اور زبان میں لکنت یا اس سے تمہاری مراد ولید ہے اگر ولید سے بات صاف نہیں کیجاتی تو کیا ہوا یہ اس کا بھائی سلیمان موجود ہے، اس پر خالد بن یزید نے کہا بخدا اگر عبد اللہ کی زبان میں بہت زیادہ لکنت ہے تو کیا ڈر ہے میں اس کا بھائی خالد موجود ہوں۔ ولید کہنے لگا تو کیوں بولتا ہے تیری بضاعت ہی کیا ہے، خالد نے کہا کیا تو نے امیر المومنین کی بات نہیں سنی بخدا میں صاحب اثر و ذی وجاہت ہوں تجھے تو کہنا چاہیئے تھا، "طائف کی پہاڑیاں بھیڑ بکریاں اور اللہ عثمانؓ پر رحم کرے" اس وقت ہم کہتے کہ تو سچا ہے، اس جملہ سے اس کی مراد یہ واقعہ تھا کہ رسول اللہ صلعم نے حکم بن ابی العاص کو طائف میں جلا وطن کر دیا تھا اور وہاں وہ بھیڑ بکریاں چراتا پھرتا تھا پھر عثمانؓ نے اُسے مدینہ بلا لیا۔

سلیمان خالد بن عبد اللہ القسری سے بہت ناراض ہو گیا جب خالد اس کے پاس آیا تو عرض پرداز ہوا اے امیر المومنین قدرت غصے کو دور کر دیتی ہے آپ کی شان اس سے بالاتر ہے کہ آپ مجھے کوئی سزا دیں اگر آپ معاف کر دیں تو یہ آپ کے شایان شان ہے اور اگر سزا دیں تو بے شک میں اس کا سزاوار ہوں

سلیمان نے اسے معاف کر دیا اس کے کسی درباری نے خالد کی اس گفتگو کی مذمت کی سلیمان کہنے لگا ایسا شخص کہ اگر وہ گفتگو کرے تو اچھی بات کہے اگر وہ خاموش رہے تو اس کی یہ بھی نیکی ہے البتہ وہ شخص کہ جس کا خاموش رہنا بہتر ہے اگر وہ گفتگو کرے تو یہ کوئی خوبی نہیں ہو سکتی،

ایک مرتبہ سلیمان اپنے بیٹے ایوب کی قبر پر آکر کھڑا ہوا کہ اسی کی وجہ سے ابو ایوب اس کی کنیت تھی اور دعا کرنے لگا کہ اے بار الہ میں اس کے لئے تجھ سے نیک توقع رکھتا ہوں اور ڈرتا بھی ہوں تو میری توقع کو پوری کر اور خوف کو دور کر،

مسعودی کہتے ہیں سلیمان کے دفن کے وقت اس کا ایک کاتب اشعار پڑھتا سنا گیا جن میں سے بعض یہاں نقل کئے جاتے ہیں،

وما سالم عما قليل بسالم ☆ وان كثرت احراسه وكتائبه

(ترجمہ) سالم بہت کم اس کی سلامتی کی توقع ہے چاہے اس کی فوج اور نگھبانوں کی کثرت ہی کیوں نہ ہو،

ومن يك ذا باب شديد ومنعة ☆ فعما قليل يهجر الباب حاجبه

(ترجمہ) اور چاہے کسی کا دروازہ بہت ہی مضبوط و محفوظ ہو تھوڑے ہی مدت میں اس کا دربان اس دروازہ کو چھوڑ کر چلا جائے گا۔

ويصبح بعد الحجب للناس مقصيا ☆ رهينة باب لم تستر جوانبه

(ترجمہ) اور اس پہرہ اور چوکی کے بعد وہ شخص قبر میں رکھدیا جاتا ہے جس کے گرد کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا گا۔

فما كان الا الدفن حتى تفرقت ☆ الى غيره احراسه ومواكبه

(ترجمہ) اُدھر وہ دفن کیا گیا اِدھر اس کے پاسبان اور سواریاں دوسرے کی خدمت میں حاضر ہوگئیں۔

فاصبح مسرورا به كل كاشح ☆ واسلمه احبابه واقاربه

(ترجمہ) جو اس کا دشمن تھا وہ خوش ہوا نیز اس کے دوستوں اور اعزا نے بھی اسے قبر کے سپرد کر دیا اور چلے آئے۔

فنفسک تاکسبھا السعادۃ جاھدا ؎ فکل امرئ رھن بما ھو کاسبہ

(ترجمہ) پس اس بات کو اپنے اُوپر لازم کرو کہ سعادت کے حصول میں پوری جہد کرو کیونکہ جو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔

مسعودی کہتے ہیں کہ خود سلیمان اور سلیمان کے عہد کے بعض بڑے اچھے اچھے قصے ہیں جن کو ہم نے تفصیل سے اپنی کتاب اخبار الزمان اور اوسط میں نقل کیا ہے اور یہاں ہم نے اختصار کی خاطر بہت تھوڑے واقعات بیان کئے ہیں۔

خلافت عمر بن عبد العزیز

بن مروان بن الحکم

ابھی ماہ صفر ۹۹ھ ہجری کے ختم میں دس راتیں باقی تھیں کہ سلیمان نے
انتقال کیا اور اسی دن عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے اور انھوں نے جمعہ کے
دن ماہ رجب ۱۰۱ھ ہجری کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ دیر سمعان
واقع علاقہ حمص میں جو علاقہ قنسرین سے ملا ہوا ہے انتالیس سال کی عمر میں
وفات پائی دو سال پانچ مہینے اور پانچ دن ان کی مدت خلافت ہے اس
مقام میں ان کی قبر آج تک بہت مشہور اور زیارت گاہ خاص و عام ہے
جس طرح بنی امیہ کے افراد کی قبروں کو برباد و پائمال کیا گیا ان کی قبر کی کسی نے
کوئی بے حرمتی نہیں کی، ان کی ماں اُم عاصم بنت عاصم بن عمرؓ الخطاب تھی۔
بعض راویوں نے ان کی عمر چالیس بیان کی ہے بعضوں نے اکتالیس سال
بیان کی ہے ان کے عہد خلافت میں بھی ارباب سیر کا اختلاف ہے ان تمام
اختلافات کو ہم نے اپنی اس کتاب کے اس باب میں بیان کیا ہے جہاں ہم نے

بنی امیہ کی کل مدت خلافت بیان کی ہے اور پھر ہر شخص کا عہد بقید سنین بیان کیا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز کے بعض حالات ان کی سیرت اور زہد و تقویٰ

یہ پہلے سے ولی عہد نہ تھے بلکہ جب مرج دابق میں سلیمان کا وقت آخر ہوا تو اس نے رجاء بن حیوۃ، محمد بن شہاب الزہری مکحول اور دوسرے علماء کو جو اس کی چھاؤنی میں ترک دنیا کر کے جہاد کی غرض سے موجود تھے پاس بلایا وصیت لکھی انھیں اس پر شاہد بنایا اور ہدایت کی کہ جب میں مرجاؤں تو نماز جماعت کے لئے لوگوں کو دعوت دیکر سب کے سامنے میری یہ وصیت پڑھ دی جائے۔

چنانچہ جب سلیمان دفن ہوگیا تو نماز جماعت کے لئے منادی کی گئی سب لوگ جمع ہوئے تمام بنو مروان بھی حاضر ہوے ان میں سے ہر شخص کے دل میں خلافت کا شوق اور اس کی خواہش موج زن ہونے لگی، امام زہری نے کھڑے ہوکر فرمایا اے حضرات کیا آپ اس شخص کو پسند کریں گے جسے امیرالمومنین سلیمان اپنی وصیت میں نامزد کر گئے ہیں، سب نے اس پر اپنی رضامندی ظاہر کی، اب وہ تحریر پڑھی گئی اور اس میں عمر بن عبدالعزیز اور ان کے بعد یزید بن عبدالملک کی ولی عہدی کی وصیت تھی مکحول نے کھڑے ہوکر عمر بن عبدالعزیز کو آواز دی یہ سب سے پیچھے بیٹھے ہوے تھے جب دو تین مرتبہ اُن کا نام پکارا گیا تو اُنھوں نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ کچھ لوگ ان کے پاس آئے اُنھوں نے بازو اور ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور منبر پر لائے، یہ اس کے دوسرے زینہ پر چڑھکر بیٹھ گئے اس زمانہ میں منبر کی پانچ سیڑھیاں ہوتی تھیں، سب سے پہلے یزید بن عبدالملک نے ان کی بیعت کی سعید و ہشام بغیر بیعت کئے مسجد سے اٹھکر چلے آئے اس کے بعد اور تمام لوگوں نے

بیعت کی اس کے دو دن کے بعد سعید و ہشام نے بھی بیعت کر لی،

عمر نہایت ہی دیندار زاہد و عابد اور متواضع تھے، بنی امیہ کے جتنے عمال ان کے پیشروں کے مقرر کردہ تھے ان سب کو انھوں نے سرکاری خدمات سے علیحدہ کر دیا، اور ان کی جگہ جو بہتر سے بہتر آدمی انھیں ملسکا اسے مقرر کیا۔ اُن کے تمام عمال بھی انھیں ایسے متقی و پرہیزگار تھے، اب تک نماز کے خطبے میں علیؑ کو لعنت بھیجی جاتی تھی اسے انھوں نے موقوف کیا اور اس کی بجائے ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان آخر آیہ تک یا جیسا کہ ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بددعا کے الفاظ کی بجائے اُنھوں نے اِنَّ اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء آخر آیہ تک شامل کیا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ دونوں آیتیں انھوں نے خطبہ میں شامل کر دیں، چنانچہ آج تک لوگوں کا اسی پر عمل ہے،

عمر کے خلیفہ ہونے کے بعد سالم السّدی ان کے خاص دوست اُن سے ملنے آئے، عمر نے ان سے پوچھا میری خلافت سے آپ کو خوشی ہوئی یا رنج۔ سالم نے کہا خوشی ہوئی کیونکہ خلق اللہ کے حق میں یہ بہت مفید ہے اور رنج ہوا کیونکہ تمھاری ذات کو اس سے ضرر ہی ہوگا۔ عمر نے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ اس ذمہ داری سے میں نے اپنے آپ کو ہلاک کر دیا سالم نے کہا اگر تم کو یہ خوف ہے تو بہت اچھی بات ہے مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں تم اس سے بے خوف نہ ہو، عمر نے کہا آپ مجھے نصیحت فرمائیے سالم نے کہا ایک خطا کی وجہ سے ہمارے باپ آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے۔

امام طاؤس نے انھیں لکھا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکے تمام حکومت میں خیر و خوبی ہو تو آپ اہل خیر کو عاملانہ عہدے دیجئے، عمر نے خط پڑھ کر کہا بس اتنی نصیحت کافی ہے،

خلیفہ ہونے کے بعد سب سے پہلی تقریر جو انھوں نے کی وہ یہ تھی، "اے لوگو ہماری مثال اُن شاخوں کی ہے جن کی جڑیں مٹ گئی ہوں تو ایسی شاخ کی بقا کیا جس کی جڑ نہ رہی ہو، اس دنیا میں انسانوں کی مثال اغراض کی سی ہے جن پر حوادث وجود کا پیر تو مسلسل پڑتا رہتا ہے مگر اس میں بھی وہ مصائب کا شکار ہوتے ہیں

ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو ہے اور ہر لقمہ کے ساتھ گلوگیر ہے کوئی نعمت بغیر کسی دوسری نعمت سے محروم ہونے کے حاصل نہیں ہوتی۔ ہر دن کی زندگی موت سے ایک دن قریب کر دیتی ہے۔

عمر بن عبدالعزیز نے اپنے مدینہ کے عامل کو حکم بھیجا کہ دس ہزار دینار علیؓ کی اولاد میں تقسیم کر دے اس نے استفسار کیا کہ قریش کے متعدد قبائل ہیں ان کی اولاد موجود ہے کسے یہ رقم دی جائے، عمر نے جواب دیا کہ یہ کیا مہمل بات پوچھتے ہو کیا اگر میں تم کو بکری ذبح کرنے کا حکم دیتا تو تم اس کے متعلق مجھ سے یہ دریافت کرتے کہ آیا وہ سیاہ ہو یا سفید۔ جس وقت میرا یہ خط تم کو ملے اسی وقت تم علیؑ کی اولاد میں جو فاطمہؓ سے ہے دس ہزار دینار تقسیم کر دو کیونکہ مدت سے تم سب ان کے حقوق پائمال کرتے آئے ہو۔

اپنی ایک تقریر میں حمد و ثنا کے بعد آپ نے فرمایا "اے لوگو قرآن کے بعد کوئی کتاب منزل من اللہ نہیں اور نہ محمد صلعم کے بعد کوئی اور نبی ہے میں خود قاضی نہیں ہوں بلکہ دوسرے کی پیروی کرنے والا ہوں اپنی طرف سے کوئی بات پیدا نہیں کروں گا بلکہ دوسرے کی اتباع کروں گا جو شخص امام ظالم سے بھاگے وہ عاصی نہیں بلکہ خود وہ امام ظالم عاصی ہے یاد رکھو اللہ کی معصیت کے لئے کسی شخص کی اطاعت جائز نہیں۔"

عمر نے مسلمانوں کے بعض مصالح اور حق کا مطالبہ کرنے کے لئے ایک وفد بادشاہ روم کے پاس بھیجا جب یہ وفد اس کے پاس پہنچا تو انھوں نے دیکھا کہ ترجمان بادشاہ کے پاس گفتگو کو نقل کرنے کے لئے موجود ہے، اور خود وہ اپنے سر پر تاج دھرے تخت پر متمکن ہے، بڑے بڑے سردار اس کے داھنے اور بائیں بیٹھے ہیں دوسرے درباری بھی اپنے اپنے درجہ کے مطابق دربار میں بیٹھے ہوے ہیں اس وفد نے اپنے آنے کی غرض بیان کی بادشاہ روم بہت اچھی طرح ان سے پیش آیا ان کے مطالبات کا بہت اچھی طرح جواب دیا اس کے بعد یہ وفد اس کے پاس سے چلا آیا۔ اس واقعہ کے دوسرے ہی دن علی الصباح بادشاہ کا وکیل انھیں پھر دربار میں بلا لے گیا ان لوگوں نے اس مرتبہ دربار میں آکر دیکھا کہ بادشاہ تخت سے اتر کر بیٹھا ہوا ہے اس نے اپنا تاج بھی سر سے اتار دیا ہے اور آج اس کی حالت ہی بدلی ہوئی ہے پہلے دن کی بشاشت و فرحت کے بجائے چہرہ سے رنج و مصیبت کے

آثار نمایاں ہیں۔ جب یہ وفد دربار میں آگیا بادشاہ نے ان سے مخاطب ہوکر کہا آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں نے کیوں آپ کو بلایا ہے، انھوں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی بادشاہ نے کہا عربی خلافت سے ملحقہ میری سرحدی چھاونی کے سپہ سالار کے پاس سے ابھی میرے پاس خط آیا ہے کہ عربوں کے بادشاہ کا جو ایک نیک و دیندار آدمی تھا انتقال ہوگیا ارکان وفد اس خبر کو سنکر ضبط نفس نہ کر سکے اور سب رونے لگے بادشاہ روم نے پوچھا کیا اپنے لئے روتے ہو یا اپنے دین کی خاطر۔ انھوں نے کہا ہم اپنے اور اپنے دین دونوں کی خاطر روتے ہیں اور خود اس کے لئے بھی روتے ہیں بادشاہ نے کہا اس کے لئے رونے کی آپ لوگوں کو ضرورت نہیں کیونکہ جہاں وہ اب گئے ہیں وہ اس سے بہتر ہے جسے انھوں نے چھوڑا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ اس بات سے ڈرتے رہتے تھے کہ مبادا وہ اللہ کی طاعت ترک کر دیں تو اللہ کو یہ منظور نہ ہوا کہ دین و دنیا دونوں کا خوف ان پر طاری رہے اس لئے اللہ نے انھیں اٹھا لیا۔ مجھے ان کی نیکی۔ تقوی اور صدق وصفا کی جو اطلاع ملی ہے انکی بنا پر میرا یہ خیال ہے کہ اگر عیسٰی کے بعد کوئی شخص مردوں کو پھر زندہ کرتا تو وہ یہی ہوتے مجھے ان کی بیرونی اور اندرونی زندگی کی خبریں برابر معلوم ہوتی رہتی تھیں ان کی حالت ان کے رب کے ساتھ ہمیشہ ایک رہی بلکہ باطنی طور پر جب وہ تنہا ہوتے تو اپنے رب کی اطاعت میں بہت زیادہ غلو سے کام لیتے مجھے اس راہب پر جو قطعی طور پر ترک دنیا کر کے کسی خانقاہ میں خلوت گزین ہوکر اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے تعجب نہیں ہے بلکہ سب سے زیادہ تعجب اس پر ہے کہ باوجودیکہ دنیا ان کی غلام تھی مگر انھوں نے اس سے قطعی کوئی فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ دنیا میں رہکر انھوں نے راہبانہ زندگی بسر کی اور بات یہ ہے کہ نیکوں کا اجتماع بروں کے ساتھ تھوڑی ہی دیر کے لئے ہوتا بھی ہے۔

عمر نے ابو حازم المدنی الاعرج کو لکھا کہ آپ مجھے نصیحت فرمائیں مگر مختصر ابو حازم نے لکھا امیر المومنین بس یہ سمجھئے کہ گویا دنیا میں آپ کو تھوڑی دیر ہی قیام کرنا ہے اور آخرت میں ہمیشہ بسر کرنا ہے" والسلام

عمر نے اپنے ایک عامل کو لکھا تمہارے شاکی بہت ہوگئے ہیں اور معترف

کم ہیں یا عدل کرو اور یا علیحدہ ہو جاؤ ۔ والسلام
مدائنی نے بیان کیا ہے کہ خلافت سے پہلے ان کے لئے ایک ہزار دینار میں ایک حلہ خرید اجاتا تھا اور جب یہ اسے پہنتے تو اُسے بھی موٹا سمجھتے اور پسند نہ کرتے مگر خلافت کے بعد یہ حالت تھی کہ صرف دس دینار میں ان کے لئے قمیص خریدی جاتی یہ اسے پہنتے اور بہت نرم و آرامدہ خیال کرتے ،
ایک مرتبہ اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرنے کے لئے نکلے قبرستان کے پاس آئے تو اپنے دوستوں سے کہا تم ٹھہرو میں اپنے دوستوں کی قبروں پر ذرا فاتحہ پڑھ آؤں چنانچہ اپنے جاننے والوں کی قبروں کے پاس پہنچکر کھڑے ہو گئے سلام کیا اور کچھ کہکر اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آئے اور کہا آپ لوگوں نے مجھ سے یہ دریافت نہیں کیا کہ میں نے کیا کہا اور کیا سنا ، ان لوگوں نے اب پوچھا فرمائیے کہ کیا جناب نے فرمایا اور کیا سُنا ، عمر کہنے لگے میں اپنے دوستوں کی قبروں کے پاس آیا میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا میں نے اُن کو آواز دی انھوں نے اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا ۔ اسی اثناء میں زمین نے مجھے ندا دی اور کہا اے عمر کیا تم مجھکو جانتے ہو میں ہوں جس نے ان کے چہرے کی خوبیوں کو بدل دیا ، ان کے کفن پارہ پارہ کر دیئے ، ان کے ہاتھ قطع کر دئے ان کی ہتیلیاں اون کے کلائیوں سے جدا کر دیں ، یہ کہکہ آپ اس قدر زار و قطار رونے لگے کہ قریب تھا کہ وہیں دم دیدیں ۔ اس واقعہ کے کچھ ہی دن کے بعد یہ بھی داعی اجل کو لبیک کہکر اپنے دوستوں سے جا ملے ۔
مدائنی بیان کرتے ہیں کہ مُطرف نے عمر کو لکھا ، دنیا سخت تکلیف کی جگہ ہے بے وقوف اُسے جمع کرتا ہے اور جاہل اس کے فریب میں آجاتا ہے اس دنیا میں تم کو اس طرح رہنا چاہئے جس طرح کہ بیمار اپنے زخم کا علاج کرتا رہتا ہے اور مرض کے نتائج کو پیش نظر رکھکر علاج کی تکلیف کو برداشت کرنا چاہئے ،
عنفوان شباب میں ان کے ایک حبشی غلام نے کوئی قصور کیا عمر نے اسے زمین پر دے مارا اور مارنے کا ارادہ کیا غلام نے پوچھا اے آقا آپ مجھے کیوں مارتے ہیں انھوں نے کہا اس لئے کہ تو نے یہ قصور کیا ہے غلام نے کہا کیا آپ نے

کبھی کوئی خطا کی ہے کہ اس پر آپ کا مولیٰ آپ پر ناراض ہوا ہو عمر نے کہا ہاں کی ہے غلام نے کہا کیا آپ کے مولیٰ نے محض اسی خطا پر آپ کو سزا دی عمر نے کہا نہیں غلام نے کہا جب ایسا نہیں ہوا تو آپ مجھے کیوں سزا دیتے ہیں، عمر نے کہا کھڑا ہو اللہ کے لئے تو آزاد ہے۔ یہی واقعہ ان کی توبہ کا باعث ہوگیا یہ اکثر اپنی دعا میں کہا کرتے (اے حلیم اپنے گنہ گاروں پر جلدی نہ کرنا)۔

جب یہ خلیفہ ہوئے تو عرب کے وفد ان کے پاس آئے۔ حجاز کا وفد بھی آیا اس وفد نے ایک لڑکے کو اپنا وکیل بنایا اور گفتگو کے لئے اُسی کو اپنے آگے بڑھایا۔ جب اس نے گفتگو شروع کرنا چاہی تو چونکہ سارے وفد میں وہی کمسن تھا اس وجہ سے عمر نے اُس سے کہا اے صاحبزادے ذرا خاموش رہو جو تم میں سب سے زیادہ سن ہو اسے گفتگو کرنا چاہیئے اس لڑکے نے کہا اے امیر المومنین ذرا صبر کیجیئے انسان کی وقعت اپنے دو سب سے چھوٹے اعضا یعنے زبان و دل کی وجہ سے ہوا کرتی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے کو زبان گویا اور قلب حافظ عطا فرمایا ہے تو اس نے سب سے بہتر نعمت اسے دی ہے، امیر المومنین اگر محض عمر پر فضیلت کا انحصار ہوتا تو یہ خلافت اُمت آپ سے زیادہ عمر والے کو ملتی، عمر نے کہا اچھا اے لڑکے تم ہی گفتگو کرو، اس نے کہا امیر المومنین ہم مبارک باد پیش کرنے آئے ہیں تعزیت کرنے نہیں آئے، ہم اپنے شہر سے آپ کے پاس اس خداوند عز و جل کی تعریف کرتے ہوئے آئے ہیں جس نے آپ کو اس منصب پر فائز کر کے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ ہم نہ کسی رغبت کیوجہ سے آپ کے پاس آئے ہیں اور نہ کسی خوف کی وجہ سے، رغبت کا تو یہ حال ہے کہ وہ خود آپ نے بغیر ہمارے یہاں آئے ہمارے شہروں کو عطا فرما دی اور خوف کی یہ بات ہے کہ اللہ نے آپ کے عدل کی وجہ سے ہمیں آپ کے جور سے بے خطر کر دیا ہے" عمر نے کہا اے لڑکے تو مجھے نصیحت کر اور اس میں اختصار سے کام لے اس نے کہا بہتر ہے" امیر المومنین بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ کے حلم ان کی توقعات کی درازی اور لوگوں کی خوشامدانہ تعریف نے دھوکہ میں ڈالدیا ہے اس لئے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کے حلم

اپنی طول امل اور لوگوں کی مدح وثنا سے آپ متاثر نہ ہوں کہ مبادا آپ کا قدم لغزش کھاجائے یہ سنکر عمر نے اس لڑکے کو دیکھا تاکہ اس کی عمر معلوم ہو اندازہ ہوا کہ دس بارہ سال سے زیادہ اس کی عمر نہیں ہے اس پر انھوں نے یہ شعر پڑھے ۔

تعلم فلیس المرء یولد عالماً ؎ ولیس اخو علم کمن هو جاهل

ان کبیر القوم لا علم عندہ ؎ صغیر اذا التفت علیه المحافل

(ترجمہ) سیکھو کیونکہ انسان عالم پیدا نہیں ہوتا اور عالم اور جاہل برابر نہیں کسی قوم کا بڑا اگر عالم نہیں ہے تو وہ چھوٹا ہے جب کہ وہ اپنے گردوپیش سے اس قدر متاثر ہو جائے کہ بات نہ کر سکے ۔

ایک شخص عراق سے اس غرض سے مدینہ آیا کہ اس نے ایک لونڈی کی تعریف سنی تھی کہ وہ بہت عمدہ قاری اور قوالی ہے اس سے حاصل کرے جب اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قاضی مدینہ کے پاس ہے، یہ شخص قاضی کے پاس آیا اور ان سے درخواست کی کہ آپ اسے میرے سامنے لائیے ۔ اس کے انتہائی شغف کو دیکھکر قاضی نے پوچھا اے اللہ کے بندے اس چھوکری میں کیا خوبی ہے جس کی وجہ سے تم نے طویل سفر کی زحمت برداشت کی، اس نے کہا وہ بہت عمدہ گاتی ہے قاضی نے کہا مجھے تو اس کا علم نہ تھا اس شخص نے پھر اصرار کیا کہ اسے سامنے لایا جائے چنانچہ وہ اپنے مالک قاضی کی موجودگی میں اس شخص کے سامنے آئی اس نے کہا سناؤ اس چھوکری نے یہ شعر گایا ۔

الی خالد حتی انخن بخالد ؎ فنعم الفتی یرجی ونعم المؤمل

(ترجمہ) میں خالد کی مشتاق ہوں اور وہ بہترین شخص ہے جس کی آرزو کیجائے اور اس کی آرزو کرنے والا بھی اس وجہ سے بہترین شخص ہے،

اس کا گانا سنکر قاضی صاحب اس قدر مسرور ہوئے کہ انھیں وجد آگیا اور حالت بےخودی میں اسے اپنی ران پر بٹھالیا اور کہا میرا باپ تجھ پر قربان ہو ایک شعر اور سنا، اس نے یہ شعر گایا ۔

اروح الی القصاص کل عشیة ؎ ارجی ثواب الله حتی عد الخطا

(ترجمہ) میں ہر خطا کے عوض اللہ کے ثواب کی توقع میں ہر شام سزا کی طرف جاتا ہوں ۔

اب قاضی صاحب کی یہ حالت ہوگئی کہ ان کے ہوش وحواس تطعی جاتے رہے

اپنے دونوں جوتے اُٹھاکر اپنے کان میں لٹکائے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور اپنا کان پکڑ کر جسمیں جوتا لٹکا ہوا تھا کہنے لگے کہ مجھے بیت الحرام لے چلو میں قربانی ہوں اس زور سے اپنا کان پکڑا کہ وہ سُرخ ہوگیا، جب وہ خاموش ہوگئی تو قاضی نے اس شخص کو مخاطب کرکے کہا کہ اے میرے دوست تم واپس جاؤ کیونکہ قبل اس کے کہ ہیں معلوم ہوا کہ یہ لونڈی اس قدر عمدہ گاتی ہے ہم اسے بہت چاہتے تھے اور اب تو اور بھی زیادہ چاہنے لگے ہم کسی حالت میں اسے جدا نہیں کریں گے۔

اس واقعہ کی اطلاع عمر بن عبد العزیز کو ہوئی کہنے لگے اللہ اس قاضی کو ہلاک کرے اسے گانا سنکر وجد آگیا، پھر ان کی برطرفی کا حکم دیدیا جب وہ برطرف ہوگئے تو کہنے لگے اگر خود عمر اس کا گانا سنکر یہ نہ کہنے لگیں کہ مجھ پر سواری کرو کیونکہ میں سواری ہوں تو میری ساری بیویوں پر طلاق ہے، عمر کو اسکی بھی اطلاع ہوئی دونوں کو اپنے پاس بلایا جب یہ قاضی ان کے پاس آئے تو عمر نے کہا اب کہو کیا کہا تھا انھوں نے وہی الفاظ پھر نقل کئے اور پھر اس لونڈی سے کہا کچھ سناؤ اس نے یہ شعر گائے

کان لم یکن بین الحجون الی الصفا　　انیس ولم یسمر بمکۃ سامر

بلی نحن کنا اھلہا فابادنا　　صروف اللیالی والجدود العواثر

(ترجمہ) گویا کبھی حجون اور صفا کے درمیان کوانیس ہی نہ تھا اور نہ مکہ میں کسی نے قصہ خوانی کی تھی بے شک ہم وہاں کے رہنے والے تھے مگر زمانہ کی گردشوں اور بدبختیوں نے ہمیں تباہ کردیا۔

جب وہ شعر گاچکی تو خود عمر پر ایسا اضطراب طاری ہوا جو ان کے چہرہ سے نمایاں تھا تین مرتبہ ان شعروں کو پڑھوایا اب یہ حالت ہوئی کہ ان کی واڑھی آنسوؤں سے تر ہوچکی تھی۔ قاضی سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم اپنی قسم میں سچے ہو جاؤ اور پھر اپنی خدمت پر بحال کئے جاتے ہو،

عثمانؓ کی اولاد میں بنی امیہ کا ایک شخص مدینہ میں رہتا تھا یہ شخص ظریف تھا اور ایک قریشی کی جوان چھوکری کے پاس آتا جاتا تھا یہ اس سے محبت کرتی تھی اور اسے معلوم نہ تھا اور وہ اس سے محبت کرتا تھا مگر وہ اس سے واقف نہ تھی اس زمانہ میں لوگوں کی محبت کی غرض ناجائز یا بدکاری کے لئے نہیں ہوا کرتی تھی بلکہ بے لوث محبت ہوتی تھی ایک دن اس نے ارادہ کیا کہ اس لڑکی کی آزمائش کرے

ایک آدمی سے جو اس وقت اس کے پاس تھا کہا کہ مجھے اس کے پاس لے چلو یہ دونوں روانہ ہوئے، مدینہ کے تمام قریش و انصار اور دوسرے سربرآوردہ لوگ بھی ان کے پاس آئے مگر جو محبت اسے اس کی تھی نہ وہ کسی اور شخص کو تھی اور نہ خود اس عورت کو جسقدر لگاؤ اس اموی سے تھا کسی دوسرے سے نہ تھا جب سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو اس شخص نے اس عورت سے کہا کیا تم یہ شعر گا کر مجھ پر احسان کروگی۔

احبکم حبا الکم جوارحی ۔ فھل عندکم علم بما لکم عندی
اتجزون بالود المضاعف مثلہ ۔ فان الکریم من جزی الود بالود

(ترجمہ) میں تمہاری محبت میں سرشار ہوں کیا تم کو اس محبت کی خبر ہے جو مجھے تمہارے ساتھ ہے، کیا جسقدر انتہائی محبت میں تمہارے ساتھ کرتا ہوں اتنی ہی تم میرے ساتھ نہ رکھتے ہو کیونکہ کریم وہ ہے جو محبت کا بدلہ محبت سے دے

اس نے جواب دیا کہ ہاں میں یہ شعر بھی سناؤں گی بلکہ اس سے اچھے اس نے یہ شعر گائے،

للذی ودّنا المودۃ بالضعف وفضل البادی لایجازی
لو یدا اما منا لکم ملا الارض واقطارشاھا والحجاز

(ترجمہ) جو ہم سے ایسی محبت کرتا ہے کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اگر وہ محبت جو مجھے تمہارے ساتھ ہے ظاہر ہو جائے تو روئے زمین اس سے پُر ہو جائے،

یہ شخص اس کے ذہن کی رسائی، جواب کی خوبی اور حاضر جوابی سے اور بھی متعجب ہوا اس کا عشق اور بڑھ گیا اس نے یہ شعر پڑھا،

انت عذر الفتی اذا ھتک استر وان کان یوسف المعصوما

(ترجمہ) جب کہ میری محبت کا بھید ظاہر ہو چکا ہے تو اب تو ہی میری مذرخواہ ہے اگرچہ یوسف علیہ السلام معصوم تھے

عمر بن عبدالعزیز کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی انھوں نے دس باغ کے عوض اس چھوکری کو خرید کر اس کے حوالے کر دیا تاکہ یہ اس کی تربیت کرے ایک سال اس کے پاس رہنے کے بعد اس نے انتقال کیا اس شخص کو اس قدر غم ہوا کہ اسی حالت میں اس نے بھی جان دی اور دونوں ایک ہی قبر میں دفن کر دئے گئے، اس کی یاد میں اس شخص نے جو مرثیہ کہا تھا اس کے دو شعر یہ ہیں،

قد تمنیت ان اری جنۃ الخلد   فادخلتھا بلا استعمال
ثم اخرجت اذ تطمعت   بالنعمۃ منھا والموت احمد حال

(ترجمہ) میں نے جنت الخلد کے دیکھنے کی آرزو کی اور مجھے اس میں بغیر اس سے فائدہ اٹھائے داخل کر دیا گیا اور جب میں نے اس سے حظ اٹھانے کی آرزو کی تو اس سے نکال دیا گیا اب موت ہی سب سے بہتر ہے۔

اشعب طامع المدنی نے اس واقعہ کے بعد کہا کہ یہ شخص عشاق کے گروہ کا سید الشہدا ہے اس کی قبر پر ستر جانوروں کی قربانی کی جائے ابو حازم الاعرج المدنی کہنے لگے کہ اللہ کے محب کو بھی یہ ہی درجہ ملتا ہے۔

ان کے عہد میں شوذب الخارجی نے بنی ربیعہ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ خروج کیا اُسے کامیابی ہوئی اور اس کی شوکت و طاقت بہت بڑھ گئی۔ محمد بن زبیر الحنظلی کہتے ہیں کہ عمر نے مجھے اور عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کو اپنا خط دیکر خارجیوں کے پاس سفیر بنا کر بھیجا۔ خارجیوں نے جزیرہ میں خروج کیا تھا ہم دونوں عمر کا خط لے کر اُن کے پاس آئے ہم نے وہ خط اور پیام انھیں پہنچا دیا انھوں نے ہمارے ساتھ اپنے دو آدمی بھیجے ایک شیبانی تھا اور دوسرے کی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ اس میں حبشی خون ہے اور یہ ہی اپنے ساتھی کے مقابلہ میں بڑا بولنے والا اور بحث کرنے والا تھا ہم اُن دونوں کو لے کر عمر کے پاس آئے جو خناصرہ میں مقیم تھے، ہم دونوں ان کے اس کمرہ میں چڑھکر چلے آئے جہاں وہ تھے، ان کے پاس ان کا بیٹا عبدالملک اور ان کا میر منشی مزاحم موجود تھے ہم نے بیان کیا کہ اس طرح سے خارجیوں کے دو نمایندے ہمارے ساتھ آئے ہیں اور مکان کے باہر موجود ہیں انھوں نے پوچھا کیا تم لوگوں نے ان کی جامہ تلاشی نہیں لی ہے مبادا اُن کے پاس کوئی چھرا ہو حسب الحکم ہم نے ان کی جامہ تلاشی لی اور اب جب وہ دونوں ان کے سامنے آئے تو انھوں نے سلام کیا اور بیٹھ گئے، عمر نے کہا اے میرے بھائیو تمھارے اس خروج اور ہم سے عداوت کی کیا وجہ ہے؟ اس کے جواب میں اس حبشی نژاد شخص نے کہا بخدا آپ کی سیرت کی بنا پر ہم آپ کے دشمن نہیں ہیں کیونکہ آپ تو عدل و احسان کو جاری کرتے ہیں

مگر ہمارے اور آپ کے درمیان ایک بات ایسی ہے کہ اگر اسے آپ قبول کرلیں تو ہم میں اور آپ میں کوئی فرق نہ رہے اور اگر آپ اسے قبول نہ کریں تو ہم میں اور آپ میں کوئی واسطہ نہ رہے گا۔ عمر نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ ہم اس بات کو دیکھ رہے ہیں کہ آپ اپنے خاندان والوں کے اعمال کے مخالف ہیں انھیں آپ نے مظالم قرار دیا ہے، نیز آپ کا طرزعمل ان کے طرزعمل کے خلاف ہے اس لئے اگر آپ کو اس بات کا یقین ہے کہ آپ ہدایت پر ہیں اور وہ غلط راستے پر تھے تو آپ ان پر لعنت بھیجیے اور ان سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کیجئے، یہ وہ بات ہے جو ہمارے اور آپ کے درمیان صلح کرادیگی یا علیحدگی کرادیگی۔

عمر نے کہا جہاں تک مجھے علم ہے تمھارے اس خروج کا مقصد طلب دنیا نہیں ہے بلکہ حصول آخرت ہے مگر جو راستہ تم نے اختیار کیا ہے وہ غلط ہے میں تم سے چند باتیں دریافت کرتا ہوں تاکہ تم ان کے بارے میں میری تصدیق کرو، کیا ابوبکرؓ اور عمرؓ تمھارے اسلاف میں نہیں ہیں اور کیا وہ ان لوگوں میں نہیں ہیں جن کی دوستی کا تم کو دعویٰ ہے اور جن کی نجات کی تم شہادت دیتے ہو، ان خارجیوں نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ بیان کرتے ہیں۔

عمر نے کہا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد جو نکہ عرب مرتد ہوگئے ابوبکرؓ نے ان سے جنگ کی، ان کا خون بہایا ان کی جائداد ضبط کرلی اور انھیں لونڈی غلام بنا لیا۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہوا۔ عمر نے کہا مگر تم کو معلوم ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ کے اس فعل سے اپنی براءت ظاہر کی، خارجیوں نے کہا نہیں ایسا نہیں ہوا۔ عمر نے کہا کیا اہل النہروان تمھارے اسلاف اور ان لوگوں میں نہیں ہیں جن کی دوستی کا تم دم بھرتے ہو اور جن کی نجات کی تم شہادت دیتے ہو خارجیوں نے کہا جی ہاں ہم ان کو ایسا ہی سمجھتے ہیں عمر نے کہا کیا تم اس واقعہ سے واقف ہو کہ جب اہل کوفہ نے ان پر خروج کیا تو اپنا ہاتھ ان پر روک لیا نہ انھیں قتل کیا نہ امن طلب کرنے والے کو دھمکی دی اور نہ ان کے مال و متاع کو لوٹا۔ دونوں خارجیوں نے کہا آپ صحیح کہتے ہیں ایسا ہی ہوا۔ عمر نے کہا اور

تم کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ جب اہل بصرہ نے شیبانی اور عبید اللہ بن وہب الراسبی
اور اس کے طرفداروں کے ہمراہ ان کے خلاف خروج کیا تو جو شخص اس جماعت
کے سامنے آیا اسے انھوں نے قتل کر دیا نیز انھوں نے عبد اللہ بن خباب
بن الارت رسول اللہ صلعم کے صحابی کو قتل کر دیا اور ان کی ایک لونڈی کو تہ تیغ
کر ڈالا۔ اس کے بعد انھوں نے ایک عرب قبیلہ پر علی الصباح غارتگری کی
ان کے مردوں۔ عورتوں اور بچوں تک کو بلا امتیاز نہایت بے دردی سے
قتل کر دیا یہاں تک کہ شیر خوار بچوں کو کھولتی ہوئی دیگوں میں ڈالدیا۔ انھوں نے
کہا جی ہاں یہ صحیح ہے عمر نے کہا اب بتاؤ کیا اہل بصرہ نے اہل کوفہ کے طرز عمل
یا اہل کوفہ نے اہل بصرہ کی روش سے اپنی برات ظاہر کی۔ خارجیوں نے کہا
نہیں۔ عمر نے پوچھا کیا تم لوگ ان دو جماعتوں میں سے کسی ایک سے اپنی بے
تعلقی کا اظہار کرتے ہو انھوں نے کہا نہیں عمر نے پوچھا بتاؤ دین ایک ہے یا
دو، انھوں نے کہا ایک ہی ہے عمر نے کہا تو کیا دین کے متعلق کوئی ایسی
بات ہے کہ اس کی تم کو تو اجازت ہو اور مجھے نہ ہو خارجیوں نے کہا نہیں،
عمر نے کہا پھر یہ کیا بات ہے کہ تمھارے لئے تو اس بات کی اجازت ہے کہ
تم ابوبکرؓ و عمرؓ سے اپنی دوستی رکھو، نیز ان میں سے بھی ایک نے دوسرے
سے دوستی رکھی نیز تم اہل بصرہ اور اہل کوفہ سے بھی دوستی رکھو اور وہ بھی
ایک دوسرے سے دوستی رکھیں حالانکہ نہایت ہی اہم معاملات میں مثلاً مسلمانوں
کا قتل ان کی عورتوں اور مال و متاع کی اباحت کے بارے میں ان سب میں
اس قدر اختلاف رہا ہو اور مجھے تمھارے زعم میں کسی بات کی اجازت نہ ہو بلکہ
اس بات کی قید ہو کہ میں اپنے خاندان والوں پر لعنت بھیجوں اور ان سے اپنی
برات کا اظہار کروں کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ گنہ گاروں پر لعنت بھیجنا ضروری
فرض ہے اگر ایسا ہے تو مجھے تو بتا کہ تو نے فرعون پر کب سے لعنت نہیں بھیجی
اس نے کہا مجھے یاد نہیں کہ میں نے اس پر لعنت بھیجی ہو عمر نے کہا بڑے افسوس
کی بات ہے تیرے لئے تو یہ بات جائز ہوئی کہ تو فرعون پر جو اخبث مخلوق تھا
لعنت نہ بھیجے اور میرے لئے تیرے زعم کے مطابق اس بات کی اجازت ہی

نہیں کہ میں اپنے اہل بیت کے معاملہ میں خاموش رہوں بلکہ مجھ پر یہ فرض ہے کہ میں ان پر لعنت بھیجوں اور ان سے اپنی برارت کا اظہار کردوں، تم پر سخت افسوس ہے تم بالکل جاہل لوگ ہو تم نے جس کام کا ارادہ کیا ہے اس کے حصول کے لئے غلط راستہ اختیار کیا ہے رسول اللہ صلعم نے جس بات کو لوگوں سے قبول کیا تھا تم اسے رد کرتے ہو تم اسے تو امان دیتے ہو جسے رسول اللہ صلعم نے امان نہیں دی اور اُسے قتل کرتے ہو جسے رسول اللہ صلعم نے امان دی۔

ان دونوں نے کہا ہم تو ایسا نہیں کرتے عمر نے کہا انکار مت کرو تم ابھی اسی وقت اس کا اقرار کرلو گے کیا تم کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلعم لوگوں کے لئے اُس وقت مبعوث فرمائے گئے جب کہ وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے آپ نے انھیں دعوت دی کہ بتوں کی عبادت چھوڑ کر اس بات کی شہادت دیں کہ لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ جس شخص نے اسے قبول کیا اس کی جان و مال محفوظ ہوگیا اور اس کی حرمت واجب ہوگئی اور آپ کا ہر فعل مسلمانوں کے لئے قابل تقلید ہے انھوں نے کہا جی ہاں صحیح ہے عمر نے کہا اب کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ جب ان لوگوں سے تم ملتے ہو جنھوں نے بتوں کی عبادت ترک کرکے اس بات کی شہادت دی ہے کہ لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ تم ان کی جان و مال کو حلال سمجھتے ہو اور جب تمھارے سامنے وہ لوگ آتے ہیں جنھوں نے اس کلمہ کو ترک کیا ہے اور ان کے آبا چاہے یہود و نصاریٰ رہے ہوں یا دنیا کے اور کسی دین کے پیرو ہوں ان کو تمھارے پاس امان ہے ان کا خون بہانا تمھارے لئے حرام ہے۔

اس تقریر کو سنکر حبشی خارجی نے کہا میں نے آج سے پہلے کبھی ایسی صاف و بیّن حجت جیسی کہ آپ نے بیان کی ہے نہیں سنی تھی اور میں تو شہادت دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں اور میں ان سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا جو آپ سے بری ہیں عمر نے دوسرے خارجی شیبانی سے کہا کہو تم کیا کہتے ہو اس نے کہا اس میں شک نہیں کہ آپ نے نہایت واضح اور مدلل طریقہ پر اپنے نقطۂ نظر کو بیان کیا ہے مگر میں تا وقتیکہ تمھارے بیان کو ان سے بیان نہ کردوں اور ان کی حجت بھی

نہ سن لوں خود بخود مسلمانوں (خارجی) کے خلاف کوئی فتویٰ صادر نہیں کرتا۔ عمر نے کہا تم بہتر جانتے ہو۔

شیبانی واپس چلا گیا اور وہ حبشی وہیں رہ گیا عمر نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا یہ صرف پندرہ روز زندہ رہکر مر گیا البتہ وہ شیبانی اپنے ساتھیوں سے جا ملا اور عمر رحمتہ اللہ کی موت کے بعد خارجیوں کے ساتھ کسی جنگ میں مارا گیا۔

واقعات مذکورہ بالا کے علاوہ خارجیوں اور عمر کے درمیان اور بھی واقعات پیش آئے نیز خط و کتابت اور مناظرے بھی ہوئے اسی طرح عمر کے علاوہ ان کے پیشرو بنی امیہ اور ان کے علاوہ اور دوسرے مختلف ممالک کے حاکموں اور خارجیو کے درمیاں بہت سے واقعات پیش آئے جن کو ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے نیز ہم یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ خارجی اپنے کن کن سرداروں کو امیر المومنین کے لقب سے پکارتے تھے اور امام کہکر خطاب کرتے تھے نیز خارجیوں کی مختلف جماعتوں کا ذکر جیسے ازارقہ، حمریہ، اباضیہ، حمزیہ، خلقیہ، صفریہ، نجدات وغیرہ وغیرہ جو سب حروریہ فرقے کی شاخیں تھیں ہم کر چکے ہیں ہم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس وقت یہ فرقہ کہاں کہاں آباد ہے مثال کے طور پر کچھ ان میں سے ملک فارس کے شہر زور سجستان اور اصطخر کے علاقوں میں آباد ہیں کچھ کرمان آذربیجان، مکران، عمان کے پہاڑوں، ہرات واقعہ خراسان، جزیرہ۔ تاہرت زیرین وغیرہ روئے زمین کے مختلف قطعات میں یہ لوگ اب سکونت پذیر ہیں ان سب واقعات کو ہم نے مفصل اپنی کتاب اخبار الزمان اور اوسط میں بیان کیا ہے، ہم نے اپنی تالیف میں جو کتاب الانتصار کے نام سے مشہور ہے جس میں صرف خارجیوں کے فرقوں کا فرق بیان کیا گیا ہے اور کتاب الاستبصار میں ان خارجیوں کا ذکر کیا ہے جنھوں نے تحکیم کو تسلیم نہیں کیا تھا ہم نے ان کے ائمہ میں جو شعراء گذرے تھے ان کی ایک جماعت کا ذکر کیا ہے انھیں میں مصقلۃ بن عتبان الشیبانی ہے جو خارجیوں کے بڑے زبردست لوگوں میں تھا حسب ذیل شعر اسی کے ہیں:

ابلغ امیر المومنین رسالۃ ⁂ وذو النصح ان لم یرع منک قریب

(ترجمہ) تو امیر المومنین کو یہ خط پہنچا دے ⁂ اور یہ نصیحت کرنے والا تمھارے قریب ہی ہے

فانک ان لم ترضی بکر بن وائل ٭ یکن لک یوم بالعراق عصیب

(ترجمہ) اگر تو نے بکر بن وائل کو خوش نہ کرلیا تو عراق میں تجھ کو ایک سخت و مشکل یوم جنگ میں مبتلا ہونا پڑیگا

فان یک منکم کان مروان وابنہ ٭ وعمرو ومنکم ہاشم وحبیب

(ترجمہ) اگر تم میں مروان اور اس کا بیٹا اور عمرو ہاشم اور حبیب ہے۔

فمنا سوید والبطین وقعنب ٭ ومنا امیر المومنین شبیب

(ترجمہ) تو ہم میں بھی سوید بطین قعنب - اور امیر المومنین شبیب ہے۔

غزالۃ ذات النذر منا حمیدۃ ٭ لہا فی سہام المسلمین نصیب

(ترجمہ) اور منت ماننے والی خوش سیرت غزالہ ہے جس کا حصہ تمام مسلمانوں کے حصوں میں متعین ہے

ولا صلح مادامت منابر ارضنا ٭ یقوم علیہا من ثقیف خطیب

(ترجمہ) جب تک ہمارے علاقہ کے منبروں پر ثقیف کا خطیب کھڑا ہوگا ہم میں اور تم میں صلح نہیں ہوسکتی۔

اسی طرح شبیب کی ماں کے حالات بھی ہم نے بیان کر دے ہیں اور فصل خصومات میں دیانت کے متعلق اُس نے جو اجتہاد کیا ہے وہ بھی ہم نے بیان کر دیا ہے اسی کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے،

ام شبیب ولدت شبیبا ٭ ھل تلد الذئبۃ الا ذئبا

(ترجمہ) شبیب کی ماں سے شبیب پیدا ہوا اور قاعدہ یہ ہی ہے کہ بھیڑے کی مادہ بھیڑیا ہی جنتی ہے،

ان کے علماء کا جیسے یمان کا حال بھی ہم نے بیان کر دیا ہے اس یمان نے بھی کئی کتابیں خارجیوں کے مذاہب کے متعلق تصنیف کی ہیں - نیز عبداللہ بن یزید الاباضی ابی ملک الحضری قعنب اور ان کے علاوہ دوسرے علماء کا حال ہم نے لکھا ہے یمان بن رباب خارجیوں کا ایک زبردست عالم تھا اور اس کا بھائی علی بن رباب رافضیوں کا زبردست عالم تھا یہ دونوں اپنی اپنی جماعتوں کے سرخیل تھے ہر سال تین دن تک ان دونوں میں مناظرہ ہوتا تھا اور بغیر ایک دوسرے کو سلام کرنے یا اس سے باتیں کرنے کے یہ دونوں پھر علٰحدہ ہوجاتے تھے اسی طرح جعفر بن المبشر معتزلہ فرقے کا بڑا زبردست عالم امام اور زاہد تھا اور اس کا بھائی خنش بن المبشر اہل حدیث کا بڑا عالم اور مقرر تھا اور اپنے بھائی جعفر سے

عقائد سے قطعی اختلاف رکھتا تھا ان دونوں میں بڑے سخت مناظرے ہوئے
کہ جن سے سخت عداوت و نفرت تک نوبت پہنچی اُن دونوں نے ایک دوسرے سے
بات کرنے کی تمام عمر کے لئے قسم کھائی تھی - یہ جعفر بن المُبشّر اور جعفر بن حرب
بغداد کے مشہور معتزلی علماء تھے ۔

عبداللہ بن یزید الاباضی کوفہ میں سکونت پذیر تھا اس کے پیرو اس کے
پاس آتے اور اس کی تعلیم حاصل کرتے یہ عبداللہ اور ہشام بن الحکم دونوں
تجارت میں شریک تھے حالانکہ انکے خیالات و عقائد میں زمین و آسمان کا تفاوت
تھا یہ ہی ہشام خدا کی جسامت کے عقیدہ کے ثابت کرنے اور تسلیم کرنے میں
سب سے آگے تھا نیز قطعیہ فرقے کے مذہب کے مطابق امامت کا قائل اور
اس کا حامی تھا رافضی اس کے پاس آتے تھے اور تعلیم حاصل کرتے تھے - یہ دکان دار علماء باوجود اس قدر
اختلاف عقائد کے ایک ہی دکان میں بیٹھکر تجارت کرتے تھے ایک سخت
خارجی اور دوسرا سخت رافضی تھا مگر کبھی ایک نے دوسرے کو برا نہ کہا اور نہ کوئی
ایسی بات سرزد ہوئی جو ان کے علم عقل احکام شرع یا آداب بحث و مباحثہ
اور حسن معاشرت کے منافی ہوتی ۔

بیان کیا گیا ہے کہ اسی زمانہ میں عبداللہ بن یزید الاباضی نے ہشام
بن الحکم سے کہا ہم ایک دوسرے کے جیسے دوست ہیں اور ہم میں جو مستقل تجارتی
شرکت ہے اس سے آپ واقف ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی بیٹی فاطمہ سے
میرا نکاح کر دیجئے ہشام نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے وہ تو مومنہ ہے ، یہ جواب سنکر
عبداللہ خاموش ہو گیا اور پھر جب تک موت نے ان دونوں میں جدائی نہ کر دی
ایک لفظ کبھی اس کے متعلق منہ سے نہیں نکالا - اسی ہشام کا رشید اور ابن برمک
سے جو واقعہ گذرا اسے ہم اپنی مقدم الذکر کتابوں میں بیان کر چکے ہیں ۔

عمرو بن عبید کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ خلافت عمر بن
عبدالعزیز کو بغیر کسی حق یا استحقاق کے ملی تھی مگر انھوں نے خلیفہ ہونے کے
بعد اپنے عدل و انصاف سے اسے اپنا حق بنا لیا ، عمر بن عبدالعزیز کی موت پر
فرزدق نے جو مرثیہ کہا تھا اس کے بعض شعر یہاں نقل کئے جاتے ہیں ۔

اقول لما انبی الناعون بی عمراً - لقد نعیتم قوام الحق والدین

(ترجمہ) جب عمر کی موت کی خبر مجھے خبر مرگ دینے والے نے سُنائی تو میں نے اس سے کہا کہ تو نے دین اور صداقت کے ستون کی موت کی خبر دی ہے ،

قد غیبوا الرامون الیوم اذ رموا ۔ بدیر سمعان قسطاس الموازین

(ترجمہ) بلاشبہ دفن کرنے والوں نے دیر سمعان میں میزان عدل کی ڈنڈی کو سپرد خاک کر دیا۔

لم یلھیہ عمرہ عین یفجرھا ۔ ولا النخیل ولا رکض البراذین

(ترجمہ) اُن کی تمام عمر نہ کسی چشمہ آب نے جسے وہ جاری کرتے ان کو اپنی طرف مشغول کیا نہ کھجوروں اور گھوڑوں نے۔

یزید بن عبدالملک بن مروان کے عہد کا ذکر

---

(۴۴۶) بروز جمعہ سنہ ۱۰۱ ہجری کے ماہ رجب کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں جب عمر بن عبدالعزیز نے انتقال کیا اور اسی دن یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا۔ ابو خالد کنیت تھی اس کی ماں عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھی۔ اور خود اس نے سنہ ۱۰۵ ہجری کے ماہ شعبان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ جمعہ کے دن دمشق کے علاقہ البلقاء کے مقام اربد میں سینتیس سال کی عمر میں انتقال کیا اس کی مدت خلافت چار سال ایک ماہ اور دو دن ہے۔

یزید کی سیرت و خصلت اُس کے حالات اور اس کے عہد کے واقعات کا مختصر بیان

اس یزید بن عبدالملک پر ایک چھوکری سلامۃ القس کی انتہائی محبت غالب تھی

یہ پہلے سہیل بن عبدالرحمن بن عوف الزہری کے پاس تھی یزید نے اسے تین ہزار دینار میں خرید لیا اور اس پر فریفتہ ہوگیا اور وہ اس پر بالکل قابو پا گئی اسی کے متعلق عبداللہ بن قیس الرقیات نے یہ شعر کہا ہے۔

(۴۴۷) لقد فتنت الدنیا وسلامۃ القسا ؛ فلم تترکا للقس عقلاً ولا نفساً

(ترجمہ) دنیا اور سلامۃ القس کی محبت اس قدر اس پر غالب ہوگئی ہے کہ اب نہ قس کے پاس عقل رہی اور نہ خود جان۔

یہ حالت دیکھکر اس کی دادی اُم سعید العثمانیہ نے یہ چال چلی کہ ایک اور لونڈی حبابہ نام جس کی محبت عرصہ دراز سے یزید کے دل میں متمکن تھی خریدی اور اسے یزید کے حوالے کر دیا اب بجائے سلامۃ کے حبابہ نے یزید پر قبضہ کر لیا یزید نے سلامۃ کو چھوڑ دیا اور وہ اُم سعید کو دیدی۔

اس کی شراب خواری اور عیش و نشاط میں مصروفیت اور ہر وقت محل کے اندر رہنے کی وجہ سے رعایا پر عام طور پر ظلم ہونے لگا اس بنا پر مسلمہ بن عبدالملک نے اُسے لعنت ملامت کی اور کہا کہ کل عمر نے انتقال کیا ہے جو عدل ان کے عہد میں جاری تھا اسے تم بھی جانتے ہو تم کو چاہیئے کہ تم بھی لوگوں سے عدل کرو اور اس لہو و لعب کو خیرباد کہو کیونکہ جو تمہاری حالت یہاں ہے اسی کی تقلید تمہارے بڑے بڑے عہدہ دار مختلف صوبوں میں کر رہے ہیں جو تم کرتے ہو وہی وہ کرتے ہیں مناسب یہ ہے کہ اپنی حالت بدل دو اور اس روش کو قطعاً ترک کرو اس نصیحت کا اثر یہ ہوا کہ یزید نے اپنے اعمال سے توبہ کی اور نادم ہو کر

(۴۴۸) سب کو ترک کر دیا اسے تھوڑی مدت گذری تھی کہ اس کا یہ زہد حبابہ پر شاق گذرنے لگا اس نے احوص شاعر اور معبد گوّیے سے کہلا کر بھیجا کہ اب یہ حالات ہوگئے ہیں تم دونوں کیا کر رہے ہو احوص نے یہ اشعار اسے سنانے کے لئے نظم کئے،

الا لا تلمہ الیوم ان یتبلدا ؛ فقد غلب المحزون ان یتجلدا

(ترجمہ) خبردار ہو۔ آج اسے اس بات پر ملامت نہ کر کہ وہ کند ہوگیا ہے کیونکہ بسا اوقات غمگین کو مجبوراً صبر کرنا ہی پڑتا ہے۔

اذا کنت عزہاۃ عن اللہو والصبیٰ ؛ فکن حجراً من یابس الصخر جاملدا

(ترجمہ) اگر تو نے عیش و نشاط اور عشق کو قطعی خیر باد کہدیا ہے تو ایک سخت سوکھا ہوا گھر دراسپھر بن جا۔

فما العیش الا مایلذ و یشتہی ✻ وان لام ذو الشنان فیہا وفندا

(ترجمہ) حصول لذت اور خواہش کے پورا کرنے کا نام ہی زندگی ہے اگرچہ کوئی بد باطن اس پر ملامت کرے اور اس میں سمجھا جائے۔

معبد نے یہ شعر گائے حبابہ نے بھی انھیں اچھی طرح یاد کر لیا جب یزید اس کے پاس آیا اس نے اس سے کہا امیر المومنین قبل اس کے کہ میں آپ کی خواہش پوری کروں آپ میری ایک چیز سن لیجئے یہ کہکر اس نے وہ شعر گائے جب وہ گا چکی تو ابیزید کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ آخری شعر کو مکرر سہ کرر پڑھتا رہا۔ اس کے بعد اب پھر اس کی سابقہ حالت عود کر آئی۔ عیش و نشاط میں مصروف رہنے لگا اور اس میں اس قدر انہماک ہوا کہ جس بات کا اس نے ارادہ کیا تھا اس کی کوئی پروا نہ رہی۔ (۴۴۹)

ایک مرتبہ یزید کو حسب ذیل اشعار یاد آئے۔

صفحنا عن بنی ذہل ✻ وقلنا القوم اخوان

(ترجمہ) ہم نے بنی ذہل سے درگذر کر دیا اور کہا کہ یہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔

عسی الایام ان یرجعن قوماً کالذی کانوا

(ترجمہ) اور یہ امید کی کہ زمانہ انھیں ویسا ہی کر دے جیسا کہ یہ پہلے تھے۔

فلما صرح الشر ✻ وامسی وھو عریان

(ترجمہ) مگر جب کھلم کھلا جنگ شروع ہوگئی۔

مشینا مشیۃ اللیث ✻ غدا واللیث غضبان

(ترجمہ) ہم آہستہ آہستہ پیدل صبح کے وقت غضبناک شیر کی طرح دشمن کی طرف بڑھے۔

بضرب فیہ توھین ✻ وتضجیع واقران

(ترجمہ) اور ایسی شمشیر زنی کی جس میں ہمارے دشمن کے لئے ذلت و خواری تھی،

وطعن کفم الزق ✻ غدا والزق ملآن

(ترجمہ) اور ہم نے ایسی نیزہ زنی کی جس کی وجہ سے ہمارے دشمنوں کا خون اس طرح بہ رہا تھا جیسا کہ بھری ہوئی مشک سے پانی بہا کرتا ہے۔

وفی الشر نجاۃ حین لا ینجیک احسان

(ترجمہ) جب تجھ کو نیکی کام نہ دے تو پھر اس وقت شر ہی سے نجات مل سکتی ہے،

(۴۵۰) یہ بہت پرانا کلام ہے کہا جاتا ہے کہ یہ اشعار فند الزمانی کے ہیں جو اس نے جنگ بسوس کے موقع پر کہے تھے اس کے بعد یزید نے حبابہ سے فرمائش کی کہ تم ان اشعار کو گا کر سناؤ حبابہ نے کہا احول مکی کے علاوہ میں کسی اور شخص کو نہیں جانتی جو ان اشعار کو فن موسیقی کے اعتبار سے پوری طرح ادا کر سکے یزید نے کہا مگر میں نے ابن عائشہ کو یہ اشعار گاتے سنا ہے اور وہ اس کی سرگم سے بھی واقف تھا اور اسے سنا تھا حبابہ نے کہا جی ہاں یہ راگ اس نے فلاں ابن ابی لہب سے سیکھا ہے جو بہت عمدہ ادا کرتا تھا، یزید نے اپنے عامل مکہ کو حکم بھیجا کہ خط پہنچتے ہی فلاں بن ابی لہب کو تم میرے پاس روانہ کر دو، سفر خرچ کے لئے ایک ہزار دینار دیدینا اور ڈاک کی جس سواری پر وہ آنا چاہے اسے سوار کرکے بھیجدو۔ عامل مکہ نے اس حکم کی تعمیل کی جب وہ یزید کے پاس آیا یزید نے اس سے فند الزمانی کے اشعار گانے کی فرمائش کی اس نے اس خوبی سے ان اشعار کو گایا کہ یزید نے مکرر سہ کرر ان کے گانے کی فرمائش کی اور اور جتنی مرتبہ اس نے گایا اس میں اپنا کمال ظاہر کر دیا یزید کو وجد آگیا اس نے پوچھا تم نے کس سے موسیقی سیکھی تھی اس نے کہا میں نے اپنے باپ سے اور میرے باپ نے اپنے باپ سے یزید نے کہا اگر تم کو ابولہب سے صرف یہ آواز ہی ورثہ میں ملی ہوتی تب بھی میں کہتا کہ اس نے بہت بڑی چیز تم کو

(۴۵۱) ورثہ میں دی۔ اس شخص نے کہا اے امیر المومنین ابولہب کا فر مرا ہے اس نے رسول اللہ صلعم کو اذیت پہنچائی تھی یزید نے کہا جو تم کہتے ہو اُسے میں جانتا ہوں مگر اس وقت جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس قدر عمدہ گانے والا تھا تو میرے قلب میں اس کی طرف سے نرمی پیدا ہو گئی، اس کے بعد یزید نے اس شخص کو خلعت و انعام دیا اور اس کی خوب آؤ بھگت کرکے اسے اس کے وطن واپس بھیجدیا۔

عمر بن عبد العزیز نے جو فرمان یزید کی ولی عہدی کے لئے لکھا تھا اس میں

مرقوم تھا "جب کہ عزت کے ساتھ اللہ تجھے قدرت دے تو اس بات کو یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر کامل قدرت رکھتا ہے" یہ بھی کہا جاتا ہے یہ نصیحت عمر نے اپنے کسی عامل کو لکھکر بھیجی تھی۔ ابن بکار کی روایت کے مطابق اُس میں اتنی زیادتی تھی "جب بندوں کے ظلم کی وجہ سے ان کو سزا دینے کی تم کو پوری قدرت ہو اس وقت جو سلوک تم ان کے ساتھ کرو اس میں یہ بات یاد رکھو کہ اللہ تم پر قدرت کاملہ رکھتا ہے اور اسے خوب جان لو کہ جو تم ان کے ساتھ برتاؤ کرو گے اس کا اثر ان پر سے زائل ہو جائے گا مگر اس کی ذمہ داری تم پر باقی رہے گی۔ اور یاد رکھو اللہ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لے لیتا ہے، جب تم کسی پر زیادتی کرو تو ایسے شخص پر نہ کرنا جو اس قدر کمزور ہو کہ وہ صرف خدا کی مدد تمھارے خلاف مانگے،

(۴۵۲) حبابہ بیمار پڑی یزید نے محل سے باہر نکلنا چھوڑ دیا اسی مرض میں حبابہ نے انتقال کیا یزید کو اس قدر صدمہ ہوا کہ محض رنج کی وجہ سے کئی دن تک اسے دفن نہیں کیا اس کی لاش میں سے بدبو آنے لگی لوگوں نے اسے سمجھایا کہ آپ کے اس غیر معمولی رنج پر عوام چہ میگوئیاں کر رہے ہیں اور یہ بات آپ کے منصب خلافت کی شان کے خلاف ہے کہ آپ اس قدر رنج و غم کریں اس سے متاثر ہو کر یزید نے اسے دفن کر دیا اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا۔

فان تسل عنک النفس او تدع الھویٰ ٭ فبالیاس تسلو عنک لا بالتجلد

(ترجمہ) اگر میرا نفس تیری طرف سے تسلی پا جائے یا تیری محبت کو چھوڑ دے تو اس کی وجہ محض مایوسی ہوگی نہ کہ اس کا ارادہ۔

اس واقعہ کے چند ہی دن کے بعد یزید نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔

ابوالحویرث الثقفی سے روایت ہے کہ یزید کو حبابہ کی موت کا نہایت سخت صدمہ و رنج ہوا اُس کے ہوش و حواس بجا نہ رہے اس کے اس رنج میں حبابہ کی ایک خادمہ چھوکری بھی شریک ہوگئی ایک دن اس چھوکری نے یزید کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

(۴۵۳) کفی حزنا للھائم الصب ان یری ٭ منازل من یھوی معطلۃ قفرا

(ترجمہ) پریشان خاطر اور حیران عاشق کے غم کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی معشوقہ کے مقامات اب خالی دیکھے

یہ شعر سنکر یزید اس قدر رویا کہ قریب المرگ ہوگیا، یہ لونڈی ہر وقت یزید کے پاس رہتی اور اس سے حبابہ کا ذکر کرتی رہتی اسی حالت میں یزید نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

ایک دن سلامہ اور حبابہ کے گانے سے یزید پر یہ کیفیت طاری ہوئی کہ کہنے لگا کہ میں اُڑنا چاہتا ہوں حبابہ نے کہا اے میرے آقا آپ امت کو اور ہمیں کس پر چھوڑتے ہیں،

ابو حمزہ خارجی جب بنی امیہ کا ذکر کرکے ان کی برائیاں بیان کرتا تو یزید بن عبد الملک کا ذکر ضرور کرتا اور کہتا کہ اس نے حبابہ کو اپنے دائیں اور سلامہ کو اپنے بائیں جانب بٹھایا اور کہنے لگا کہ میں اُڑنا چاہتا ہوں چنانچہ اب وہ اللہ کی لعنت اور اس کے دردناک عذاب کی طرف اڑ کر چلا گیا ہے،

(۴۵۳) سنہ ۱۰۱ ہجری میں جب عمر بن عبد العزیز بیمار ہوے تو یزید بن المہلب بن ابی صفرہ ان کی قید سے بھاگ کر بصرہ چلا گیا اس زمانہ میں عدی بن ارطاۃ الفزاری بصرہ کا حاکم تھا یزید نے اس پکڑ کر قید کردیا اور اب یزید بن عبد الملک سے علانیہ بغاوت کرکے کوفہ پر قبضہ کرنے کے لئے اس کی جانب بڑھا۔ قبیلۂ ازد ان کے حلیف یزید بن المہلب کے دوسرے متعلقین اور خاص طرفدار بڑی تعداد میں اس کے جھنڈے کے نیچے جنگ کے لئے آمادہ ہوکر جمع ہوئے اس کی قوت وشوکت نے خطرناک صورت اختیار کرلی، یزید نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبد الملک اور بھتیجے عباس بن الولید بن عبد الملک کو ایک زبردست فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ جب دونوں فریق مقابل آگئے تو یزید نے اپنی فوج میں بے چینی محسوس کی یزید نے اس کی وجہ دریافت کی لوگوں نے کہا کہ مسلمہ اور عباس مقابلہ پر آگئے ہیں اس سے لوگوں میں اضطراب پھیلا ہوا ہے یزید کہنے لگا بخدا ان دونوں کی حقیقت کیا ہے مسلمہ کی مثال زرد ٹڈی کی ہے اور عباس ایک ذلیل یونانی اور یونانی کا بیٹا ہے اب رہے اہل شام وہ سب کے سب نہایت ادنی درجہ کے لوگ ہیں جن میں زیادہ تر زمیندار، کاشتکار، رنگریز اور مزدور پیشہ لوگ ہیں۔ میری اب سب سے

یہ درخواست ہے کہ صرف ایک گھنٹہ آپ میری خاطر مجتمعہ طور پر شمشیر زنی کیجئے اور ان کے چہروں پر ضرب لگائیے پھر دیکھئے کہ کیا نتیجہ ہوتا ہے یہ جنگ صرف ایک صبح یا ایک شام میں قطعی تصفیہ پا جائے گی جس میں اللہ ہمارے اور ہمارے ظالم دشمنوں کے درمیان ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دے گا۔ میرا گھوڑا لاؤ۔ (۴۵۵)

یزید کا ابلق گھوڑا لایا گیا یہ اس پر بغیر اسلحہ سجائے سوار ہو گیا اور اب دونوں فوجوں میں مقابلہ شروع ہوا نہایت خونریز معرکۂ کارزار گرم ہوا نہایت شدید جنگ کے بعد یزید کی فوج پسپا ہوئی وہ خود جنگ میں کام آیا اس کے تمام بھائی نہایت بے جگری اور صبر سے جنگ میں ڈٹے رہے اور سب کے سب مارے گئے، اسی لڑائی کے بارے میں کسی شاعر نے یہ اشعار کہے ہیں۔

کل القبائل طاوعوک علی الذی ٭ تدعوا الیہ طائعین وساروا

ان یقتلوک فان قتلک لم یکن ٭ عاراً علیک وبعض قتل عارُ

(ترجمہ) جس کام کے لئے تو نے دعوت دی اس کے لئے تمام قبایل نے خوشی خوشی تیری دعوت کو قبول کیا اور وہ سب کے سب میدان جنگ میں چلے آئے اگر دشمن نے تجھ کو قتل کر دیا تو کیا ہوا تیرا اس بہادری سے قتل ہونا تیرے لئے باعث عار نہیں ہے حالانکہ بعض قتل باعث ننگ و عار ہوا کرتے ہیں)

جب اس فتح کی خوشخبری یزید بن عبد الملک کو شام میں ملی اس نے بہت خوشی منائی تمام درباری شعرا کو مھلب کے خاندان کی ہجو لکھنے کا حکم دیا سب نے ہجو لکھی مگر کثیر نے نہیں لکھی اس پر یزید نے اس سے کہا اے ابو صخر چونکہ یہ یمنی تھے اس وجہ سے تم میں ان کی قرابت کا جذبہ جوش زن ہوا اور اسی وجہ سے تم نے ہجو نہیں لکھی اسی فتح کے موقع پر جریر نے یہ شعر کہے جس میں وہ یزید کی مدح کرتا ہے اور آل مھلب کی ہجو کرتا ہے۔

یا رُبَّ قومٍ وقومٍ حاسدون لکم ٭ لیس فیہم بدل منکم ولا خلف (۴۵۶)

(ترجمہ) بہت سے لوگ تمہارے حاسد ہیں حالانکہ ان میں نہ کوئی تمہارا مماثل ہے اور نہ جانشین۔

آل المھلب جازی اللہ دابرھم ٭ امسوا رماداً فلا اصل ولا طرف

(ترجمہ) خاندان مھلب کے پشت پھیرنے والوں کا اللہ برا کرے وہ اب اس طرح برباد ہو گئے ہیں کہ ان کا کچھ باقی نہ رہا

ما نالت الازد من دعوی مضلهم ؛ الا المعاصم والاعناق تختطف

(ترجمہ) بنی ازد کو اپنے گمراہ کن کے دعوی سے کوئی فائدہ سوائے اس کے حاصل نہ ہوا کہ انکی کلائیاں اور گردنیں قطع کر دی گئیں۔

والازد قد جعلوا المنتوف قایدہم ؛ فقتلتہم جنود الله وانتسفوا

(ترجمہ) ازدیوں نے منتوف کو اپنا سردار بنایا اور اللہ کی فوجوں نے ان کے پرخچے اڑا دیئے۔

یہ ایک طویل قصیدہ ہے جس کے یہ شعر یہاں نقل کئے گئے۔ اسی واقعہ کے متعلق جریر نے بھی یزید کی مدح میں کچھ شعر کہے جن میں سے صرف دو یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

لقد ترکت فلا تعدمك اذ کفروا ؛ لابن المهلب عظما غیر مجبور

(ترجمہ) اللہ تم کو ہمیشہ ہمارے لئے زندہ رکھے۔ ان کی ناسپاس گذاری کی وجہ سے تم نے ابن المهلب کی ایسی ہڈی توڑی جو اب نہیں جوڑی جا سکتی۔

یا ابن المهلب ان الناس قد علموا ؛ ان الخلافة للشم المغاویر

(ترجمہ) اے مهلب کے بیٹے۔ لوگوں کو معلوم ہے خلافت صرف بڑے بہادر غارت گری کرنے والے کو ملتی ہے۔

یزید بن عبد الملک نے ہلال بن احوز المازنی کو آل مہلب کے تعاقب میں روانہ کیا اور ہدایت کر دی کہ اون میں سے جس شخص پر ان کی دسترس ہو سکے اُسے قتل کرے یہاں تک کہ ہر بالغ لڑکے کو قتل کر دے۔ یہ ان کا تعاقب کرتا ہوا علاقہ سندھ کے مقام قندابیل پہنچا یہاں مہلب کے خاندان کے دو لڑکے اس کے سامنے پیش کئے گئے۔ ہلال بن احوز نے ایک سے دریافت کیا کہ آیا وہ سن بلوغ کو پہنچ گیا ہے اس نے کہا جی ہاں اور فوراً قتل کے لئے اپنی گردن خود آگے بڑھادی دوسرا البتہ کا سہم گیا اس نے اپنی پریشانی اور ہراس کو ضبط کرنے کے لئے اپنے ہونٹھ دانت سے چبائے اسے بھی قتل کر دیا گیا، اس مقام پر آل مہلب کے اس قدر آدمی قتل ہوئے کہ قریب تھا کہ اس کی نسل ہی بالکل منقطع ہو جائے۔ (۴۵۷)

بیان کیا گیا ہے کہ ہلال بن احوز کے آل مہلب کو اس طرح بیدریغ قتل کرنے کے بعد بیس سال متواتر اس خاندان میں ہر بچہ مرد پیدا ہوا اور کوئی موت

واقع نہیں ہوئی ۔

ہلال بن احوز کی مدح اور اس کی کارروائی کے بیان کے لئے جریر نے یہ شعر کہے ۔

اقول لھا من لیلۃ لیس طولھا ✿ کطول اللیالی لیت صبحک نورا

(ترجمہ) میں رات سے کہتا ہوں جس کا طول اور راتوں کی طرح نہیں ہے بلکہ درازتر ہے کاش کہ تیری صبح جلد روشن ہوتی ۔

اخاف علی نفس ابن احوز انہ ✿ جلا کل ھم فی النفوس فاسفرا

(ترجمہ) مجھے ابن احوز کی جان کا اس لئے خوف ہے کہ اس نے نفوس کے غموں کو دور کر کے انہیں منور کر دیا ہے ۔

جُعلت لقبر بالحسان ومالک ✿ وقبر عدیّ بالمقابر اقبرا

(ترجمہ) میں ان قبروں پر جو حسان اور مالک میں واقع ہیں اور عدی کی قبر پر جو دوسری قبروں کے ساتھ واقع ہے فدا ہوں ،

فلم یبق منھم رایۃ تعرفونھا ✿ ولم یبق من آل المھلب عسکرا

(ترجمہ) آل مہلب کا نہ کوئی اب نشان یا علم باقی رہا جسے تو پہچان سکے اور نہ ان کی کوئی فوج رہی

اس قصیدہ میں بہت سے شعر ہیں ۔

یزید بن عبدالملک نے عمر بن ہبیرۃ الفزاری کو عراق کا صوبہ دار مقرر (۴۵۸) کیا اور خراسان بھی اسی کے تحت کر دیا جب عراق میں اس کا اقتدار پوری طرح قایم ہو گیا اس نے حسن بن ابی الحسن البصری عامر بن شرجیل الشعبی اور محمد بن سیرین کو اپنے پاس بلایا یہ ۱۰۳ ہجری کا واقعہ ہے اور ان سے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر یزید بن عبدالملک کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا ہے اور تمام لوگوں سے خلیفہ کی اطاعت کا عہد لیا ہے اور انھوں نے ہم سے اپنی اطاعت و فرماں برداری کا حلف لیا ہے اور آپ لوگ خود جانتے ہیں کہ انھوں نے مجھے اتنی اہم خدمت پر فائز کیا ہے وہ مجھے حکم بھیجتے ہیں اس کو نافذ کر دیتا ہوں اور جو ہدایت دیتے ہیں اس کے مطابق عمل کراتا ہوں اس میں آپ کی کیا رائے ہے ، ابن سیرین اور شعبی نے ایسا گول جواب دیا جس میں تقیہ تھا

عمر ابن ہبیرہ نے حسن بصری سے پوچھا کہئے آپ کیا فرماتے ہیں انھوں نے
(۴۵۹) کہا اے ابن ہبیرہ یزید کے بارے میں تو اللہ سے ڈر مگر اللہ کے معاملہ
میں یزید سے قطعاً خوف نہ کر۔ اللہ تجھے یزید سے بچا سکتا ہے مگر یزید تجھے اللہ
کی گرفت سے ہرگز نہیں بچا سکتا اور قریب ہے کہ اللہ کسی فرشتہ کو بھیجکر
تیری روح قبض کرائے اور پھر بجائے اس تخت حکومت کی وسعت کے
تجھے تنگ و تاریک قبر میں جانا پڑے اور اس وقت سوائے تیرے اعمال
صالح کے اور کوئی کام نہ آئے گا۔ اے ابن ہبیرہ میں تجھکو ڈراتا ہوں کہ تو ہرگز
اللہ کی معصیت نہ کرنا اللہ نے محض اپنے دین کی اصلاح و صیانت اور اپنے
بندوں کی حفاظت و صیانت کے لئے یہ حکومت و اقتدار عطا فرمایا ہے ایسا
نہ ہو کہ اس اللہ کی عطا کردہ حکومت کی طاقت کو تم مذہب اور بندگان خدا
کے خلاف استعمال کرو جس کام میں اللہ کی معصیت ہوتی ہو اس میں کسی بندہ کی
اطاعت جائز نہیں،

اس واقعہ کے سلسلہ میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ ابن ہبیرہ نے
ان سب کا منصب مقرر کر دیا اور حسن کا منصب ان سے دوگنا مقرر کیا اس پر
شعبی کہنے لگے کہ ہم نے اصلی اور پوری بات اس سے نہیں کہی اسی لئے
اس نے بھی ہمارے منصب میں کمی کر دی۔

یزید کو معلوم ہوا کہ اس کا بھائی ہشام بن عبدالملک یزید کی مذمت
کرتا رہتا ہے، اس کی موت کا آرزومند ہے اور جوان عورتوں کے ساتھ
اس کے انہماک کی مذمت کیا کرتا ہے اس پر یزید نے اسے لکھا کہ مجھے
(۴۶۰) معلوم ہوا ہے کہ میری زندگی تم پر گراں ہے، تم میری موت کے جلد آنے کے
متمنی ہو، بخدا میں اس بات سے خوب واقف ہوں کہ میرے بعد تم اپنے ان
خیالات فاسدہ کی وجہ سے اس پرند کی طرح ہو جاؤ گے جس کے تمام پر پرزے
قطع کر دئیے گئے ہوں،

ہشام نے اس کے جواب میں لکھا کہ جب کبھی امیر المومنین ہمارے دشمن
نمک حراموں کی شکایتوں اور چغلیوں کے لئے اپنا حس سماعت عطا فرماتے ہیں تو

آپس کے تعلقات کو منقطع کردینے یا انھیں خراب کردینے کا ارادہ فرمالیتے ہیں حالانکہ امیر المومنین کی شان خدا کے فضل وکرم اور اس کی عطا کردہ اہلیت کی وجہ سے یہ ہے کہ آپ مجرموں کے جرائم سے چشم پوشی فرمائیں اب رہا میرا معاملہ اس کے متعلق عرض ہے کہ میرے دل میں کبھی اس کا خیال نہیں گزرا کہ آپکی زندگی میرے لئے دوبھر ہوگئی ہو، یا یہ کہ میں آپ کی موت کے آنے کا جلد متمنی ہوں۔

اس کے جواب میں یزید نے لکھا ہم تمہارے بیان کو قبول کرتے ہیں اور تمہاری طرف سے جو خبر ہمیں پہنچی تھی اسے جھوٹ سمجھتے ہیں عبدالملک نے جو وصیت مجھے اور تم کو اور سب کو کی تھی وہ یاد رکھو آپس کی بغاوت اور ترک حمایت سے بچتے رہو۔ ہمیں ان کے حکم کے مطابق آپس کے تعلقات (۴۶۱) ہمیشہ اچھے رکھنا چاہئیں اور اپنی اغراض کو مشترک رکھنا چاہئے یہ طرز عمل تمہارے لئے بہت مفید اور نافع ہے میں تم کو یہ شعر لکھتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ تم اس کے مصداق ہو،

وانّی علی اشیأمنک تریبنی ٭ قد یماً لذ و صفح علی ذاک مُجمل

(ترجمہ) باوجودیکہ بہت سی باتیں مجھے تیری طرف سے مشتبہ کرتی رہیں مگر میں نے ہمیشہ تجھ سے درگذر کیا اور اچھا ہی سلوک کیا۔

ستقطع فی الدنیا اذا ما قطعتنی ٭ یمینک فانظر ای کف تبدل

(ترجمہ) اگر تو نے مجھے قطع کر دیا تو گویا تو نے دنیا میں اپنا داہنا ہاتھ قطع کر دیا اور تو خود دیکھ کہ اس کے عوض کون ہاتھ تیرے ہاتھ آیا۔

وان انت لم تنصف اخاک وجدته ٭ علی طرف الھجران ان کان یعقل

(ترجمہ) اگر تو نے اپنے بھائی سے انصاف نہیں برتا تو اگر وہ عقلمند ہے تو وہ اپنا تعلق کیسے جدا کرلے گا۔

جب یہ خط ہشام کے پاس پہنچا وہ خود سفر کرکے یزید کے پاس آرہا اور اور پھر اس کے مرنے تک دشمنوں اور مفسدوں کے خوف سے اس کے قریب ہی قیام پذیر رہا۔

اُن مشاہیر کا ذکر جنھوں نے اس عہد میں انتقال کیا

یزید بن عبدالملک کے عہد میں عطا بن یسار نے جو حضرت میمونہؓ زوجۂ رسول اللہ صلعم کے آزاد غلام تھے سنہ ۱۰۳ ہجری میں چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی ابومحمد اُن کی کنیت تھی۔

نیز اسی سنہ میں مجاہد بن جابر قیس بن السائب المخزومی کے مولی نے چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی ابوالحجاج ان کی کنیت تھی۔

(۴۶۲) جابر بن زید بصرہ کے ازدیوں کے مولی نے وفات پائی ابوالشعثا انکی کنیت تھی۔

یزید بن الاصم نے جو اہل رقہ سے تھے اور حضرت میمونہؓ زوجۂ رسول اللہ صلعم کے بھانجے تھے وفات پائی یحییٰ بن وثاب الاسدی مولی تھے کنانہ کاہن کوفی۔

ابوبردہ بن ابی موسی الاشعری ان کا نام عامر کوفی تھا۔

سنہ ۱۰۴ ہجری میں وہب بن منبہ نے وفات پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی موت سنہ ۱۱۴ ہجری میں واقع ہوئی اسی سنہ ۱۰۴ ہجری میں طاؤس نے انتقال کیا، بیان کیا گیا ہے کہ طاؤس بن کیسان نے جن کی کنیت ابوعبدالرحمن تھی اور جو بحیر الحمیری کے مولی تھے سنہ ۱۰۶ ہجری میں مکہ میں وفات پائی اور ہشام بن عبدالملک نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

سنہ ۱۰۷ ہجری میں سلیمان بن یسار مولی حضرت میمونہ زوجۂ رسول اللہ صلعم نے تہتر سال کی عمر میں مدینہ میں انتقال کیا ابوایوب ان کی کنیت تھی، بیان کیا گیا ہے کہ انکی موت سنہ ۱۰۰ ہجری میں واقع ہوئی سنہ ۱۰۸ ہجری میں قاسم بن محمد

(۴۶۳) بن ابی بکر الصدیق نے وفات پائی۔

سنہ ۱۱۰ ہجری میں حسن بن ابی الحسن البصری نے نواسی سال کی عمر میں وفات پائی

ان کے باپ کا نام یسار تھا جو ایک انصاری عورت کے مولیٰ تھے، بعض لوگوں نے ان کی عمر نوّے سال بیان کی ہے یہ محمد بن سیرین سے بڑے تھے، اسی سنہ میں حسن بصری کی موت کے سو راتیں بعد اکاسی سال یا دوسرے بیان کے مطابق اسّی سال کی عمر میں محمد بن سیرین نے انتقال کیا۔ یہ پانچ بھائی محمد، سعید، یحییٰ۔ خالد اور انس سیرین کے بیٹے تھے سیرین حضرت انس بن مالک کے مولیٰ تھے، ان پانچوں نے حدیث روایت کی اور ان سے دوسروں نے روایت لی۔

وہب بن منبہ کی وفات کے متعلق مورخین کا اختلاف ہے کسی ایک بات پر سب کا اتفاق نہیں ہے، ابو عبداللہ ان کی کنیت تھی۔ بعض لوگوں نے ان کی موت کے متعلق وہی بیان کیا ہے جو ہم نے اوپر نقل کر دیا۔ بعض کی یہ رائے ہے کہ انھوں نے سنہ ۱۱۰ ہجری میں بمقام صنعا نوّے سال کی عمر میں وفات پائی یہ ابنا میں سے تھے۔

سنہ ۱۱۵ ہجری میں حکم بن عتیبۃ الکندی نے انتقال کیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اسی سنہ میں عطا بن ابی رباح نے بھی انتقال کیا۔ (۴۶۴)

سنہ ۱۲۳ ہجری میں ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب الزہری نے وفات پائی۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ ان کی وفات سنہ ۱۲۴ ہجری میں ہوئی

متذکرۂ بالا واقعات کے علاوہ خود اس یزید بن عبدالملک کے بڑے عمدہ عمدہ شخصی واقعات اور حالات ہیں نیز اس کے عہد میں بہت اہم واقعات گزرے ہیں جن کو ہم نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب اخبار الزماں اور الاوسط میں بیان کیا ہے، اور یہاں علماء اور محدثین اور ائمۂ وقت کی وفات کی تاریخیں صرف اس لئے لکھ دی ہیں تاکہ اس کتاب کے افادہ میں توسیع ہو، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحبان علم کی دلچسپیاں مختلف ہوتی ہیں کوئی محض واقعات کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے، کوئی کسی کی اچھی بات کا متلاشی ہے کسی کا دماغ فلسفیانہ واقع ہوا ہے کوئی شخصی واقعات سے شغف رکھتا ہے کسی کو اسباب و علل کی تلاش ہے کوئی مرنے کی (۴۶۵)

تاریخیں ڈھونڈتا ہے اور اسی وجہ سے ہم نے یہاں یہ تاریخیں لکھی ہیں غرض کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہماری کتاب سے ہر مذاق کا شخص بہرہ ور ہو سکے۔

---

(۴۶۶)

ہشام بن عبد الملک کے عہد کا ذکر

بروز جمعہ ۱۰۵ھ ہجری کے ماہ شوال کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ یزید بن عبد الملک نے انتقال کیا اسی دن ہشام کی بیعت ہوگئی یزید نے اڑتیس سال عمر پائی بعض نے چالیس سال بیان کی ہے خود ہشام نے رصافہ واقع علاقہ قنسرین میں بدھ کے دن ۶ ربیع الآخر ۱۲۵ھ ہجری میں ترپن سال کی عمر میں انتقال کیا اُنیس سال سات ماہ گیارہ راتیں اسکی مدت خلافت ہے۔

ہشام کے حالات وسیرت

ہشام احول تھا۔ نہایت سخت مزاج کھرّا روکھا اور بخیل تھا، روپیہ جمع کرنے، زمینوں کو آباد کرنے اور عمدہ گھوڑے جمع کرنے کا شوق

تھا گھوڑ دوڑ قائم کی تھی اور اس میں اپنے اور پرائے چار ہزار گھوڑے
جمع کئے تھے اتنی بڑی تعداد ایام جاہلیت یا اسلام میں کسی شخص کو نصیب نہیں
ہوئی تھی، جو جو گھوڑے اس کے پاس تھے شعرا نے اپنے کلام میں ان کا ذکر
کیا۔ اسی طرح بہترین کپڑے اور فرش اس کے پاس تھے بہتر سے بہتر
اسلحہ جمع کئے تھے، فوجی قواعد باقاعدہ ہوتی تھی، سرحدوں کی حفاظت کیلئے
قلعے تعمیر کئے مکہ کے راستہ میں حجاج کی آسائش کے خیال سے حوض اور تالاب
بنوائے اسی طرح اور بہت سی اس کی یادگاریں ہیں جن کو عباسیہ کے ابتدائی
عہد میں داؤد بن علی نے برباد کر دیا۔ اس کے عہد میں ململ قلمکار اور تن زیب
بنی جاتی تھی، ہر شخص اس کے مسلک کا راہرو تھا کفایت شعاری عام تھی ہر شخص
کو روپیہ جمع کرنے کی دھن تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جود و سخاوت عنقا ہو گئی
تھی اور ایسا سخت و تنگ زمانہ اس سے پیشتر دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

اسی کے عہد سنہ ۱۲۱ ہجری میں زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ شہید ہوئے، بعض نے ان کی شہادت سنہ ۱۲۲ ہجری میں بیان
کی ہے۔ زید نے اپنے بھائی ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہم
سے اپنے بارے میں مشورہ لیا انھوں نے کہا کہ تم ہرگز کوفیوں کی باتوں
میں نہ آؤ یہ بڑے دھوکہ باز اور غدار ہیں اسی شہر میں ہمارے دادا علی شہید
کئے گئے وہیں تمہارے چچا حسن کو نیزہ سے زخمی کیا گیا کوفہ اور اس کے علاقہ
میں ہم اہل بیت پر سب و شتم کیا گیا ہے' نیز ابو جعفر نے ان سے کہا کہ مجھے
آئندہ کے متعلق علم ہے کہ بس اتنی مدت بنی امیہ کا عہد رہے گا اس کے بعد
بنی عباس خلافت کے وارث ہوں گے۔

زید نے ان کی نصیحت نہ مانی اور اسی پر جمے رہے کہ یہ ہمارا حق ہے
ہمیں اس کا مطالبہ کرنا چاہئے، ابو جعفر نے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ تم کو بھی
کوفہ کے بازار میں سولی پر لٹکایا جائے گا، ابو جعفر نے ان کو خدا حافظ کہا اور
کہا کہ یہ میری تمہاری آخری ملاقات ہے۔

زید رصافہ میں ہشام سے ملنے آئے یہ اس کے سامنے پہنچے دربار میں

انھیں اپنے بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نظر نہ آئی مجبوراً پائین میں بیٹھ گئے اور ہشام کو مخاطب کر کے کہا اے امیر المومنین صرف خدا کے خوف سے انسان عظمت پاتا ہے اور جو متقی نہیں ہے وہ بڑا بھی نہیں ہے ہشام نے کہا خاموش رہ تو اپنے دل میں خلافت کے حصول کی تدبیریں سوچ رہا ہے حالانکہ تو لونڈی بچہ ہے ، زید نے کہا امیر المومنین اس کا جواب میرے پاس ہے اگر آپ چاہیں تو دوں اور پسند نہ کریں تو خاموش رہوں ہشام نے کہا بیان کرو زید نے کہا اعلیٰ مراتب کے حصول سے ماؤں نے کبھی کسی کو نہیں روکا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ماں حضرت اسحاق علیہ السلام کی ماں کی لونڈی تھیں مگر یہ بات ان کی نبوت میں حارج نہیں ہوئی اللہ نے انھیں نبوت عطا فرمائی اور انھیں عرب کا مورث اعلیٰ بنایا اور انھیں کی صلب سے (٤٦٩) خیر البشر حضور محمد رسول اللہ صلعم کو پیدا کیا آپ مجھ سے جو فاطمہؑ اور علیؑ کا بیٹا ہے یہ بات کہتے ہیں ! ۔ زید یہ شعر پڑھتے ہوئے دربار سے چلے گئے ۔

شرّده الخوف فازری به ؎ کذاک من یکره حرّ الجلاد

(ترجمہ) خوف کی وجہ سے اس پر یہ عیب لگایا گیا اور اس شخص کا جو سخت اور پتھریلی زمین کی تپش سے گھبرائے ۔۔ یہی حال ہوتا ہے

منخرق الخفین یشکو الجوی ؎ تنکبه اطراف مرو حداد

(ترجمہ) ان کی حالت اُس اونٹ کی ہے جس کے دونوں سم پھٹ گئے ہیں اور وہ زخم کی تکلیف کراہ رہا ہے اور نکیلے تیز سنگریزے اس میں چبھ رہے ہیں ۔

قد کان فی الموت له راحة ؎ والموت حتم فی رقاب العباد

(ترجمہ) اس کی یہ حالت ہو چکی ہے کہ اب موت ہی میں اسے راحت مل سکتی ہے اور موت تو سب کو آنی ہے

ان یحدث الله له دولة ؎ یترک آثار العدی کالرماد

(ترجمہ) اگر اللہ نے اسے حکومت دیدی تو وہ اپنے دشمنوں کے آثار تک کو مٹا کر راکھ کر دیگا

یہ رصافہ سے سیدھے کوفہ آئے اور قرّا اور عمائد کوفہ کو لیکر خروج کیا یوسف بن عمر الثقفی نے ان کا مقابلہ کیا جنگ ہوئی زیدیوں کو ہزیمت ہوئی مگر خود زید ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ میدان وغا میں ثابت قدم رہے اور نہایت بہادری اور بے جگری سے اپنے دشمنوں سے لڑے اسوقت وہ یہ

شعر اپنے حسب حال پڑھ رہے تھے،

فذل الحیاۃ وعز الوفاۃ ؎ وکلا اراہ طعاماً وبیلا

فان کان لابد من واحد فسیری الی الموت سیراً جمیلا (۴۷۰)

(ترجمہ) ذلت حیات اور عزت موت، میں دونوں کو غیر خوش آئند کھانا سمجھتا ہوں اور جب دونوں میں سے ایک لازمی ہے تو پھر اب موت ہی کی طرف خوشی سے چلنا چاہئیے۔

پروہ شب دونوں فریقوں میں حاجب بنا زید زخموں سے چور ہلٹے اس کی پیشانی میں ایک تیر پیوست تھا بہت تلاش کے بعد کسی گاؤں سے ایک حجام لایا گیا۔ زیدیوں نے اس سے اخفائے راز کا عہد لیا اس نے تیر نکالا اور ادھر ان کی روح جسد عنصری سے نکل گئی، ایک راج بہتے ہیں ان کو دفن کرکے اس پر مٹی اور بانس وغیرہ ڈالکر قبر کو پانی میں غرق کر دیا تاکہ کسی کو معلوم نہ ہوسکے اس حجام نے جوان کے دفن میں موجود تھا اور جس نے اس مقام کو اچھی طرح دھیان میں رکھا تھا صبح ہوتے ہی خود جاکر یوسف بن عمر کو سارے واقعہ کی اطلاع کی اور ان کی قبر بتادی یوسف نے زید کی لاش نکلوائی سر کاٹ کر ہشام بن عبدالملک کے پاس بھیجدیا۔ ہشام نے یوسف کو حکم دیا کہ زید کے جسد کو بحالت عریاں سولی پر لٹکا دیا جائے۔ یوسف نے حسبہٖ بجا آوری کی۔ اسی کے متعلق بنی امیہ کے کسی شاعر نے آل ابی طالب اور ان کے شیعوں کو خطاب کرکے ایک طویل قصیدہ لکھا جس کا ایک شعر یہ ہے،

صلبنا لکم زیداً علی جذع نخلۃ ؎ ولم ار مھدیا علی الجذع یصلب (۴۷۱)

(ترجمہ) ہم نے کھجور کے تنے پر تمہاری عبرت کے لئے زید کو سولی پر لٹکا دیا اور میں نے کبھی کسی مہدی کو اس طرح درخت کے تنے پر سولی دیا جاتا ہوا نہیں دیکھا۔

اس لکڑی کے نیچے حکومت نے اور ستون کھڑے کرا دئیے تھے اس واقعہ کے بہت عرصہ کے بعد ہشام نے یوسف کو حکم دیا کہ زید کے لاشہ کو جلا کر اسکی خاک سپرد باد کردی جائے۔

عمر بن ہانی الطائی سے مروی ہے کہ ابو العباس سفاح کے عہد میں عبداللہ بن علی اور ہم بنی امیہ کی قبروں کو کھولنے کے لئے روانہ ہوئے۔

ہشام کی قبر پر آئے اُسے کھولا اور اس کی لاش نکالی جو ناک کے بانسہ کے علاوہ بالکل سالم تھی عبداللہ نے انشی کوڑے اُسے مارے اور پھر جلا ڈالا۔

(۴۷۲) دابق کے علاقہ سے ہم نے سلیمان کی لاش نکالی اس میں سے سوائے ریڑھ پسلیوں اور کاسئہ سر کے کچھ نہ تھا ہم نے اسے بھی جلا دیا اس کے علاوہ ہم نے تمام بنی امیہ کی لاشوں کے ساتھ یہی سلوک کیا، اب ہم دمشق آئے یہاں ہم نے ولید بن عبدالملک کی لاش نکالی اس میں سے کچھ بھی باقی نہ تھا عبدالملک کی لاش کھودی اس میں سے سر کی کچھ ہڈیاں دستیاب ہوئیں اور کچھ باقی نہ تھا، یزید بن معاویہ کی قبر کھودی اس میں صرف ایک ہڈی ملی اس کی لحد میں راکھ کی ایک سیاہ لکیر دیکھی جو قبر کے سارے طول میں نمایاں تھی۔ اسکے بعد جہاں جہاں ان کی قبروں کا پتہ چلا ہم نے انھیں کھلوایا اور جو کچھ اس میں ملا اسے جلا ڈالا۔

ہم نے اس واقعہ کو یہاں صرف اس وجہ سے بیان کیا ہے کہ جو کچھ ہشام نے زید بن علی کی لاش کے ساتھ سلوک کیا وہی سلوک اس کی لاش کے ساتھ بعد میں کیا گیا،

(۴۷۳) ابوبکر بن عباس اور دوسرے اخباریوں نے بیان کیا کہ پانچ سال تک زید کا برہنہ جسد سولی پر لٹکا رہا مگر اللہ کی جانب سے ان کی ستر پوشی کا کچھ ایسا بند وبست ہوا کہ کسی نے ان کی شرمگاہ کو نہیں دیکھا حالانکہ ان کی لاش کوفہ کے چوک میں سولی پر آویزاں تھی۔ ولید بن یزید بن عبدالملک کے عہد میں جب زید کے بیٹے یحیےٰ نے خراسان میں خروج کیا تو ولید نے اپنے صوبہ دار کوفہ کو حکم دیا کہ زید کے لاشہ کو مع اس درخت کے تنے کے جلا ڈالو۔ اس نے اس حکم کی بجا آوری کی اور ان کی راکھ فرات کے کنارے ہوا کے نذر کردی

ہم نے اپنی کتاب المقالات فی اصول الدیانات میں تفصیل سے وہ وجہ بیان کی ہے جس کی وجہ سے زیدیہ فرقہ اس نام سے مشہور ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان لوگوں نے زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے ساتھ خروج کیا تھا، بعض لوگوں نے اس کی وجہ

اور بیان کی ہے جسے ہم اپنی گذشتہ کتابوں میں لکھ آئے ہیں۔ اسی طرح ہم نے زیدیہ اور امامیہ کی باہمی مخالفت اور ان دونوں فرقوں کے اختلاف مذاہب کو بیان کیا ہے۔ ان کے علاوہ شیعوں کے اور فرقوں کا حال بھی لکھدیا ہے۔

(۲۷۴) شیعوں کے مختلف فرقوں کے عقائد، رائیں اور مذاہب پر نیز دوسرے فرقوں کے مذاہب پر مقالات لکھنے والوں نے جن میں ابوعیسٰی محمد بن ہارون الورّاق اور دوسرے لوگ ہیں یہ بات لکھی ہے کہ ان کے زمانہ میں زیدیہ کے آٹھ فرقے تھے، (۱) فرقۂ جارودیہ، جو ابو الجارود زیاد بن منذر العبدی کا پیرو تھا ان کا عقیدہ یہ تھا کہ امامت صرف حسن اور حسین کے بیٹوں تک محدود ہے۔ (۲) مرثدیہ، (۳) ابرقیہ۔ (۴) یعقوبیہ یہ یعقوب بن علی الکوفی کا پیرو تھا (۵) عمیمیہ۔ (۶) ابتریہ، یہ کثیر الاتبر اور حسن بن صالح بن یحیٰی کا تبع تھا (۷) جریریۃ یہ سلیمان بن جریر کا پیرو تھا (۸) یمانیہ یہ محمد بن یمان الکوفی کا پیرو تھا اس نے زیدیہ مذہب میں اور زیادتی کی اور اس فرقہ کے قدیم اصول میں نئی نئی شاخیں پیدا کیں اسی طرح متذکرۂ بالا مصنفین کے بیان کے مطابق امامیہ

(۲۷۵) گروہ کے تینتیس فرقے تھے، حسین بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد ابن علی بن ابی طالب کے انتقال کے بعد قطیعیہ فرقے نے جو جھگڑا کیا اور اس کے جواب میں کیسانیہ فرقہ نے جو کچھ کہا اور جو اختلاف ہوا اسے ہم بیان کرچکے ہیں اسی طرح ان میں اور شیعوں کے دوسرے فرقوں میں جن کی تعداد تہتر تک پہنچتی ہے جو اصولی فرق ہے وہ بھی ہم بیان کرچکے ہیں انکے ماسوا خرنیات تاویل اور غلو کی وجہ سے جو تفریق ہوگئی ہے اس کے بھی آٹھ فرقے ہیں ان میں چار محمدیہ ہیں اور چار معتزلہ ہیں اور یہ غلوی ہیں۔

اگر ہماری یہ کتاب محض تاریخ کی نہ ہوتی تو ہم یہاں تفصیل سے ان سب فرقوں کی جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں یا جو ہمارے ہم عصر ہیں خصوصیات اور عقائد کے اختلاف کو بیان کرتے اور وہ دلائل اور بیانات نقل کرتے جو انھوں نے ایک موعود منتظر کے آنے کے متعلق پیش کئے اور امامیہ فرقے کے اہل دور (حلقہ) اہل سرو (درخت سرو) اور اہل تشریق (تنویر) نے جو خیال آرائیاں

اور شاعری کی ہے وہ سب بیان کرتے۔

(۲۷۶) ایکدن ہشام حمص میں فوج کا معائنہ کر رہا تھا حمص کا ایک ایسا سوار اس کے سامنے سے گزرا جس کا گھوڑا اس وقت بہت شرارت کر رہا تھا، ہشام نے اس سے پوچھا کہ تم کیوں ایسے شریر گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ اس نے کہا امیر المومنین میرا گھوڑا ہرگز ہرگز شریر نہیں ہے مگر جب اس نے آپ کی آنکھ دیکھی جو احول ہے تو اس نے آپ پر غزوان بیطار کا گمان کیا اور اس وجہ سے بھڑک اٹھا، ہشام نے کہا دور ہو تیرا برا ہو اور تیرے گھوڑے کا بھی، اللہ کی لعنت ہو۔ یہ غزوان بیطار علاقہ حمص کا ایک نصرانی تھا جو اپنے اعضاء بدن اور بھینگے پن میں ہشام کا مشابہ تھا۔

ایک روز ہشام تنہا بیٹھا ہوا تھا ابرش الکلبی اس کے پاس تھا اتنے میں ہشام کی ایک خادمہ ایک حلہ پہنے ہشام کے پاس آئی۔ ہشام نے ابرش سے کہا اس سے مذاق کرو، ابرش نے اس خادمہ سے کہا یہ اپنا حلہ مجھے دیدے اس نے کہا تو اشعب سے بھی زیادہ لالچی ہے، ہشام نے پوچھا یہ اشعب کون ہے اس نے کہا مدینہ کا ایک مسخرہ ہے نیز اس نے ہشام کو اس کے بعض ایسے لطائف و ظرائف بھی سنائے جن کو سنکر ہشام کو ہنسی آگئی، اور اس نے اپنے عامل مدینہ ابراہیم بن ہشام (۲۷۷) کو خط لکھوایا کہ اشعب کو میرے پاس بھیجدو، جب مراسلہ پورا ہو گیا تو ہشام بہت دیر تک سر جھکائے غور کرتا رہا اس کے بعد ابرش کو خطاب کیا کہ بھلا ہشام اور مدینہ رسول اللہ صلعم کی طرف یہ حکم بھیجے کہ ایک مسخرے کو میرے پاس بھیجدیا جائے یہ ہرگز نہ ہوگا پھر اس نے اپنی مقال میں یہ شعر پڑھا۔

اذا انت طاوعت الهوى قادك الهوى ٭ الى بعض ما فيه عليك مقال

(ترجمہ) اگر تو نے خواہش نفسانی کی اتباع کی تو یہ خواہش تجھے ایسی باتوں کی طرف لے جائے گی کہ اس کی وجہ سے تیرے خلاف چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔

اور خط چاک کر دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ہشام کے لئے ایک شخص دو پرند لایا ہشام انھیں دیکھکر بہت خوش ہوا، اس شخص نے اپنا انعام مانگا، ہشام نے کہا ان کی کیا قیمت ہے اس نے کہا جو آپ کا جی چاہے دیجیے ہشام نے کہا اچھا ایک لیجا

اب اس شخص نے ان دونوں میں بہتر پرند کو واپس لینا چاہا اس پر ہشام کہنے لگا کہ بھیجنے آئے ہو اور اختیار بھی کرتے ہو اس نے کہا بے شک جو اچھا ہے اسے میں لئے لیتا ہوں۔ ہشام نے کہا اسے بھی چھوڑ دو پھر بعد دے چند درہم اسے دلوائے

ایک مرتبہ ہشام اپنے دوستوں کے ہمراہ اپنے باغ گیا، یہ سب لوگ اس میں گھومے پھرے، ہر قسم کا میوہ تیار تھا ان سب نے توڑ توڑ کر کھانا شروع کیا کہتے جاتے تھے " اللہ امیر المومنین کو برکت دے ہشام نے کہا تم تو کھائے چلے جاتے ہو برکت کہاں سے ہوگی پھر باغ کے داروغہ کو بلا کر حکم دیا کہ تمام ثمردار درخت کاٹ کر ان کی جگہ زیتون نصب کر دے تاکہ پھر کوئی کچھ نہ کھا سکے۔

(۴۷۸) ایک مرتبہ اس کے بیٹے سلیمان نے اسے لکھا کہ میری مادیان خچر بہت لاغر ہوگئی ہے اگر امیر المومنین مناسب سمجھیں تو کوئی اور سواری مجھے عطا فرمادیں۔ ہشام نے جواب میں لکھا تمہارے خط کے مضمون سے آگاہی ہوئی میرا گمان یہ ہے کہ تم خود اس کی دیکھ بھال نہیں کرتے اس کا دانہ چارہ ضائع ہوجاتا ہے اب تم خود اس کی نگرانی کرو کسی اور سواری کے دئے جانے کے متعلق میں غور کروں گا۔

ایک مرتبہ ہشام کی نظر ایک شخص پر پڑی جو طخاری گھوڑے پر سوار تھا اس نے پوچھا یہ کہاں سے ملا۔ اس شخص نے کہا کہ جنید بن عبدالرحمن نے مجھے دیا ہے ہشام کہنے لگا اللہ اکبر ان جیسی بہا کمیاب گھوڑوں کی اب اس قدر کثرت ہوگئی کہ عوام بھی اس پر سواری کرنے لگے ایک وہ زمانہ تھا

(۴۷۹) کہ امیر المومنین عبدالملک کے مرنے کے وقت ان کے سارے اصطبل میں صرف ایک طخاری یابو تھا ان کا ہر فرزند اس کے لینے کی خواہش رکھتا تھا اور یہ خیال تھا کہ اگر یہ نہ ملا تو گویا خلافت ہی اسے نہ ملی، وہ شخص کہنے لگا آپ اس کی وجہ سے مجھ سے حسد کر رہے ہیں۔

ہشام کا بھائی مسلمہ اس کے خلیفہ ہونے سے پیشتر اس سے مذاق کیا کرتا تھا ایک مرتبہ اس نے کہا اے ہشام تو خلیفہ ہوگا حالانکہ تو بخیل اور

بزدل ہے ہشام نے کہا بخدا میں حکیم و علیم ہوں۔

ہیثم بن عدی۔ مدائنی اور دوسرے مورخین کا یہ دعویٰ ہے کہ بنی امیہ میں ماہر سیاست تین شخص ہوئے معاویہ۔ عبدالملک اور ہشام ان پر حسن سیاست اور خوبی انتظام و تدبیر ختم ہو گئی چونکہ منصور عباسی نے ہشام کے حالات اور واقعات کا بہت مطالعہ کیا تھا اس وجہ سے وہ اپنے اکثر کاموں سیاست ملک اور انتظام حکومت میں اسی کے نقش قدم پر چلتا تھا ہم نے اپنی کتاب اخبار الزمان اور الاوسط میں ہشام کی معاشرت، خانگی زندگی کے واقعات اخلاق سیاست اشعار خطبے اور اس کے عہد کے اہم واقعات تفصیل سے بیان کئے ہیں، نیز وہاں ہم نے اس کتاب کی جو الواحدہ کے نام سے مشہور ہے ایک فصل علیحدہ نقل کردی ہے (۴۸۰) جس میں عرب کے مخصوصہ مناقب و مثالب بیان کئے گئے ہیں اور عرب کے تمام قبائل کی چاہئیے وہ قحطانی ہوں یا ان کے ماسوا نزاری ہوں نسبت بیان کی ہے، نیز ہشام کی مجلس میں باوقات مختلفہ ابرش الکلبی۔ عباس بن ولید خالد بن سلمۃ المخزومی اور نصر بن مریم الحمیری کے درمیان جو جو مباحثے اور مکالمے ہوئے حمیری نے اپنی قوم حمیر اور کہلان کے مناقب میں جو کچھ کہا یا مخزومی نے اپنی قوم نزار بن معد بن عدنان کے جو فضائل بیان کئے اور پھر ان میں سے ہر شخص نے اپنی قوم کے سوا دوسروں کے جو معایب بیان کئے ان سب کا ذکر موجود ہے۔

(۴۸۱) یہ بھی بیان کیا جاتا ہے یہ کتاب الواحدہ ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ کی تالیف ہے جو آل تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی کے مولیٰ تھے، انھوں نے مذکورۂ بالا اشخاص کی زبان سے ان واقعات کو بیان کر کے پھر اسے انھی میں سے کسی کی طرف منسوب کر دیا ہے یا ابوعبیدہ کے علاوہ کسی اور شعوبی نے یہ کتاب لکھدی ہے۔ واللہ اعلم

(۱)

ولید بن یزید بن عبد الملک

کے

عہد کا ذکر

بروز چہار شنبہ ۶ ربیع الآخر ۱۲۵ ھ ہجری ہشام نے وفات پائی۔ اسی دن ولید بن یزید کے لئے بیعت ہوئی۔ خود یہ ولید بروز پنجشنبہ ۲۸ جمادی الآخر ۱۲۶ھ بخراء میں قتل کیا گیا۔ ایک سال دو ماہ بائیس یوم اس کی مدت خلافت ہے۔ چالیس سال عمر ہوئی جہاں قتل ہوا وہیں دفن کیا گیا اور یہ مقام دمشق کا ایک گاؤں بخراء نام ہے، ہم اس کے قتل کے تفصیلی حالات اپنی کتاب الاوسط میں بیان کر چکے ہیں۔ (۲)

ولید کے واقعات اور سیرت

اس کے عہد میں یحییٰ بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے خراسان کے شہر جوزجان میں بنی امیہ کی حکومت کے ظلم اور رعایا پر عام تعدی

کی وجہ سے خروج کیا نصر بن سیار نے سلم بن احواز المازنی کو ان کے مقابلہ کیلئے بھیجا ، یحییٰ ارعونہ نام ایک گاؤں میں میدان جنگ میں لڑتے ہوئے مارے گئے اور وہیں دفن ہوئے ان کی قبر بہت مشہور اور آج تک زیارت گاہ خاص وعام ہے ، قتل ہونے سے پہلے یحییٰ نے کئی لڑائیاں لڑیں ، ایک تیر سے جو ان کی کنپٹی میں آکر پیوست ہوگیا تھا ان کی ہلاکت واقع ہوئی ان کے قتل کے بعد ان کی فوج فرار ہوگئی ، ان کا سر کاٹ کر ولید کے پاس بھیجدیا گیا اور جسم کو (۳) جوزجان میں سولی پر لٹکا دیا گیا ، یہ جسد ابومسلم دولت عباسیہ کے محسن کے خروج تک اسی طرح سولی پر لٹکا رہا اس کے بعد ابومسلم نے جب سلم بن احوز کو قتل کر دیا تو اس جسد کو اتار کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر وہیں سپرد خاک کر دیا جب اہل خراسان کو بنی امیہ کی گرفت سے امان ملی تو انھوں نے تمام خراسان کے شہروں میں سات روز مسلسل یحییٰ بن زید کا ماتم برپا کیا ، ان کے قتل کا خراسانیوں کو اس قدر رنج و صدمہ ہوا کہ اس سال جتنے بچے وہاں پیدا ہوئے ان سب کے نام ان کی یادگار میں یحییٰ اور زید رکھے گئے

یحییٰ کا ظہور ۱۲۵ھ ہجری کے آخر میں ہوا مگر یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شروع ۱۲۶ھ ہجری میں انھوں نے ظہور کیا ہے ، چونکہ ہم نے ان کے تمام واقعات اور ان کی لڑائیوں کا حال تفصیل کے ساتھ کتاب الاوسط اور اپنی (۴) دوسری کتابوں میں بیان کر دیا ہے اس لئے یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اپنے قتل کے دن نفسا کا یہ شعر یحییٰ کے ورد زبان تھا۔

نهين النفوس وهون النفو س يوم الكريهة اوفى لها

(ترجمہ) ہم اپنے نفسوں کو مصائب جنگ کے برداشت کرنے کے لئے زیر کر لیتے ہیں اور جنگ کے موقع پر ایسا کرنا ان کے لئے سب سے بہتر ہے۔

ولید بن یزید نہایت شرابی۔ عیاش فاسق و فاجر اور گانے کا دلدادہ تھا ، سب سے پہلے اسی نے تمام شہروں سے مشہور گویے بلا کر اپنے پاس جمع کئے رندوں کی صحبت میں بیٹھکر شراب پیتا اور اس کی مجلس میں افعال قبیحہ اور فحش باتیں ہوتیں ۔ ابن سریج المغنی ، معبد ۔ غریض ، ابن عائشہ ابن محرز

طویس اور دہمان اس کے عہد کے مشہور گوئیے تھے اور ہر خاص وعام پر گانے کا شوق غالب تھا۔ اس کے پاس رنڈیاں بھی تھیں یہ سخت بدکار زانی۔ اور بیہودہ تھا۔ خلیفہ ہونے کے بعد مسلسل دو راتیں شراب خواری میں بسر کیں۔ اور حالت نشہ میں یہ شعر گانے لگا۔

(۵) طال لیلی وبت اسقی السلافه ؛ واتانی مبشری بالرصافه
واتانی ببردة وقضیب ؛ واتانی تجاتو للخلافه

(ترجمہ) میری رات دراز تھی اور اس میں ساری رات میں شراب پیتا رہا کہ اتنے میں رصافہ آکر میرے خوشخبری دینے والے نے مجھے خوش خبری دی اور مجھے چادر۔ عصا اور مہر خلافت لاکر دی۔

ہشام کے مرنے کے بعد جب قاصد نے آکر ولید کو اس کے خلیفہ ہونے کی خوشخبری دی اور خلیفہ کہکر سلام کیا تو اس نے یہ شعر کہے جو اس کی خرافات کا نمونہ ہیں،

انی سمعت خلیلی ؛ نحو الرصافة رهنه
(ترجمہ) میں نے اپنے دوست کو رصافہ کی طرف اپنے اشتیاق کا اظہار کرتے سُنا

اقبلت اسحب ذیلی ؛ اقول ماحالهنه
(ترجمہ) میں اپنا دامن گھسیٹتا ہوا اس کی طرف آیا اور میں نے پوچھا کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے۔

اذا بنات هشام ؛ یندبن والد هنه
(ترجمہ) یہاں آکر دیکھا کہ ہشام کی بیٹیاں اپنے باپ کا نوحہ کر رہی ہیں

یدعون ویلا وعولا ؛ والویل حل بهنه
(ترجمہ) وہ واویلا کر رہی تھیں اور واقعی بڑی مصیبت ان پر نازل ہوئی

انا المخنث حقا ؛ ان لم انیکهنه
(ترجمہ) بلاشبہ میں نامرد ہوں گا اگر میں ان سے محبت نہ کروں۔

ایک مرتبہ کسی نے ولید سے پوچھا کہ تم کو کس چیز سے لذت ملتی ہے اس نے کہا "طلوع ماہتاب کے وقت دوستوں سے باتیں کرنے میں شراعہ بن زید بود کے متعلق ولید کو معلوم ہوا کہ وہ بہت پرلطف اور زینت مجلس ہے

(۶) ولید نے اسے بلایا جب یہ اس کے پاس آیا تو ولید کہنے لگا کہ میں نے تم کو قرآن وحدیث سننے کے لئے نہیں بلایا ہے اس نے کہا اور میں اس کا اہل بھی نہیں ہوں ولید نے کہا میں تم سے قہوہ کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا آپ جو چاہیں دریافت کریں ولید نے کہا مشروب کے بارے میں کیا جانتے ہو اس نے کہا جناب والا کس قسم کے مشروب کو دریافت کرنا چاہتے ہیں ولید نے کہا اچھا پانی کے متعلق کیا کہتے ہو اس نے کہا یہ وہ چیز ہے جس میں گدھے اور خچر بھی ہماری شرکت کرتے ہیں ولید نے کہا منقیٰ کی نبیذ کے متعلق کیا رائے ہے اس نے کہا وہ سخت مسکر اور صحت کے لئے مضر شے ہے، ولید نے پوچھا کھجور کی نبیذ کیسی ہے اس نے کہا بالکل گو زہے، ولید نے پوچھا شراب کے متعلق کیا کہتے ہو اس نے کہا اسے میں اپنی جان کے برابر عزیز رکھتا ہوں۔ ولید نے سماع کے متعلق پوچھا اس نے کہا آہستہ آہستہ قلوب میں سوز و گداز پیدا کرتا ہے اور رنج و غم سے عقول کو پھسلاتا ہے، خلوت میں مونس ہے اور عاشق مہجور کے لئے باعث سرور، شورش قلب کے لئے ٹھنڈک قلوب کے خطرات اور پریشانیوں کو اس طرح اڑا لیجاتا ہے کہ کوئی اور شغل ایسا نہیں کر سکتا، تمام جسم میں ایک ایسی رو دوڑاتا ہے کہ اس سے نشاط پیدا ہوتا ہے اور حاسہ تیز تر ہو جاتا ہے، ولید نے پوچھا کونسی مجلس تم کو سب سے زیادہ محبوب ہے اس نے کہا وہ مجلس جس روز آسمان پر ابر محیط ہو (۷) اس سے کوئی تکلیف نہ اٹھانا پڑے۔ ولید نے پوچھا کھانے کے متعلق کیا کہتے ہو اس نے کہا شرابی کو کھانے کا ہوش نہیں رہتا جو اسے ملتا ہے کھا لیتا ہے، اس گفتگو کے بعد ولید نے اسے اپنا ندیم بنا لیا۔

حسب ذیل اشعار ولید کے خمریات میں بہت عمدہ ہیں۔

وصفرا فی الکاس کالزعفران ٭ سناھا لنا الحبر من عسقلان

(ترجمہ) پیمانہ میں زرد رنگ کی شراب زعفران معلوم ہو رہی ہے یہ ہمارے لئے بندرگاہ عسقلان سے آئی ہے۔

تریک القذاح وعرض الانا ٭ وستر لھا دون مس البنان

(ترجمہ) تجھے پیمانہ نظر آتا ہے اور ظرف کا عرض اس کیلئے بمنزلہ حجاب کے ہے جس کی وجہ سے انگلیاں اسے مس نہیں کرتیں۔

لها حبب كلما صفقت ٭ تراها كلمعة برق يمانی

(ترجمہ) جب وہ پیمانہ میں نکالی جاتی ہے تو اس میں حباب پیدا ہوتے ہیں اور وہ اپنی صفا میں برق کی طرح چمکدار ہے۔

اس کے رندانہ اشعار میں سے حسب ذیل شعر شراب کے متعلق ہیں جو اس نے اپنے ساقی کو خطاب کر کے کہے ہیں۔

اسقنی یا یزید بالقرقاره ٭ قد طربنا وحنت الزماره

(ترجمہ) اے یزید تو مجھے تلقل مے کے ساتھ پلا کیونکہ ہم پر سرور طاری ہے اور طنبورہ بھی بج رہا ہے

اسقنی اسقنی فان ذنوبی ٭ قد احاطت فما لها كفاره

(ترجمہ) تو مجھے برابر شراب پلائے جا کیونکہ اب میرے گناہ اتنے ہو گئے ہیں کہ ان کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔

(۸) ولید بن یزید کے حاجب سے مروی ہے کہ ایک دن میں نے مشہور گانے والے ابن عائشہ کو اس کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا ولید نے اس سے گانے کی فرمائش کی ابن عائشہ نے یہ شعر گا کر سنائے۔

انی رایت صبیحة النحر ٭ حورا نفتك عزيمة الصبر

(ترجمہ) میں نے بقرعید کے دن ایک ایسی حور دیکھی جو عزم صبر کو توڑنے والی تھی۔

مثل الكواكب فی مطالعها ٭ عند العشاء اطفن بالبدر

(ترجمہ) جس کے ظاہر اعضا اپنی چمک دمک میں ان ستاروں کے مانند تھے جو عشاء کے وقت ماہ کامل کے گرد چکر لگاتے ہیں۔

وخرجت ابغی الاجر محتسبا ٭ فرجعت موقورا من الوزر

(ترجمہ) میں تو اجر کے حصول کی امید میں نکلا تھا مگر میں گناہوں سے بوجھل واپس ہوا۔

اس کے گانے سے ولید بے خود ہو گیا کہنے لگا اے میرے امیر عبد شمس کے واسطے پھر سناؤ، ابن عائشہ نے دوبارہ یہ شعر سنائے، ولید نے کہا بخدا تم نے اپنا کمال ظاہر کر دیا امیہ کے واسطے پھر سناؤ اس نے پھر سنائے اب اسی طرح ولید نے اپنے اجداد میں سے ہر ایک کا نام فرداً فرداً لیا اور اس کا

(۹) واسطہ دیکر ان اشعار کو متعدد بار سنا یہاں تک کہ اب خود اس نے اپنی زندگی کا

واسطہ دیکر اس سے دُہرانے کی فرمائش کی ابن عایشہ نے اسے بھی پورا کیا
اوراب ولید اپنی نشست گاہ سے اٹھکر ابن عایشہ کے پاس آیا اور اس پر
جھوم پڑا - ابن عایشہ کا کوئی عضو ایسا نہ بچا جسے ولید نے فرط انبساط میں
بوسہ نہ دیا ہو نوبت ذکر تک پہنچی ابن عایشہ اسے اپنی رانوں میں چھپانے لگا
مگر ولید نے نہ مانا اور اصرار کیا کہ میں ضرور اسے بھی بوسے دوں گا ناچار
اسے ظاہر کرنا پڑا ولید نے اس کے سر ذکر کو چوم لیا - حالت نشاط میں
کہنے لگا کیا خوشی ہے کیا سرور ہے پھر اس نے اپنے سارے کپڑے
اوتار کر ابن عایشہ پر پھینکدئے اور جب تک دوسرے کپڑے آئیں مجلس میں
ننگا بیٹھا رہا - نیز ایک ہزار دینار انعام دیا اپنے خاصہ کا ایک خچر اسے دیا
اور کہا کہ میری ہی زین سمیت اس پر سوار ہو کر لئے چلے جاؤ خدا تو نے اپنی
موسیقی جادو اثر سے مجھے ایسا بیتاب کیا ہے کہ میں گویا انگاروں پر لوٹ رہا ہوں
مسعودی کہتے ہیں کہ ابن عایشہ نے اس ولید کے باپ یزید بن عبدالملک
کو بھی اشعار سنا کر بے خود کر دیا تھا ،

بیان کیا جاتا ہے کہ حالت طرب میں ولید کی زبان سے کفر کے کلمات
نکلے اور اپنے ساقی سے کہنے لگا تو مجھے چوتھے آسمان پر شراب دے - (۱)
ان اشعار پر ولید کی یہ بے خودی گویا اسے اپنے باپ سے ورثہ میں ملی تھی
یہ شعر ایک قریشی کے ہیں ان کی راگ میں نشست ابن سریج کی متعینہ ہے
بعضوں نے ان کی نشست کو مالک سے منسوب کیا ہے یہ اختلاف کتاب الاغانی میں
موجود ہے اسی کو ہم نے یہاں نقل کر دیا ہے اسی طرح راگ کے متعلق اسحاق
ابن ابراہیم الموصلی نے جو کتاب لکھی اس میں بھی اس کا ذکر کیا ہے نیز ابراہیم
بن المہدی نے جو ابن شکلہ کے نام سے مشہور ہے اپنی کتاب الاغانی میں بھی اس کا ذکر کیا ہے ان
دونوں کے علاوہ اور جن لوگوں نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں انھوں نے بھی اسکا ذکر کیا ہے
ولید آل مروان کا رند مشہور ہے ، ایک دن اس نے یہ آیت پڑھی
واستفتحوا وخاب کلّ جبّار عنید من ورائه جهنم ویسقیٰ من ماءٍ صدید ،
(انھوں نے دروازہ کھولنے کی خواہش کی اور ہر ظالم سرکش محروم رہا اس کے پیچھے جہنم ہے اور

اسے گرم پانی پلایا جاتا ہے۔) ولید نے قرآن منگوایا اسے تیروں کے لئے نشانہ بنایا اور خود یہ شعر پڑھتا ہوا اس پر تیر اندازی کرنے لگا،

اتوعد کل جبار عنید ٭ فہا انا ذاک جبار عنید

اذا ما جئت ربک یوم حشر ٭ فقل یا رب خرقنی الولید (۱۱)

(ترجمہ) تو ہر متکبر ظالم سرکش کو ڈراتا ہے۔ لے میں وہی ظالم سرکش ہوں جب تو حشر کے دن اپنے رب کے سامنے پیش ہو تو کہدینا کہ اے رب مجھے ولید نے پارہ پارہ کیا۔

محمد بن یزید المبرد النحوی نے بیان کیا ہے کہ اپنے بعض اشعار میں ولید نے الحاد کا اظہار کیا نبی صلعم کا ذکر کے اس میں بیان کیا ہے کہ ان پر اللہ کی جانب سے وحی نہیں آتی تھی انھیں اشعار میں سے دو یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

تلعب بالخلافۃ ہاشمی ٭ بلا وحی اتاہ ولا کتاب

فقل للہ یمنعنی طعامی ٭ فقل للہ یمنعنی شراب

(ترجمہ) ایک ہاشمی خلافت الہی سے بغیر اس پر وحی کے نازل ہوئے اور کتاب کے کھیل رہا ہے اگر وہ سچا ہے تو وہ اللہ سے کہکر میرا کھانا پینا بند کرا دے۔

ان اشعار کے کہنے کے چند ہی روز بعد ولید قتل کر دیا گیا، اس کی ماں اُمّ الحجاج بنت محمد بن یوسف ثقفیہ تھی۔ ابو العباس ولید کی کنیت تھی

ایک مرتبہ ایک بلور کا مرتبان کہیں سے اس کے پاس آیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ پیالہ فیروزہ کا تھا۔ حکما کی ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ اس میں شراب پینے سے نشہ نہیں ہوتا۔ ہم نے اس کی خاصیت کو اپنی کتاب کتاب القضایا والتجارب میں بیان کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص (۱۲) اس کا ٹکڑا اپنے سرہانے رکھکر سو جائے جو اس کی مُہر میں اس کا نگینہ ہو اسے اچھے ہی خواب نظر آئیں گے، ولید کے حکم سے اس میں شراب بھری گئی اب چاند طلوع ہو چکا تھا اس نے پینا شروع کیا اس کے ندیم ہمراہ تھے ولید نے پوچھا آج چاند کا مقام کیا ہے ایک نے کہا فلاں برج میں ہے دوسرے نے کہا دیکھئے اس پیالہ میں ہے اور واقعی اس پیالہ کی صفائی کی

وجہ سے چاند کا پرتو اس طرح شراب میں نظر آرہا تھا کہ گویا یہ بھی اس کا مقام ہے، اس جواب کو ولید نے پسند کیا اور کہا کہ تم نے میرے دل کی بات کہدی جب سرور سے بے خود ہو گیا تو کہنے لگا بخدا میں سات ہفتہ تک مسلسل شراب پیتا رہوں گا، اسی اثنار میں ایک حاجب نے آکر عرض کیا کہ عربوں کے وفد اور ان کے علاوہ بعض قریش کے معزز اصحاب آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں اور باہر منتظر ہیں آپ کی یہ حالت منصب خلافت کی ذمہ داریوں کے بالکل منافی ہے۔ ولید نے حکم دیا اسے بھی پلاؤ اس نے انکار کیا ولید نے اس کے منہ میں نلکی لگا کر زبردستی اس قدر شراب پلائی کہ وہ مدہوش ہوکر گر پڑا۔ (۱۳)

اس کے باپ کا ارادہ تھا کہ وہ اسی کو اپنا ولی عہد مقرر کر جائے مگر اس کی صغر سنی کی وجہ سے اس نے اپنے بھائی ہشام کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اس کے بعد ولید کو ولی عہد بنایا۔ اسے گھوڑوں کے جمع کرنے کا بہت شوق تھا نیز گھوڑ دوڑ کا دلدادہ تھا اس کا سندی گھوڑا اپنے زمانہ کا سب سے تیز رو گھوڑا تھا ہشام کے زمانہ میں بھی اسے دوڑایا جاتا تھا اور یہ صرف ہشام کے مشہور گھوڑے ازائد سے پیچھے رہ جاتا تھا بسا اوقات اس کے برابر آتا تھا اور بعض مرتبہ دوسرا رہتا تھا۔

دوڑ میں گھوڑوں کے حسب ذیل مراتب ہوتے ہیں۔

جو سب سے اول آئے اسے سابق کہتے ہیں۔ جو دوسرا ہو اسے مُصلی کہتے ہیں اس وجہ سے کہ اس کا سر سابق کے پٹھے کے برابر ہوتا ہے اس کے بعد ثالث تیسرا اور رابع (چوتھا) ہیں اور یہ سلسلہ اسی طرح تاسع (نواں) تک جاتا ہے دسویں کو سکیت کہتے ہیں ان کے بعد جو گھوڑے ہوں ان کا شمار نہیں کیا جاتا البتہ جو گھوڑا سب کے آخر میں ہو اسے فسکل کہتے ہیں۔

ایک مرتبہ رصافہ میں ولید نے بھی گھوڑ دوڑ مقرر کی اور اپنے گھوڑے اس میں دوڑائے اس روز ایک ہزار گھوڑے تھے یہ میدان تین (۱۴)

کھڑا ہوا زائد کو دیکھ رہا تھا اس کے ہمراہ سعید بن عمرو بن سعید بن العاص بھی تھا اور اس دوڑ میں اس سعید کا بھی ایک نہایت تیز رفتار گھوڑا مصباح نام دوڑ رہا تھا جب گھوڑے سامنے آئے تو ولید نے یہ شعر پڑھے

خیلی ورب الکعبۃ المحرمہ ✻ سبقن افراس الرجال اللومہ
کما سبقناھم وخترنا المکرمہ ✻ کذاک کنا فی الدھور القدمہ
اھل العلی والرتب المعظمہ

(ترجمہ) بخدا ہمارے گھوڑوں نے دوسرے اراذل کے گھوڑوں پر اسی طرح سبقت پائی جس طرح ہم نے ان سے آگے بڑھکر سند عزت کو حاصل کیا اور زمانہ قدیم میں بھی ہم نے اسی طرح بڑی عزت و مرتبت حاصل کی تھی۔

اتنے میں ولید کا گھوڑا وضاح سب کے آگے آتا ہوا نظر آیا جب مقام اختتام کے قریب آیا تو اس کا سوار گر پڑا اس کے بعد ہی اس سے ملا ہوا اس سعید کا گھوڑا مصباح آ رہا تھا اس پر شہسوار موجود تھا اور اسی حالت میں سعید کو فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ یہی اول آئے گا اس نے یہ شعر پڑھے جو ولید نے سن لئے،

نحن سبقنا الیوم خیل اللومہ ✻ وضرب اللہ علینا المکرمہ
کذاک کنا فی الدھور القدمہ ✻ اھل العلی والرتب المعظمہ

(۱۵)

(ترجمہ) آج ہم نے اراذل کے گھوڑوں پر سبقت پائی اور اللہ نے یہ عزت ہمیں عطا فرمائی اور ہم ہمیشہ سے ایسے ہی بڑی عزت و مرتبت والے ہوتے آئے ہیں۔

شعر سنکر ولید ہنسا اور اسے خوف پیدا ہوا کہ شاید سعید کا گھوڑا اول آجائے اس نے فوراً اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور اپنے گھوڑے وضاح کے پاس آکر فوراً اس پر کود پڑا اسے دوڑایا اور اس طرح اول آگیا۔

ولید پہلا شخص ہے جس نے دوڑ میں یہ دستور پیدا کیا دوسروں نے بعد میں اسی کی اقتدا کی ہے منصور کے عہد میں مہدی نے ایسا کیا تھا اور مہدی کے زمانہ میں ہادی نے ایسا کیا۔

اس دوڑ کے بعد جب دوسری دوڑ کے لئے گھوڑے ولید کے سامنے

لائے گئے تو اس میں سعید کا بھی ایک گھوڑا سامنے سے گذرا ولید نے کہا اے ابو عنبہ چونکہ تم نے یہ کہا ہے " نحن سبقنا الیوم خیل اللومہ" اس لئے ہم تمھارے گھوڑے کو اپنے گھوڑوں کے ساتھ اب دوڑنے کی اجازت نہیں دیتے ۔ سعید نے کہا امیر المومنین میں نے یہ نہیں کہا تھا جو آپ فرما رہے ہیں میں نے تو یہ کہا تھا ۔ نحن سبقنا الیوم خیل اللومہ ۔ (برے گھوڑوں سے ہم آج آگے بڑھ گئے) جواب سنکر ولید ہنس پڑا اسے اپنے گلے لگالیا اور کہنے لگا اللہ کرے کہ کبھی قریش کو تم ایسے شخص کی جدائی تو نہ برداشت کرنا پڑے ۔

دوڑ کے لئے گھوڑوں کو جمع کرنے کے متعلق ولید کے بڑے عمدہ عمدہ قصے ہیں جن کو ہم نے یہاں بیان نہیں کیا اس کے پاس ایک ہزار دوڑ کے گھوڑے تھے نیز مشہور گھوڑا زائد اور سندی اس کے پاس تھے اس زمانہ میں کوئی اور گھوڑا دوڑ میں ان سے آگے نہ بڑھ سکا تھا ۔

یہ تمام واقعات ابن عُفیر ۔ اصمعی ۔ ابو عبیدہ اور جعفر بن سلیمان ایسے مورخ اور اخباریوں نے بیان کئے ہیں ہم نے ولید کے گھوڑوں اس کی دوڑوں نیز مشہور گھوڑے زائد ۔ سندی اور اشقر مروان کے چیدہ حالات نیز ولید کے علاوہ دوسرے امویوں کے چاہے وہ اس کے پیشرو ہوں یا بعد میں ہوئے ہوں وہ حالات جو گھوڑ دوڑ کے متعلق تھے اپنی کتاب الاوسط میں بیان کر دیے ہیں یہاں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ ان کی تاریخ کی تکمیل سوانح اور سیرت کے ضمن میں ہے تاکہ ان کی زندگی کا کوئی شعبہ باقی نہ رہ جائے ، اسی طرح ہم نے وہاں وہ سب باتیں بیان کی ہیں جن کا گھوڑوں کی عادت ، صفات تمام اعضا ان کے عیوب اور بناوٹ کی شناخت کے لئے علم ہونا ضروری ہے وہاں ہم نے یہ بھی بتایا ہے کہ گھوڑا جوان کون ہوتا ہے ادھیڑ اور بڈھا کون ہوتا ہے ان کے رنگ اور دائرے لکھے ہیں اور بتایا ہے کہ کون اچھے سمجھے جاتے ہیں ۔ ان کی عمروں کا حساب بتایا ہے گھوڑوں کے چکروں کے متعلق ماہرین کے اختلافات بتائے ہیں کہ ان میں سے کتنے چکر اچھے شمار کئے جاتے ہیں اور کتنے بُرے سمجھے جاتے ہیں ۔ بعض

کہتے ہیں کہ گھوڑے کے جسم پر یہ اٹھارہ چکیہ ہوتے ہیں بعض نے اس سے
زیادہ اور بعض نے کم اپنے اپنے تجربہ اور تشخیص کے مطابق کہے ہیں۔
اسی طرح ماہرین نے اول آنے والے اور دوسرے گھوڑوں کی جو توصیف
کی ہے کہ ان میں کیا علامتیں ہوتی ہیں جس سے وہ شناخت ہو سکتے ہیں
ان سب کو ہم اپنی گذشتہ کتابوں میں تفصیل سے بیان کر آئے ہیں۔
اس کے عہد میں ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم
نے وفات پائی بعض ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے ان کی وفات ہشام کے عہد میں
۱۱۷ھ ہجری میں ہوئی۔ بعض کا بیان یہ ہے کہ انھوں نے یزید بن عبد الملک کے
عہد میں ستاون سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی اور وہیں بقیع میں اپنے
باپ علی بن الحسین اور دوسرے اپنے اسلاف واجداد کے پہلو میں دفن ہوئے
ہم انشا اللہ ان لوگوں کا ذکر آئندہ اسی کتاب میں تفصیل سے بیان کریں گے۔

ولید بن عبد الملک بن مروان کے بیٹوں

یزید اور ابراہیم

کے عہد خلافت کا بیان

ولید بن یزید کے قتل کے بعد یزید بن الولید نے شب آدینہ ۲۲ھ یا ۲۳ھ جمادی الآخر کو دمشق پر قبضہ کر لیا سب نے اس کی بیعت کر لی اس یزید نے غرۂ ذی الحجہ ۱۲۶ھ ہجری کو دمشق میں انتقال کیا اس طرح اس کی مدت خلافت ولید کے قتل سے لیکر اس کے مرنے تک پندرہ ماہ دو یوم ہوئی۔ اس کے بعد اس کا بھائی ابراہیم بن ولید حکومت پر قابض ہوگیا لوگوں نے اسی کے ہاتھ پر بیعت کر لی یہ چار ماہ یا دوسری روایت کے مطابق صرف دو ماہ حکمراں رہا پھر منصب خلافت سے علیحدہ کر دیا گیا، اس کا زمانہ اپنی بے اطمینانی۔ بد انتظامی خلفشار اور جھگڑے اور منافقتوں کی وجہ سے عجیب گزرا ہے، اسی حالت کے متعلق اس عہد کے کسی شاعر نے یہ شعر لکھا ہے۔

نبایع ابراهیم فی کل جمعة ؎ الا ان امراً انت والیه ضائع

(ترجمہ) ہم ہر جمعہ کے دن ابراہیم کی بیعت کرتے ہیں مگر جس کام کی سربراہ کاری تیرے ہاتھ آئی ہے وہ تو ضرور بگڑے گا۔

یزید بن الولید نے ۳۷ سال یا دوسرے بیان کے مطابق ۴۶ سال کی عمر میں انتقال کیا اور دمشق میں باب الجابیہ اور باب الصغیر کے درمیان سپرد خاک کیا گیا

یزید اور ابراہیم کے عہد کے مختصر واقعات

یزید بن الولید اعول تھا اور یزید الناقص اس کا لقب تھا ناقص مشہور ہونے کی وجہ اس کی ساخت بدن کی خرابی یا عقل کی کمی نہ تھی بلکہ اس نے بعض فوجوں کی تنخواہ میں کمی کر دی تھی اس وجہ سے ناقص کہا جاتا تھا عقائد میں معتزلی تھا ان کے ان پانچوں اصول کو جو توحید عدل ۔ وعد وعید اسما اور احکام کے متعلق ہیں، مانتا تھا، اسی طرح ان کا اصول المنزلۃ بین المنزلتین نیکی کی ہدایت بدی کی ممانعت نیز ان کے پہلے اصول یعنے توحید کی جو تفسیر معتزلہ نے کی ہے جس میں بصری اور بغدادی وغیرہ ان کی سب جماعتیں متفق ہیں ان پر ایمان رکھتا تھا توحید کی تفسیر میں سب معتزلہ متفق ہیں اگرچہ اور فروعی باتوں میں ان کے درمیان اختلاف رائے ہے توحید کی تفسیر وہ یہ کرتے ہیں کہ اللہ عزو جل کسی شئے کے مشابہ نہیں ہے وہ نہ جسم ہے نہ عرض ہے نہ عنصر ہے نہ جزء ہے اور نہ جوہر ہے بلکہ وہ ان سب چیزوں کا خالق ہے کوئی حس دنیا یا آخرت میں اسے پا نہیں سکتی نہ مکان اسے حصر کرتا ہے اور نہ اطراف نے اس کی حد بندی کی ہے وہ ہمیشہ سے ہے نہ زمان ہے نہ مکان ہے نہ حد ہے نہ انتہا، وہ ہر شئے کا بغیر کسی شئے کے ابتدائی خالق ہے وہ قدیم ہے اس کے سوا اور سب کچھ حادث ہے، اس کے بعد ان کا دوسرا اصولی عقیدہ عدل کے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی فساد کو پسند نہیں کرتا اور نہ وہ بندوں کے افعال کا خالق ہے بلکہ وہ اس قدرت کی مدد سے جو اللہ نے ان کی فطرت میں ودیعت کر دی ہے، اللہ کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں

اور منہیات سے احتراز کرتے ہیں نیز یہ کہ اللہ اسی بات کا حکم دیتا ہے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے اور اسی سے روکتا ہے جسے وہ نہیں چاہتا وہ ہر اپنی مامورہ نیکی کو پسند کرتا ہے اور ممنوعہ بدی سے قطعی بری ہے نیز وہ اپنے بندوں کو اس بات کی تکلیف نہیں دیتا جس کی ان میں طاقت نہ ہو اور نہ وہ ان سے وہ چاہتا ہے جس پر ان کی قدرت نہ ہو، کوئی شخص قبض و بسط پر قادر نہیں ہے مگر صرف اس قدرت کی بدولت جو اللہ نے اسے عطا کی ہے ہر شے کا مالک حقیقی خود ذات باری ہے اور بندے نہیں ہیں جس چیز کو جب چاہتا ہے فنا کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اگر وہ چاہتا تو اسے قدرت حاصل ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنی عبادت پر مجبور کر دیتا، اور زبردستی انھیں اپنی معصیت سے روک دیتا مگر وہ ایسا اس لئے نہیں کرتا کہ اس طرح پھر ان کے لئے محنت اور ابتلا باقی نہ رہے گا،

تیسرا ان کا اصولی عقیدہ وعدہ و وعید ہے اس کی تفسیر وہ یہ کرتے ہیں کہ اللہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو بغیر توبہ کے معاف نہیں کرتا نیز جو اس نے وعدہ کیا ہے اس میں بھی وہ سچا ہے اور جو وعید بتائی ہے اس میں بھی وہ سچا ہے اس کے کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

چوتھا اصولی عقیدہ المنزلۃ بین المنزلتین ہے اس کی تفسیر یہ ہے کبائر کا مرتکب نہ مومن ہے اور نہ کافر ہے بلکہ فاسق ہے اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس کی مغفرت نہ ہوگی بلکہ وہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں ڈالدیا جائے گا برخلاف اس کے دوسرے مسلمان اس کو صرف گنہگار سمجھتے ہیں۔ اسی اختلاف کا نام اعتزال ہے۔

پانچواں اصولی عقیدہ یہ ہے کہ نیکی کی ہدایت اور برائی کی ممانعت ہر مسلمان پر حسب استطاعت واجب ہے چاہے وہ تلوار سے ہو یا کسی اور ذریعہ سے اگر جہاد ہو تو ان کے نزدیک کافر اور فاسق سے جہاد میں کوئی فرق نہیں دونوں مساوی درجہ رکھتے ہیں۔

معتزلہ کے یہ پانچ اصولی عقائد ہیں جو ان سب کو تسلیم کرے گا وہی

معتزلی کہلائے گا اور جو ان میں سے کم وبیش کا ماننے والا ہوگا اسے صحیح معنوں میں معتزلی نہیں کہہ سکتے۔ ان پانچ اصول کے علاوہ فروع میں بہت اختلاف ہے ہم ان کے اصول و فروع کے متعلق جس قدر ان کے اقوال و بیان تھے نیز ان کے علاوہ امت محمدی میں اور جو فرقے مثلاً خارجی۔ مرجیہ۔ رافضی۔ زیدیہ اور حشویہ وغیرہ، وغیرہ ہیں ان کے تمام اقوال اور مباحث کو اپنی کتاب المقالات فی اصول الدیانات میں بیان کر چکے ہیں ہم نے اپنی مخصوص کتاب ابانہ میں صرف اسی وجہ سے امامیہ اور معتزلہ فرقوں کے فرق کو بیان کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ معتزلہ اور دوسرے فرقے اس بات کے قائل ہیں کہ امامت کا قیام امت کا اختیاری ہے کیونکہ نہ اللہ عزوجل نے اور نہ خود رسول اللہ صلعم نے کسی شخص کو مخصوص طور پر امامت کے لئے نامزد فرمایا اور نہ افراد امت نے خود رسول اللہ صلعم کے سامنے کسی ایک شخص مخصوص کی امامت کے لئے اجماع کیا اس وجہ سے اب امت کو یہ اختیار ہے کہ وہ جسے چاہے امام بنالے تاکہ وہ احکام شرعیہ کو نافذ کرے صرف اس کا مسلمان اور اہل عدل و ایمان ہونا کافی ہے قریشی ہو یا نہ ہو، نسب یا دوسری باتوں کا مطلق لحاظ نہیں کیا جائے گا نیز یہ کہ ہر عہد کے لوگوں پر امام کا اختیار کرنا واجب ہے، اس بارے میں کہ امام چاہے قریش سے ہو یا نہ ہو تمام معتزلہ نیز زیدیہ فرقہ کے بعض لوگ مثلاً حسن بن صالح بن یحیٰی اور ان کے ہم خیال لوگ جن کا ذکر ہم ہشام کے عہد میں کر چکے ہیں متفق ہیں نیز نجدات کے علاوہ تمام خارجی فرقوں اباضیہ وغیرہ کا یہی مذہب ہے، البتہ نجدات یہ کہتے ہیں کہ امامت کا نصب کرنا واجب نہیں ہے یہی خیال بعض متقدمین اور متاخرین معتزلہ کا بھی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تمام امت عادل بن جائے تو پھر کسی امام کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جو لوگ امامت کو قریش سے مخصوص نہیں سمجھتے انھوں نے بہت سے دلائل بیان کئے ہیں منجملہ ان کے حضرت عمرؓ کا امامت کے تصفیہ کے لئے اہل شوریٰ کو مقرر کرتے وقت یہ فرمانا کہ اگر سالم زندہ ہوتے تو ان کو خلیفہ مقرر کرتے ہوئے مجھے کوئی کھٹکا نہیں ہوتا ثابت کرتا ہے کہ امامت کا حق سب مسلمانوں کو مساویانہ طور پر حاصل ہے کیوں کہ

سالم ایک انصاری عورت کے مولی تھے اور اگر عام مسلمانوں کو یہ حق نہ ہوتا تو باوجود علم کے حضرت عمرؓ کبھی سالم مولی ابی خذیفہ کی موت پر افسوس کا اظہار اس وقت نہ فرماتے اور اس خیال کی تائید آنحضرت کی متعدد حدیثوں سے بھی ہوتی ہے ایک حدیث میں آتا ہے اسمعوا واطیعوا ولو لعبد اجدع کان ناک کٹے غلام کی بھی اطاعت و فرماں برداری کرو، نیز اللہ کے اس قول سے کہ اِنّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم اس خیال کی مزید تائید ہوتی ہے، اس کے برعکس ابوحنیفہ۔ مرجیہ فرقہ کے اکثر لوگ، اور جارودی وغیرہ زیدیہ فرقہ کے اکثر اصحاب اور روافض شیعہ اور راوندیہ فرقوں کی تمام جماعتیں اس بات کی قایل ہیں کہ امامت صرف قریش کے لئے مخصوص ہے کیوں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے الامامۃ فی القریش نیز آپ نے فرمایا قدموا قریشا ولا تقدموھا۔ قریش کو اپنے آگے بڑھاؤ اور خود ان سے آگے نہ بڑھو، نیز سقیفۂ بنی ساعدہ کے واقعہ کے دن مہاجرین نے انصار کے خلاف یہی دلیل پیش کی تھی کہ امامت قریش کے ساتھ مختص ہے کیوں کہ جب یہ والی ہوتے ہیں تو عدل کرتے ہیں اور اسی وجہ سے انصار اپنے دعوی سے دست بردار ہو گئے۔

اس جماعت میں صرف امامیہ فرقہ کا یہ خیال ہے کہ امامت اسی وقت ثابت ہوگی جب کہ امام کی ذات کے لئے نام لیکر اللہ یا اس کے رسول کی جانب سے وہ مختص کر دی گئی ہو اور اس کی شہرت ہو گئی ہو نیز کوئی عہد امام سے جو بندوں کے لئے اللہ کی حجت ہوتا ہے خالی نہیں ہونا چاہیے وہ ظاہر ہو یا اپنی جان کے خوف سے تقیہ استعمال کرے اور چھپا رہے۔ امامت کی ضرورت پر اہل امامت نے عقلی اور نقلی بہت سی دلیلیں پیش کی ہیں اور انھیں معصوم قرار دیا ہے امامت کے واجب ہونے اور اماموں کی عصمت پر جو دلائل بیان کئے گئے ہیں ان میں سے اللہ تعالی کا یہ قول انی جاعلک للناس اماما۔ (میں تجھ کو لوگوں کا امام بناتا ہوں) جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ہے پیش کیا گیا ہے پھر حضرت ابراہیم کا یہ سوال ومن ذریتی اور میری اولاد کے

متعلق کیا ارشاد ہے، اور اللہ تعالیٰ کا جواب میں یہ فرمانا لاینال عھدی الظالمین میرے اس وعدہ میں ظالم شریک نہیں ہیں اس امر کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے کہ امامت اللہ کی جانب سے منصوص ہے کیوں کہ اگر امامت تمام لوگوں کے لئے جائز ہوتی تو حضرت ابراہیم اس کے متعلق اپنے رب سے اسی وقت سوال کیوں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں بتا دیا کہ میں نے تم کو ہی اس منصب عظمیٰ کے لئے اختیار کیا ہے اب رہا خداوند عالم کا یہ ارشاد کہ لاینال عھدی الظالمین اس بات پر دلیل ہے، کہ جو ظالم نہ ہوں گے وہ اللہ کے اس عہد میں شریک ہیں یعنی وہ امام ہوتے چلے آئیں گے۔

اس کے بعد یہ لوگ امام کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ وہ فطرتاً گناہوں سے معصوم ہو کیونکہ اگر وہ فطرتاً معصوم نہ ہوگا تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ ان جرائم کا ارتکاب کر بیٹھے جو دوسرے لوگ کرتے ہیں اور اس صورت میں ایک دوسرے امام کی ضرورت لاحق ہوگی جو اس پر اسی طرح حد شرعی جاری کرے جیسا کہ یہ دوسروں پر کرتا ہے اس طرح سے ایک امام دوسرے امام کا اور دوسرا تیسرے کا محتاج ہوگا اور یہ ایک سلسلہ غیر متناہی ہے جو محال ہے علاوہ بریں اگر وہ فطرتاً معصوم نہ ہوگا تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ باطن میں فاسق فاجر یا کافر ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ تمام مخلوقات میں وہ سب سے زیادہ عالم ہو کیونکہ اگر وہ سب سے زیادہ عالم نہ ہوگا تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ حدود اور احکام خداوندی کو بدل دے جہاں حد کا حکم ہے وہاں قطع کر دے اور جہاں قطع کا حکم ہے وہاں حد جاری کر دے اور احکام الٰہی کو ان کے صحیح مواقع کے برخلاف استعمال کرنے لگے، نیز یہ کہ وہ سب سے زیادہ شجاع ہو کیونکہ جنگ کے موقع پر تمام امت اسی کے پاس آئے گی اور اسی پر بھروسہ کرے گی اگر اس نے نامردی سے گریز اختیار کی تو اس نے اللہ کے غضب کو اپنے اوپر نازل کر لیا۔ اسی طرح امام کو سب سے زیادہ فیاض ہونا چاہیئے اس شرط کی ضرورت اس وجہ سے لاحق ہوئی کہ امام تمام مسلمانوں کا خزینہ دار اور امین ہوتا ہے اگر وہ سخی نہ ہوگا تو اس کے قلب میں مسلمانوں کے روپیہ کے

غصب کرنے کا لالچ پیدا ہوگا اور اس کے لئے کلام اللہ میں سخت وعید نازل ہوئی ہے اس کے علاوہ اور بہت سے خصائل اہل امامت نے امام کے بیان کئے ہیں جس سے بزرگی کے وہ اعلیٰ اور اشرف درجات اسے نصیب ہوئے ہیں جو کسی دوسرے کے لئے ممکن نہیں پھر وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام صفات حضرت علیؑ اور ان کی اولاد میں موجود ہیں کیونکہ ایمان لانے اور ہجرت کرنے میں اولیت رسول اللہ سے قرابت فیصلہ میں عدالت جہاد فی سبیل اللہ اور زہد وتقوی میں جو مرتبہ ان کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں نیز اللہ تعالیٰ نے انکے قلوب کی صداقت سے خبر دی ہے اور اللہ ہی کے بیان کے مطابق ان کے ظاہری اخلاق ان کے قلوب مصفی کے بالکل مطابق ہیں کیونکہ انھوں نے یتیم مسکین اور قیدی کی اللہ کے لئے مدد کی نیز اللہ نے ان مراتب عالیہ اور اجر عظیم کی بھی اطلاع دی ہے جو انھیں حشر کے دن اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا، اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ ہم نے بدی کو ان سے دور کر دیا ہے اور انھیں پاک کر دیا، ان کے علاوہ اور بھی بہت سی دلیلیں وہ ان کی امامت کے لئے بیان کرتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے امامت کو اپنے بیٹے حسن اور حسین کے لئے نامزد کر دیا تھا اور حسینؑ نے اپنے بیٹے علی بن الحسین کو اپنا جانشین بنایا اسی طرح امامت سلسلہ بسلسلہ ایک ایک امام کو ملتی رہی یہاں تک کہ اب بارھویں امام کو حاصل ہے ہم نے اپنی کتاب میں سب اماموں کے نام کسی اور جگہ بیان کئے ہیں۔

آج کل یعنے ۳۳۲ھ ہجری میں غیبت امام اور تقیہ کے استعمال کے متعلق شیعوں کے فرقوں میں بہت اختلاف رائے ہے اسی طرح آئمہ کے ابواب اور اوصیا کے متعلق طول طویل بحثیں موجود ہیں جن کا ذکر کرنا ہم اپنی اس کتاب میں اس لئے مناسب نہیں سمجھتے کہ ہماری یہ کتاب محض تاریخ ہے اور یہاں ہم نے بالکل برسبیل تذکرہ کچھ لکھدیا ہے، اسی طرح امامیہ کے علاوہ اصحاب الدور والسیر وبرہ اور طنور کے متعلق ان کے شرائط وغیرہ کا تذکرہ ہم نے اپنی دوسری کتابوں میں کر دیا ہے اور وہاں ہم نے ظاہر و باطن سائر و دائر اور واقف وغیرہ

ان کے مباحث اور ان کے اسرار کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔
جب ولید بن یزید نے کھلم کھلا فسق و فجور شروع کر دیا اور اس کے ظلم کی حد نہ رہی تو یزید بن الولید نے اپنے معتزلہ طرفداروں اور اہل داریا اور اہل مزہ واقع غوطہ دمشق کے ہمراہ دمشق میں خروج کر کے ولید کو قتل کر دیا ہم ان تمام واقعات کو پوری شرح و بسط سے اپنی دوسری کتابوں میں لکھ چکے ہیں اور یہاں مجملاً لکھ رہے ہیں۔ یزید بن ولید پہلا شخص ہے جس نے خلیفہ کو قتل کر کے خلافت پر قبضہ کیا ہے اس کی ماں اُم ولد تھی جس کا نام شافرند بنت فیروز بن کسریٰ تھا اسی کے متعلق یزید نے یہ شعر کہا ہے۔

انا ابن کسریٰ وابی مروان ۔ وقیصر جدی وجدی خاقان

(ترجمہ میں کسریٰ کا نواسا ہوں اور مروان میرا دادا ہے میرے اجداد میں قیصر بھی ہے اور خاقان بھی ہے۔)
ابو خالد اس کی کنیت تھی اس کے بھائی ابراہیم کی ماں بھی اُمّ ولد تھی جیسے ویرہ کہتے تھے اور دیانت کی اس تعریف کے مطابق جو ہم کر چکے ہیں معتزلہ فرقہ یزید بن الولید کو عمر بن عبدالعزیز پر بھی ترجیح دیتا تھا۔
۱۲۷ھ ہجری میں مروان بن محمد جزیرہ سے دمشق آیا ابراہیم ابن الولید نے دمشق سے راہ فرار اختیار کی مگر آخر کار وہ مروان کے ہاتھ آگیا مروان نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اور ان کے تمام متعلقین کو قتل کر دیا مروان نے عبدالعزیز بن الحجاج اور یزید بن خالد القسری کو بھی قتل کر دیا اور اب بنی امیہ کی شوکت و سطوت میں زوال شروع ہوا۔
علا ابن بنت ذی الکلاع جو سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کا خاص دوست اور ہر وقت کا مصاحب تھا بیان کرتا ہے کہ جب خراسان و مشرق میں سیاہ علم برداروں کی تحریک علی الاعلان شروع اور کامیاب ہوئی اور وہ لوگ جبل ا کے نزدیک اور عراق کے قریب پہنچے تو کثرت سے متوحش خبریں پھیلنے لگیں اور دشمنوں نے بنی امیہ کے متعلق جو خبریں مشہور کیں وہ ہی زبان زد عوام ہوئیں اسی زمانہ میں میں سلیمان کے پاس تھا جو اس وقت اپنے باپ ہشام کے رصافہ کے سامنے بیٹھا شراب پی رہا تھا یہ یزید الناقص کا آخری عہد تھا اور حکم الوادی عرضی کے

یہ شعر گا کر اسے سنا رہا تھا۔

اِنَ الحبیب تروحت احمالہ ٭ اصلاً فدمعک دائم اسبالہ

افنی الحیاۃ فقد بکیت بعولۃ ٭ لوکان ینفع باکیا اعوالہ

یاحبذا تلک الحمول وحبذا ٭ شخص ھنالک وحبذا امثالہ

(ترجمہ) ایک شام معشوق کی سواریاں کوچ کر گئیں اور اب تیرے اشک مسلسل رواں ہیں اگر کسی رونے والے کو اس کا گریہ سود مند ہوتا تو میں اپنی جان رو رو کر ہلاک کر دیتا یہ گریہ تو ہیچ ہے، کیا خوب وہ سواریاں اور کیا خوب وہ سوار اور کیا ہی خوب اُس ایسے اور سوار ہونگے

گویّے نے ان اشعار کو نہایت خوبی سے گایا اور اس میں اپنا تمام کمال صرف کیا، سلیمان نے ایک رطل شراب پی ہم نے بھی اس کے ساتھ شراب پی اور نشہ سے چور ہو کر اپنے ہاتھوں کا تکیہ بنا کر سو رہے دیکا یک سلیمان نے مجھے بلایا میں بیدار ہوا اور دوڑ کر اس کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ جناب والا کیا حال ہے اس نے کہا دم لو میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا میں دمشق کی جامع مسجد میں ہوں اور وہاں ایک شخص ایسا آیا ہے جس کے ہاتھ میں خنجر ہے اور سر پر غیر مرصع سیسہ کا تاج ہے اور بلند آواز سے یہ شعر پڑھ رہا ہے

ابنی امیۃ قد دنا تشتتکم ٭ وذھاب ملککم وان لا یرجع

(ترجمہ) اے بنی امیہ تمہاری پراگندگی اور تفرق اور حکومت کے ہمیشہ کے لئے انتزاع کا وقت قریب آگیا ہے،

وینال صفوتہ عدو ظالم ٭ للمحسنین الیہ ثم یفجع

(ترجمہ) اور اب حکومت اس دشمن کے قبضہ میں چلی جائے گی جو اپنے محسنوں کے ساتھ سخت ظلم کرے گا اور انھیں دردناک مصیبت میں مبتلا کرے گا۔

بعد الممات لکل ذکر صالح ٭ یا ویلہ من قبلح ما قد یضع

(ترجمہ) تمہاری ہلاکت کے بعد وہ تمہارے ہر اچھے کام کی سخت مذمت کرے گا۔

میں نے کہا ایسا ہرگز نہ ہوگا آپ پریشان نہ ہوں اسی کے ساتھ مجھے اس کے حافظہ پر تعجب آیا حالانکہ وہ اس ذہنیت کا آدمی تھا تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے مجھ سے کہا اے حمیری جس واقعہ کے پیش آنے کے لئے

زمانہ درکار ہے وہ قریب الوقوع ہے، اس واقعہ کے بعد میں اور وہ کبھی
پھر شراب میں شریک نہ ہوئے وہی میری اس سے آخری ملاقات ثابت ہوئی

۱۳۲ سنہ ہجری

اب ۱۳۲ سنہ ہجری شروع ہوا مروان بن محمد الجعدی اور سیاہ علم والوں
میں جو کچھ گذری ہو گذری جب حکومت بنی اُمیہ سے نکل کر بنی عباس کے پاس آ گئی اس وقت
بنی اُمیہ کے ایک سن رسیدہ بزرگ سے جو اپنے خاندان کی سیاست اور وجوہ
زوال سے بخوبی واقف تھا کسی نے بنی اُمیہ کے زوال کے اسباب پوچھے
اس نے کہا

بنی اُمیہ کے زوال کے اسباب

ہم عیش و عشرت میں ایسے منہمک ہو گئے کہ اپنے فرایض حکومت کو
بالکل بھول بیٹھے، ہم نے اپنی رعایا پر ظلم شروع کیا جب وہ ہمارے انصاف
سے مایوس ہوے انھوں نے ہم سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہا۔ کاشتکاروں
پر ہم نے لگان بہت زیادہ کر دیا جس کی وجہ سے وہ زمینوں کو چھوڑ کر ہجرت
کر گئے اور اس طرح ہماری زمینیں ویران ہو گئیں اور خزانے خالی رہ گئے
ہم نے اپنے وزرا پر بھروسہ کیا اونھوں نے اپنے فوائد کو ہمارے منافع
پر مُقدم رکھا اور ہمارے حکم کے حاصل کئے بغیر جو چاہا حکم جاری کر دیا۔
ہمیں اس سے بے خبر رکھا انھوں نے فوجوں کی تنخواہیں دیر میں دینا شروع
کیں اور اس وجہ سے وہ ہمارے وفادار نہ رہے اور جب ہمارے دشمنوں
نے انھیں اپنے ساتھ ہونے کی دعوت دی انھوں نے خوشی سے اسے
قبول کیا اور ہمارے مقابلہ میں ان کی مدد کی۔ ہم اپنے دشمنوں کے

مقابلہ پر بڑھے مگر اپنے انصار کی کمی کی وجہ سے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے ہمارے زوال کی سب سے بڑی وجہ ملک و رعایا کے حالات سے ہماری بے خبری ہوئی۔

یمنی اور نزاری عربوں کے اختلاف کی وجہ

جب کمیت نے اپنے ہاشمی قصائد لکھے وہ بصرہ میں فرزوق کے پاس آیا اور کہا اے ابو فراس میں آپ کا برادر زادہ ہوں اس نے کہا کون ؟ کمیت نے اپنا نسب بتایا فرزوق نے کہا صحیح ہے کیوں آئے ؟ اس نے کہا میری زبان پر اشعار کی آمد ہے آپ بنی مضر کے شیخ اور سب سے بڑے شاعر ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان اشعار کو آپ کے سامنے پیش کروں اگر وہ اچھے ہوں تو آپ مجھے ان کی اشاعت کی اجازت دیں اور اگر پسند نہ آئیں تو آپ مجھے ان کے چھپانے کی ہدایت کریں نیز خود آپ بھی کسی سے ان کا تذکرہ نہ کریں ، فرزوق نے کہا اے میرے برادرزادے تمہارے اشعار تمہاری عقلمندی کے مماثل معلوم ہوتے ہیں بخوشی سناؤ۔ کمیت نے یہ شعر پڑھا۔

طربت وما شوقاً الی البیض اطرب ٭ ولا لعباً منی وذو الشیب یلعب

(ترجمہ) میں وجد میں آگیا مگر میرا یہ وجد خوبصورت عورتوں کے شوق کی بنا پر نہیں ہے اور نہ تفنن کے طور پر حالانکہ بوڑھا آدمی تفنن سے مزے لیتا ہے۔

فرزوق نے کہا اچھی بات ہے تم تفنن سے مزے لو، کمیت نے اب یہ شعر پڑھا۔

ولم یلھنی دار ولا رسم منزل ٭ ولم یتطربنی بنان مخضب

(ترجمہ) اور نہ مجھے کسی معشوقہ کے مکان یا اس کے نقش منزل نے وارفتہ کیا اور نہ مجھے حنا آلودہ انگلی کی پوروں نے سرشار کیا ہے۔

فرزوق نے کہا تو پھر کس چیز نے تم کو سرشار کیا ہے کمیت نے یہ شعر سنایا

ولا انا ممن یزجر الطیر ھمہ ٭ اصاح غراب او تعرض ثعلب

(ترجمہ) نہ میں اُن لوگوں میں ہوں جن کے عزم کو شگون متزلزل کر دے چاہے وہ کوے کی بانگ ہو

یا لومڑی کا سامنے سے گذر جانا ۔
فرزوق نے کہا تو آپ پھر کیا ہیں اور کیا ہونا چاہتے ہیں ۔کمیت نے یہ شعر سنایا۔

وما السانحات البارحات عشیۃ ٭ امر سلیم القرن ام مر اعضب
(ترجمہ) اور نہ شام کے وقت کنائی کاٹ کر چوکڑی بھرنے والے ہرن جن کے سینگ سیدھے رہے ہوں یا خمدار مجھے اپنے تماشہ میں مصروف کرتے ہیں ۔
فرزوق نے کہا یہ بات تو تم نے خوب کہی ہے ،کمیت نے یہ شعر پڑھا ۔
ولکن الی اهل الفضائل والنھی ٭ وخیر بنی حوّاء والخیر یُطلب
(ترجمہ) مگر میں اہل فضل وحکمت کی طرف نسبت چاہتا ہوں اور ان لوگوں کی طرف جو بنی نوع بشر میں سب سے بہتر ہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ جو بہتر شئے ہوتی ہے وہ مطلوب عام ہوتی ہے
فرزوق نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں کمیت نے کہا ۔
الی النفر البیض الذین بحبھم ٭ الی اللہ فیما نابنی اتقرب
(ترجمہ) میں ان ذی وجاہت اصحاب کی طرف منسوب ہوجاتا ہوں کہ جن کی محبت کا واسطہ دیکر میں ہر مصیبت میں اللہ سے استمداد کرتا ہوں ۔
فرزوق نے کہا مجھے جلد بتاؤ کہ یہ کون لوگ ہیں ۔کمیت نے کہا
بنی ہاشم رهط النبی فاننی ٭ بھم ولھم ارضی مرارا واغضب
(ترجمہ) یہ لوگ بنی ہاشم ہیں جو بنی کے خاندان والے ہیں اور میرا یہ حال ہے کہ میں کبھی ان کیلئے جوش میں آجاتا ہوں اور کبھی ان کی وجہ سے خوش ہوجاتا ہوں ۔
فرزوق نے کہا اے میرے بیٹے اللہ تم کو اس کی جزا دے تم نے خوب کہا اور بالکل ٹھیک کہا ہے اور اچھا کیا ہے کہ تم نے اوباشوں اور بدمعاشوں کی تعریف نہیں کی تمہارا تیر کبھی خطا نہ کرے گا اور تمہاری بات کو کوئی جھٹلائے گا نہیں اس کے بعد اس نے اشعار کی تعریف کی اور پھر ان اشعار کے ظاہر کرنے کی تاکید کی اور ہدایت کی کہ اپنے دشمنوں کے خلاف چال سے کام لے اور کہا کہ اب تک جتنے شاعر گذرے ہیں یا اب ہیں تم ان سب سے بڑے شاعر ہو ،
اس گفتگو کے بعد کمیت مدینہ آیا اور ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن

علی رضی اللہ عنہم کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے رات کے وقت اسے بلایا اور شعر سنانے کی فرمائش کی جب کمیت اپنے میمیہ قصیدہ کی اس بیت پر پہنچا۔

وقتیلٌ بالطّفّ غودر منهم ٭ بين غوغاء أمّة وطغام

(ترجمہ) اور وہ مقتول (حسینؑ) جو طف کی وادی میں اُمت کے اشرار و اراذل کے درمیان بغیر کفن و دفن کے چھوڑ دیا گیا۔

تو ابو جعفر رو پڑے اور کہا کمیت اگر میرے پاس کچھ بھی روپیہ ہوتا تو میں تم کو دیدیتا۔ مگر اب میں تم کو وہی دعا دیتا ہوں جو رسول اللہ صلعم نے حسان بن ثابت کو دی تھی آپ نے فرمایا تھا۔ "جس طرح ہم اہل بیت کی تم نے حمایت کی ہے اسی طرح ہمیشہ روح القدس تمھاری تائید کرتے رہیں"

کمیت ان کے پاس سے اُٹھکر عبد اللہ بن الحسنؓ بن علیؑ کے پاس آیا اور انھیں اپنے شعر سنائے۔ عبد اللہ نے کہا اے ابو مستہل میری کچھ جائداد ہے میں اس میں سے چار ہزار دینار تم کو دیتا ہوں اور اس کے لئے یہ باقاعدہ تحریر موجود ہے اور میں نے اس پر گواہوں کے دستخط بھی حاصل کر لئے ہیں عبداللہ نے وہ ہبہ نامہ کمیت کو دینا چاہا مگر کمیت نے اس کے لینے سے انکار کیا اور کہا میرے والدین آپ پر سے فدا ہوں آپ لوگوں کے علاوہ میں نے جب کبھی کسی کی شان میں کچھ کہا اس سے میرا مقصد دنیا طلبی ہوتا تھا مگر بخدائے لایزال آپ لوگوں کی شان میں جو کچھ میں نے کہا وہ محض اللہ کے لئے کہا ہے اس سے روپیہ حاصل کرنا مقصود نہیں ہے اور جو بات میں نے اللہ کے لئے کہی ہے اس کے معاوضہ میں کچھ نہیں لوں گا مگر عبد اللہ نے سخت اصرار کیا اور کہا کہ تم کو اسے قبول کئے بغیر چارہ نہیں۔ مجبور ہو کے کمیت نے وہ تحریر لے لی۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک دن کمیت عبد اللہ کے پاس آیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہوں اے رسول زادے میری ایک ضرورت ہے اب اسے پورا کیجئے عبداللہ نے کہا کیا ضرورت ہے تمھاری ہر ضرورت کو میں پورا کردوں گا کمیت نے کہا آیندہ اور گذشتہ ہر ضرورت کو؟ عبد اللہ نے اس کا اقرار کیا کمیت نے

کہا تو خباب والا یہ آپ کا ہبہ نامہ ہے اسے آپ قبول کیجئے اور اپنی جائداد واپس لے لیجئے، یہ کہکر کمیت نے وہ تحریر ان کے سامنے ڈالدی اور عبداللہ نے اسے قبول کرلیا عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اٹھے ایک موٹا کپڑا لیا اور اپنے چار غلاموں کو دیا اور خود بنی ہاشم کے مکانات کا چکر کرنے چلے اور کہتے جاتے تھے کہ اے بنی ہاشم یہ کمیت شاعر موجود ہے یہ وہ ہے کہ اس نے اس وقت تمھارے مناقب بیان کئے ہیں جب کہ اور سب تمھاری طرف سے ساکت ہوگئے تھے اور تمھاری مدح کر کے اس نے بنی امیہ کے سامنے اپنی جان خطرے میں ڈالدی اب آپ لوگ حسب مقدرت اسے صلہ دیجئے، اب ہر شخص نے اپنی استطاعت کے مطابق دینار و درہم لاکر اس کپڑے میں ڈالے، انھوں نے عورتوں کو بھی اس کی اطلاع دی ہر عورت نے اپنی استطاعت کے مطابق کچھ نہ کچھ بھیجا یہاں تک کہ اپنے زیور اُتار کر دیدئے اور اس طرح کل ایک لاکھ درہم کی رقم جمع ہوگئی عبداللہ بن معاویہ اس رقم کو کمیت کے پاس لائے اور کہا اے ابو مستہل ایک غریب سے جو کچھ ہوسکتا تھا اس کے مطابق یہ رقم میں تمھارے لئے لایا ہوں، ہم اپنے دشمنوں کی حکومت میں رہتے ہیں یہ روپیہ میں چندہ کر کے لایا ہوں دیکھو اس میں عورتوں کے زیور بھی ہیں اس رقم سے تم اپنی زندگی چلاؤ

کمیت نے کہا آپ لوگوں نے حد کردی، میرے ماں باپ آپ پر سے قربان ہوں میں نے آپ کی مدح صرف اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کی ہے اور اس کے عوض میں دنیا کی کوئی چیز میں قبول نہیں کروں گا اس رقم کو آپ ان کے مالکوں کو واپس کردیجئے۔ عبداللہ نے سخت اصرار کیا کہ کمیت اسے قبول کرلے مگر اس نے لینے سے انکار کردیا جب عبداللہ نے دیکھا کہ وہ اس کے لئے کسی طرح آمادہ نہیں ہے انھوں نے کمیت سے کہا تو اچھا اب مناسب یہ ہے کہ تم ایسے شعر کہو جس سے لوگوں میں جوش پیدا ہو جائے اور فتنہ برپا ہو تاکہ اس طرح شاید وہ بات حاصل ہو سکے جس کی تم کو بھی آرزو ہے۔ چنانچہ اب کمیت نے یہی رنگ اختیار کیا اور وہ قصیدہ

لکھا جس میں اپنی قوم مضر بن نزار بن معد، ربیعہ بن نزار ایاد بن نزار اور انمار بن نزار کے مناقب بیان کئے اور ان کی فضیلت میں بہت مبالغہ کیا اور لکھا کہ وہ قحطانی عرب سے افضل ہیں اسی قصیدہ کی وجہ سے یمانی اور نزاری عربوں میں ایک دوسرے کے خلاف سخت جوش پھیل گیا جس قصیدہ کی طرف ہم نے اشارہ کیا اس کا مطلع یہ ہے،

الا حُیّیتِ عنایا مدینا ﴿ وهل ناس تقول مسلمنیا

(ترجمہ) اے مدینہ ہماری طرف سے تجھے سلام پہنچے اور کیا اور بھی کوئی ہے جو تجھے سلام کرتا ہو،

کہتے کہتے اُس نے تعریضاً اور صراحتاً یمن پر چوٹیں کیں اور یمن میں حبشہ اور دوسرے ممالک نے اپنے قبضہ کے وقت جو حکومت کی تھی اُس کا ذکر کیا وہ اشعار یہ ہیں۔

لنا قمر السماء وکلّ نجم ﴿ تشیر الیہ ایدی المھتدینا

(ترجمہ) ہم ہیں آسمان کے بدر اور ستارے ہیں جن کی طرف راہروؤں کے ہاتھ اٹھتے ہیں۔

وجدتُ اللہ اذ سمّی نزاراً ﴿ واسکنھم بمکۃ قاطنینا

لنا جعل المکارم خالصات ﴿ وللناس القفا ولنا الجبینا

(ترجمہ) جب اللہ نے نزار کو معنون کیا اور انھیں مکہ میں سکونت پذیر کر دیا تو میں نے معلوم کیا کہ تمام مکارم اس نے ہمارے لئے مختص کر دے اور ہمیں کو بہتر حصہ دیا اور دوسروں کو کمتر درجہ کا حصہ ملا۔

وما ضربت ھجائنُ من نزار ﴿ فوالج من فحول الا عجمینا

(ترجمہ) اور نزار کی جوان اونٹنیاں اس لئے نہیں سدھائی گئیں کہ عجمی نراون سے متمتع ہوں

وما حملوا الحمیر علی عتاق ﴿ مطھرۃ فیلفوا مبلغینا

(ترجمہ) اور نہ کبھی بنی حمیر صحیح النسب شریف عورتوں کے خاوند ہوئے کہ وہ ہمارے شجاعت وبسالت کی ہمسری کر سکیں۔

وما وُجدت بنات بنی نزار ﴿ حلائل اسودین واحمرین

(ترجمہ) بنی نزار کی عورتیں کبھی حبشیوں اور ایرانیوں کی بیویاں نہ بنیں۔

کمیت کے اس قصیدہ اور دوسرے قصیدوں کے جواب میں دعبل بن علی الخزاعی نے قصیدہ لکھا اس میں اہل یمن اور ان کے بادشاہوں وغیرہ کے مناقب اور محامد بیان کئے اور جس طرح کمیت نے یمنیوں پر طعن کیا تھا اس نے بھی صراحتاً اور کنایۃً قیسی عربوں پر چوٹیں کیں اسی قصیدہ کا اول حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے

افیقی من ملامک یا ظعینا ۔ کفاک اللوم مرّ الاربعینا

(ترجمہ) اے شریف عورت اپنی ملامت اب ختم کر کیونکہ اب چالیس دن گذر چکے ہیں اور اس کے بعد اب ملامت کا موقع نہیں رہا۔

الم تحزنک احداث اللیالی ۔ یشیبن الذوائب والقرونا

(ترجمہ) کیا ان مصائب زمانہ نے جو سیاہ زلفوں کو سپید کر دیتے ہیں تجھکو محزون نہیں کیا۔

احیی الغرّ من سروات قومی ۔ لقد حُییت عنا یا مدینا

(ترجمہ) میں اپنے سرداران قوم کی طرف سے تجھے سلام کرتا ہوں اور اس سے پہلے بھی اے مدینہ ہماری طرف سے تجھ پر سلامتی بھیجی گئی ہے۔

فان یک آل اسرائیل منکم ۔ وکنتم بالاعاجم فاخرینا

فلا تنس الخنازیر اللواتی ۔ مسخن مع القرود الخاسئینا

(ترجمہ) اگر بنی اسرائیل تم میں سے تھے اور تم عجمیوں پر فخر کرتے رہے ہو تو ان سوروں کو نہ بھول جاؤ جو ذلیل وکمینہ بندروں کے ساتھ مسخ کر دئے گئے۔

بایلۃ والخلیج لھم رسوم ۔ وآثار قدمن وما محینا

(ترجمہ) ایلیہ اور خلیج عقبہ میں ان کے آثار اب تک موجود ہیں جو اگرچہ بہت پرانے ہوگئے ہیں مگر بالکل محو نہیں ہوئے۔

وما طلب الکمیت طلاب وتر ۔ ولکنّا لنصرتنا ھجینا

(ترجمہ) اس طرح کمیت نے ہم سے کسی خون کا بدلہ نہیں حاصل کیا بلکہ یہ ہماری نصرت ہے جس کی وجہ سے ہماری ہجو کی گئی ہے۔

لقد علمت نزار ان قومی ۔ الی آخر النبوۃ فاخرینا

(ترجمہ) بنی نزار اس بات سے واقف ہیں کہ میری قوم کو نبوت کی نصرت کا فخر حاصل ہے۔

یہ ایک طویل قصیدہ ہے۔ کمیت کا قصیدہ دونوں جماعتوں میں

تابع ہو گیا بنی نزار یمن پر اور اہل یمن بنی نزار پر اپنا فخر ظاہر کرنے لگے اور اور ہر فریق اپنی تعریف کرنے لگا نتیجہ یہ ہوا کہ عصبیت تمام بستیوں اور صحرا میں پھیل گئی اسی وجہ سے مروان بن محمد الجعدی نے اپنی قوم بنی نزار کے ساتھ یمنیوں کی مخالفت میں خاص رعایت ملحوظ رکھنا شروع کی یمنی اس کا ساتھ چھوڑ کر دعوت عباسیہ میں شریک ہو گئے اور اب بجائے بنی امیہ کے بنی ہاشم کے ہاتھ حکومت آنے کا غلغلہ مچ گیا اسی زمانہ میں یمن میں معن بن زائدہ کا واقعہ پیش آیا جس نے اپنی قوم ربیعہ اور دوسرے نزاری قبائل کی حمایت میں ہزارہا اہل یمن کو قتل کر دیا اور جو عہد صلح قدیم سے بنی ربیعہ اور یمن میں چلا آتا تھا اس کا خاتمہ کر دیا ۔ اس کے مقابلہ میں عقبہ بن سالم نے عمان اور بحرین میں جس قدر عبد القیس، ربیعہ کے دوسرے قبائل اور بنی نزار کے جتنے قبائل تھے ان سب کو معن کے طرز عمل کا بدلہ لینے اور اپنی قوم قحطان کی جنبہ داری اور ان اختلافات کی وجہ سے جو نزار اور قحطان میں قدیم سے چلے آتے تھے یا جو حال میں پیدا ہوئے تھے قتل کر دیا ۔

مروان بن محمد بن مروان بن الحکم الجعدی

کے

عہد کا ذکر

---

۱۴ ماہ صفر ۱۲۷ھ ہجری بروز ایکشنبہ دمشق میں مروان کی بیعت ہوئی ۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شہر حرّان میں جہاں مضری عرب آباد تھے اس نے اپنی خلافت کی دعوت دی ۔ اس کی ماں امّ ولد تھی جس کا نام ریّا یا طرویہ تھا جو پہلے مصعب بن الزبیر کے پاس تھی اس کے قتل کے بعد اس کے باپ محمد بن مروان کے قبضۂ تصرف میں آئی ۔ ابو عبدالملک اسکی کنیت تھی، سلیمان بن ہشام بن عبد الملک اور دوسرے امویوں کے علاوہ تمام شامیوں نے اس کی بیعت کرلی ۔ دمشق میں اسکی بیعت کے واقعہ سے اس کے قتل ہونے تک پانچ برس دس دن ہوئے جو اس کا عہد حکومت ہے ۔ بعض راویوں نے پانچ سال تین ماہ اس کی مدت خلافت بیان کی ہے ۔ ۱۳۲ھ ہجری کی ابتدا میں مروان قتل ہوا، بعض نے ماہ محرم اور دوسروں نے صفر بیان کیا ہے، اس کے علاوہ اس امر میں ارباب سیر و تاریخ

کا مزید اختلاف ہے اور اس کی بنیاد اس کے عہد خلافت کے متعلق اختلاف بیانات پر ہے جیسے بعض نے پانچ سال تین ماہ بیان کیا ہے۔ بعض نے پانچ سال دو ماہ دس دن کہا ہے دوسروں نے پانچ سال دس ہی دن کہا ہے فیوم واقعہ صعید مصر کے ایک گاوں بوصیر نام میں مروان قتل کیا گیا، اس کے عہد حکومت کی طرح اس کی عمر میں بھی اختلاف راے ہے بعض نے ستر سال بیان کی ہے بعض نے انہتر سال اور بعض اٹھاون سال ہی کہتے ہیں۔

ان اختلافات کو ہم نے یہاں صرف اس لئے نقل کر دیا ہے، کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ ہم نے ایک ہی بیان کو قبول کر لیا اور دوسروں کو ترک کر دیا اور اس طرح ہم پر جنبہ داری کا الزام عائد نہ ہو سکے حالانکہ ہم اس اختلاف کو تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب اخبار الزمان اور الاوسط میں پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کتاب میں بھی ہم مجملاً اس کے قتل کے واقعہ، اس کے حالات اور لڑائیوں کی سرگذشت کو بیان کریں گے نیز بتائیں گے کہ اس زمانہ میں حکومت حاضرہ یعنے بنی امیہ اور حکومت مستقبلہ یعنے بنی عباس کی کیا حالت تھی، اس کے علاوہ ہم نے اس کتاب کا ایک باب صرف اس لئے علیحدہ کر لیا ہے کہ اس میں بنی امیہ کی کل مدت حکومت بیان کریں اور اس کے بعد دولت عباسیہ، ابومسلم کے واقعات ابو العباس سفاح اور دوسرے خلفا بنی عباس کا جو ہمارے زمانہ یعنے ۳۳۲ھ ہجری تک گذرے ہیں حال لکھیں نیز ہم اپنے ہمعصر خلفا ابو اسحاق المتقی باللہ اور ابراہیم بن المقتدر باللہ کا ذکر لکھیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

بنی امیہ کی مدت حکومت کا ذکر

بنی امیہ کی کل مدت حکومت پورے ایک ہزار ماہ ہے نہ اس سے کم نہ زیادہ، کیونکہ انھوں نے نوے سال گیارہ ماہ تیرہ دن حکومت کی

مسعودی کہتے ہیں کہ بنی امیہ کے ہر خلیفہ کے عہد خلافت کے بارے میں بہت کچھ اختلاف ہے مگر مورخین کے نزدیک جو زمانہ صحیح ہے وہ یہاں بیان کیا جاتا ہے

معاویہ بن ابی سفیان	۳۰ سال	یزید بن معاویہ	۳ سال ۸ ماہ ۱۴ دن
معاویہ بن یزید	ایک ماہ ۱۱ دن	مروان بن الحکم	۸ ماہ ۵ دن
عبدالملک بن مروان	۲۱ سال ایک ماہ ۲۰ دن	ولید بن عبدالملک	۹ سال ۸ ماہ ۲ دن
سلیمان بن عبدالملک	۲ سال ۶ ماہ ۱۵ دن	عمر بن عبدالعزیز	۲ سال ۵ ماہ ۵ دن
یزید بن عبدالملک	۴ سال ۱۳ دن	ہشام بن عبدالملک	۱۹ سال ۹ ماہ ۹ دن
ولید بن یزید بن عبدالملک	ایکسال ۳ ماہ	یزید بن الولید بن عبدالملک	۲ ماہ ۱۰ دن

ہم نے جس طرح عباسیوں میں ابراہیم بن المہدی کا عہد شمار نہیں کیا اسی طرح بنی امیہ میں سے ابراہیم بن الولید بن عبدالملک کا عہد بھی نظر انداز کر دیا ہے۔

مروان بن محمد بن مروان ۵ سال ۲ ماہ ۱۰ دن یہاں تک کہ سفاح کے ہاتھ پر بیعت ہوئی یہ کل مدت نوے سال گیارہ ماہ اور تیرہ دن ہوئے

اگر اس میں وہ زمانہ بھی شامل کر لیا جائے جس میں کہ مروان اپنے قتل ہونے تک بنی عباس سے لڑتا رہا تو یہ کل مدت اکانوے سال سات ماہ اور تیرہ دن ہو جاتی ہے، اگر اس میں سے حضرت حسنؓ بن علیؓ کا عہد خلافت جو پانچ ماہ دس دن ہے اور عبداللہؓ بن الزبیرؓ کے قتل ہونے تک ان کا عہد حکومت جو سات سال دس ماہ اور تین دن ہے نکال دیا جائے تو بنی امیہ کی کل مدت حکومت تراسی سال چار ماہ رہ جاتی ہے جو پورے ایک ہزار مہینے ہوتے ہیں۔

بعض لوگوں نے اللہ تعالےٰ کے اس قول لیلۃ القدر خیر من الف شھر کی یہی تاویل کی ہے ان ہزار ماہ سے بنی امیہ کا عہد مراد ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ بخدا بنی عباس بنی امیہ کے مقابلہ میں دوچند مدت حکومت کریں گے، ان کے ایک دن کے مقابلہ میں دو دن ایک ماہ کے مقابلہ میں دو ماہ ایک سال کے مقابلہ میں دو سال اور ایک خلیفہ کے مقابلہ میں ان کے دو ہوں گے۔

مسعودی کہتے ہیں کہ اگر حساب لگایا جائے تو ابتدائے عہد بنی عباس سے اب تک یعنی ۱۳۲ھ تا موجودہ عہد ۳۳۲ھ ہجری تک دو سو سال گذر چکے ہیں اور اس کا حساب یہ ہے کہ ابو العباس سفاح ربیع الآخر ۱۳۲ھ ہجری میں خلیفہ ہوا اور اب جب کہ ہم اپنی اس کتاب کے زیر بحث حصہ پر پہنچے ہیں تو یہ ربیع الاول ۳۳۲ھ ہجری ابو اسحاق المتقی باللہ کا عہد خلافت ہے اب اس کے بعد، آئندہ اس خاندان کا کیا انجام ہو گا اس کا علم صرف خدا کو حاصل ہے،

الحمد للہ ہم نے اپنی گذشتہ کتابوں اخبار الزمان اور الاوسط میں بنی امیہ کے خاص خاص حالات، مشہور واقعات، ناموں کی ندرت، واقعات عجیبہ، اُن کے عہد کے وصایا۔ رسائل۔ ہنگاموں کے حالات خارجیوں اور ان کے فرقوں ازارقہ اور اباضیہ اور دوسری ان جماعتوں کی بغاوتوں کا حال جو طالبان حق و صداقت تھے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جن کا شعار تھا جو ان کے عہد میں ظاہر ہوئے اور جو ان میں سے قتل کئے گئے نیز ان کے بعد بنی عباس کے خلیفہ المتقی باللہ کے عہد تک جو ہمارے ہمعصر ۳۳۲ھ

میں موجود ہیں جو فرقے پیدا ہوئے اور انھوں نے جو کارروائیاں کیں اُن سب کا ذکر تفصیل سے کر چکے ہیں ۔

ہم نے بنی امیہ کی کل مدت خلافت جواب لکھی ہے اور اس مدت خلافت میں جو ہم ہر خلیفہ کے ذکر میں لکھ چکے ہیں اگر مطابقت کی جائے تو ایک ماہ گیارہ دن کا فرق نکلتا ہے جس کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں کیونکہ ان کی عمر کی تاریخ کو پیش نظر رکھکر جو مدت معلوم ہوتی ہے وہ بیان کردی گئی ہے اور اس کی وجہ سے اتنا فرق پڑ گیا ۔ واللہ اعلم ۔

دولت عباسیہ کا ذکر

مروان کے واقعات اس کا قتل

دوسری لڑائیاں۔ اسکے عادات و خصائل

ہم نے اپنی پہلی کتاب الاوسط میں راندی فرقہ کے جو حضرت عباس رضؓ بن عبدالمطلب کی اولاد کے طرفدار تھے اس بیان کو نقل کر دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امامت کے سب سے زیادہ مستحق حضرت عباسؓ تھے کیونکہ وہ ان کے چچا وارث شرعی اور عصبہ تھے اور اس کے لئے کلام اللہ میں آیا ہے واُولوالارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ۔ (جو جس کا زیادہ قریب عزیز ہے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے) اللہ کی کتاب میں) مگر لوگوں نے آپ کے اس حق کو غصب کر لیا آخر کار اللہ نے پھر ان کا حق انھیں دلا دیا یہ لوگ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے اپنی برائت ظاہر کرتے ہیں اور صرف حضرت علیؓ کی خلافت کو اس لئے جائز سمجھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضؓ بن العباسؓ نے ان کے ہاتھ پر یہ کہکر بیعت کر لی تھی کہ آؤ میں تمھاری بیعت کئے لیتا ہوں تاکہ پھر تمھارے معاملہ میں اختلاف

نہ ہو، نیز ابوالعباس کی بیعت کے دن داؤد بن علی نے کوفہ کے منبر پر یہ بات کہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علیؑ کے سوا کوئی امام جائز نہیں ہوا البتہ آج یہ ابوالعباس سفاح امام جائز مقرر ہو رہے ہیں۔
اپنے اس دعوئ کے ثبوت میں ان لوگوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں جو ان کے ہم خیال لوگوں میں متداول ہیں اسی میں ایک کتاب عمرو بن بحر الجاحظ نے "کتاب امامة ولد العباس" کے نام سے لکھی ہے اس کتاب میں اس نے ان کی امامت کو جائز ثابت کیا ہے نیز حضرت ابوبکر نے فدک وغیرہ کے معاملہ میں جو فیصلہ کیا اور جو واقعہ ان کے اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان پیش آیا کہ انھوں نے اپنے باپ کا ورثہ طلب کیا اور اس پر اپنے خاوند دونوں صاحبزادوں اور امّ ایمن کو شہادت میں پیش کیا اس معاملہ میں حضرت ابوبکر اور ان کے درمیان جو گفتگو ہوئی اور جو جھگڑے ہوئے اپنے دعوئ کے ثبوت میں جو کچھ حضرت فاطمہؓ نے کہا اور اس کے جواب میں آنحضرت صلعم کے قول نحن معاشر الانبیاء لانرث ولانورث (ہم جماعت انبیاء نہ کسی کے وارث بنتے ہیں اور نہ کوئی ہمارا وارث بنتا ہے) کو پیش کیا گیا پھر اس کے رد میں حضرت فاطمہؓ نے اللہ کا یہ قول پیش کیا وورث سلیمان داود۔ (اور وارث ہوئے سلیمان داؤد کے) اور اس سے یہ بات ثابت کی کہ نبوت وراثت نہیں ہے اس کے علاوہ اور سب چیزوں میں وراثت موجود ہے اس کے علاوہ اور جو جو باتیں اس ضمن میں کی گئیں ان سب کو بیان کر دیا ہے، جاحظ نے یہ کتاب اس وجہ سے نہیں لکھی تھی کہ یہ راوندی شیعہ یا ان کا ہم عقیدہ تھا بلکہ یہ کتاب اس نے محض مذاق اوڑانے اور مضحکہ کے لئے لکھی ہے، اس کے علاوہ اس نے ایک کتاب اور لکھی ہے جس میں اپنی طرف سے تمام من گھڑت دلیلیں لکھی ہیں اور اس کتاب کا نام کتاب العثمانیہ رکھا ہے اس میں اپنی طرف سے حضرت علیؓ کے فضائل کی تخلیل و تنقیص کی ہے اور حضرت علیؑ کے علاوہ دوسرے کی حمایت کی ہے مطلب یہ ہے کہ حق مٹ جائے اور

اہلیت خلافت کی مخالفت کی جائے اس دعویٰ میں اس نے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون (اللہ اپنے نور کو پورا کرکے چھوڑے گا چاہے کافر اُسے بُرا ہی سمجھتے رہیں) کو پیش کیا ہے، اسی کتاب العثمانیہ پر اس نے اکتفا نہیں کی بلکہ ایک دوسری کتاب امامۃ مروانیہ کے ثبوت میں لکھی اور اس میں مروانیوں کے خیالات لکھے ہیں میں نے اس کی ایک کتاب اور دیکھی ہے جس کا نام "امامۃ امیر المومنین معاویہ بن ابی سفیان" ہے اس میں حضرت علیؓ کے مقابلہ میں معاویہ کی تائید کی ہے اور ان کے شیعہ رافضیوں کی تردید کی ہے، نیز اس میں مروانیوں کے سربرآوردہ آدمیوں کا ذکر اور بنی امیہ وغیرہ کی امامت کی تائید ہے، ان کے علاوہ ایک اور کتاب "مسائل العثمانیہ" کے نام سے اس نے لکھی جس میں وہ مزید باتیں جو پہلی کتابوں میں رہ گئی تھیں بیان کی ہیں اور حضرت علیؓ کے فضائل اور مناقب کی تنقیص میں اپنی طرف سے وجوہ و براہین پیش کئے ہیں اس کی ان کتابوں خصوصاً کتاب العثمانیہ وغیرہ کا شیعہ متکلمین کی ایک جماعت نے جس میں ابو عیسیٰ الوراق اور حسن بن موسیٰ النخعی وغیرہ شامل ہیں جواب لکھا ہے۔

بغداد کے مشہور زاہد اور اہل طریقت بزرگ ابو جعفر محمد بن عبداللہ الاسکافی نے جو معتزلہ کے سب سے بڑے عالم تھے جاحظ کی کتاب العثمانیہ کا جواب لکھا ہے یہ تفضیلی اور مفضول کی امامت کے قائل تھے، انھوں نے ۲۴۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ اسی سنہ میں احمد بن حنبل نے وفات پائی، ہم جاحظ اور دوسرے معتزلی مشاہیر کی وفات کا تذکرہ آئندہ اپنی اس کتاب میں کریں گے اگرچہ ہم پہلے بھی اپنی گذشتہ مبسوط کتابوں میں اسے لکھ چکے ہیں،

متاخرین راوندیہ میں سے عبدالرحمان بن محمد دعوت عباسیہ کا علمبردار الملقب بہ جریان کا یہ عقیدہ ہے کہ محمد بن الحنفیہ حضرت علیؓ کے بعد امام ہوئے (کیسانیہ فرقہ بھی محمد بن الحنفیہ کی امامت کا قائل تھا اور یہ دراصل جریانیہ ہیں۔) محمد نے اپنے بیٹے ابو ہاشم کو اپنا وصی بنایا ابو ہاشم نے

علی بن عبداللہؓ بن العباسؓ بن عبدالمطلب کو اپنا وصی بنایا۔ علی بن عبداللہ
نے اپنے بیٹے محمد بن علی کو، محمدؒ نے اپنے بیٹے امام ابراہیم کو دجو حران
میں قتل کئے گئے) اس نے اپنے بھائی ابوالعباس عبداللہ بن الحارثیہ
کو اپنا وصی بنایا اور اس طرح امامت بنی العباس میں منتقل ہوتی چلی آئی۔
ابومسلم کے معاملہ میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں وہ عرب تھا دوسرے
کہتے ہیں کہ وہ غلام تھا اور پھر آزاد کر دیا گیا تھا یہ موضع خرطینہ کے مضافات
برس اور جامعین کا رہنے والا تھا اسی مقام کی طرف برسیہ کپڑے جو خرطینہ
کے نام سے زیادہ مشہور ہیں منسوب کئے جاتے ہیں، یہ کوفہ کے علاقہ سواد
میں واقع ہے، ابومسلم ادریس بن ابراہیم العجلی کا خدمتگار تھا، مگر پھر اسکی
تقدیر نے پلٹا کھایا اور یہ محمد بن علی کا رازدار بن گیا اس کے بعد امام ابراہیم
بن محمد کا رفیق و ہمراز بنا اس نے اسے خراسان بھیجا اور وہاں جو اس کے
داعی تھے انھیں ابومسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم بھیجدیا اس طرح
جب رفتہ رفتہ اس کا اثر اور اقتدار بہت بڑھ گیا اس نے علانیہ طور پر اپنی حکومت
کا اعلان کیا اور سیاہ علم اپنا نشان مقرر کیا، سیاہ رنگ لوگوں کے لباس
میں زینت قرار پا گیا اور جتنے نشانات، بیرقیں اور جھنڈے تھے وہ سیاہ
ہوتے، خراسانیوں میں سے سب سے پہلے اسید بن عبداللہ نے نیشاپور
میں ابومسلم کی تائید میں اپنا علم سیاہ بلند کیا پھر یہ تحریک خراسان کے تمام
شہروں اور دیہات میں پھیل گئی۔ ابومسلم کی طاقت میں روز بروز اضافہ
ہوتا گیا اور نصر بن سیّار کے اقتدار میں جو مروان بن محمد الجعدی کی جانب
سے خراسان کا والی تھا اسی نسبت سے زوال ہوتا گیا ابومسلم کے ساتھ
اس کی بہت سی لڑائیاں ہوئیں مگر اپنی چالوں اور روباہ کاریوں سے
ابومسلم ہی کو غلبہ ملتا رہا علاوہ اور اسباب کے اس کی کامیابی کی خاص وجہ
یہ ہوئی کہ اس نے خراسان کے یمانی اور نزاری عربوں میں پھوٹ ڈالدی
اس سے پہلے نصر اور کرمانی کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہو چکی تھیں
جن کا ہم تفصیلی ذکر اپنی کتاب اخبار الزمان اور الاوسط میں کر چکے ہیں

یہاں تک کہ کرمانی قتل کر دیا گیا اور وہیں ہم نے کرمانی جدیع بن علی کی ابتدائی حالت نیز اس کے اور سلم بن احوز نصر بن سیار کے ساتھی کے درمیان جو واقعات پیش آئے بیان کئے ہیں۔ نیز خالد بن برمک اور قحطبہ بن شبیب اور ان کے دعوت عباسیہ کے داعیان مقیم خراسان سلیمان بن کثیر ابو داؤد خالد بن ابراہیم وغیرہ دوسرے لوگوں کا حال لکھدیا ہے نیز دعوت کے اظہار کے موقع پر ان کا شعار اور لڑائیوں میں اس کا نعرہ "محمد یا منصور" اور وہ سبب بھی لکھدیا ہے کہ کیوں انھوں نے تمام دوسرے رنگ چھوڑ کر سیاہ رنگ اختیار کیا تھا۔

نصر بن سیار ایک عرصہ سے مروان کو بنی عباس کی تحریک کے متعلق لکھتا رہا اور اسے ہر وقت کی خبر دیتا رہا، اُس نے ابو مسلم اور اس کے ہمراہیوں کا حال بھی اُسے لکھدیا تھا اور بتا دیا تھا کہ میری تحقیقات کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ یہ شخص ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباسؓ کی خلافت قائم کرنے کیلئے سازش کر رہا ہے، خط کے آخر میں اس نے یہ شعر بھی لکھے۔

ارى خلل الرماد وميض جمر ✿ ويوشك وان يكون له الضرام

(ترجمہ) مجھے راکھ میں چنگاری نظر آرہی ہے جو عنقریب تیزی سے بھڑکنے والی ہے،

فان النار بالعودين تذكى ✿ وان الحرب اولها الكلام

(ترجمہ) آگ دو لکڑیوں سے روشن ہو جاتی ہے اسی طرح لڑائی کی ابتدا باتوں سے ہوا کرتی ہے،

فان لم تطفئوها تجر حربا ✿ مشمرة يشيب له الغلام

(ترجمہ) اگر اس کا خاتمہ نہ کروگے تو ایسی جنگ شروع ہو گی جس کے مصائب سے نوجوان بوڑھے ہو جائیں گے۔

اقول من التعجب ليت شعرى ✿ اايقاظ امية ام نيام

(ترجمہ) میں تعجب سے پوچھتا ہوں کہ مجھے معلوم ہوتا کہ آیا بنی امیہ جاگتے ہیں یا سورہے ہیں

فان يك قومنا اضحوا نياما ✿ فقل قوموا فقد حان القيام

(ترجمہ) اگر میری قوم سوری ہے تو اس سے کہدو کہ بیدار ہو جائے کیونکہ اب کھڑے ہونیکا وقت آگیا ہے

ففرى عن رحالك ثم قولى ✿ على الاسلام والعرب السلام

(ترجمہ) تو اپنی سواری سے اتر کر دوڑتی ہوئی جا اور کہدے کہ بس اب اسلام اور عرب کو خیرباد کہدو۔

یہ خط مروان کو ملا اس وقت وہ خود جزیرہ وغیرہ میں خارجیوں سے نبرد آزما تھا، ضحاک بن قیس الحروری سے اس کا معرکہ ہوا اور اسی میں ضحاک مارا گیا مگر اپنے مارے جانے سے پہلے اس کے اور مروان کے درمیان کفر توثی اور راس العین کے درمیان کئی معرکے ہو چکے تھے، اس نے علاقۂ شہر زور میں خروج کیا تھا اس کے بعد خارجیوں نے خیبری کو اپنا امام بنا لیا اور جب وہ بھی قتل کر دیا گیا تو انھوں نے ابو الذلفا شیبان الشیبانی کو اپنا امام بنایا۔

اسی طرح نعیم بن ثابت الجذامی نے ملک شام کے طبریہ اور اردن کے علاقہ میں بغاوت برپا کر دی اور مروان نے اسے قتل کر دیا یہ واقعہ ۱۲۷ھ میں پیش آیا۔ ان حالات میں مروان پریشان ہو گیا اور وہ کچھ نہ سوچ سکا کہ کسطرح ان فتنوں کے برپا ہوتے ہوتے وہ خراسان میں نصر بن سیار کی کی امداد کرے مجبوراً اس نے نصر کو جواب میں لکھا جو حاضر کو نظر آتا ہے وہ غائب کو نہیں تم وہاں موجود ہو میں دور ہوں جو تمھاری سمجھ میں آئے کرو۔ اس جواب کو پڑھکر نصر نے اپنے دوستوں سے کہدیا کہ اب اپنی قوت پر کام کرنا پڑے گا کیونکہ تمھارے خلیفہ نے تو مدد کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے

اپنے قتل سے بہت عرصہ پہلے سے مروان نے عورتوں کے پاس جانا ترک کر دیا تھا ایک دن اس کی ایک لونڈی بن سنور کر اس کے سامنے آئی۔ مروان نے کہا بخدا میں تیرے پاس نہیں آؤں گا اور نہ تجھ سے لطف صحبت حاصل کروں گا کیونکہ خراسان میں فتنہ برپا ہے نصر بن سیار اس کی آگ میں گھرا ہوا ہے اور ابو مجرم (ابو مسلم) نے اسے تنگ کر دیا ہے اسی زمانہ میں مروان ہمیشہ ایرانی اور دوسری اقوام کے بادشاہوں کے حالات و وقائع حرب کو پڑھتا رہتا تھا،

اس کے بعض خاص اور بے تکلف دوستوں نے ملامت کے طور پر اس کی عورتوں اور دوسرے لذائذ سے علیحدگی پر اعتراض کیا مروان نے کہا مجھے ان باتوں کے ترک پر امیر المومنین عبدالملک کے واقعہ نے ابھارا ہے لوگوں نے وہ واقعہ دریافت کیا مروان نے کہا کہ ایک مرتبہ ان کے

والی افریقہ نے ایک نہایت حسین وجمیل لونڈی ان کے لئے بھیجی، جب وہ سامنے آئی عبدالملک اس کے حسن وجمال پر غور کرنے لگا، اس وقت اس کے ہاتھ میں وہ خط تھا جو حجاج نے دیر جماجم سے جہاں وہ ابن الاشعث کے مقابلہ میں نبرد آزما تھا ارسال کیا تھا، عبدالملک نے وہ خط ہاتھ سے پٹک دیا اور اس لونڈی کو خطاب کرکے کہا بخدا تو اس قدر حسین ہے جتنا کہ نفس آرزو کرسکتا ہے اس لونڈی نے پوچھا اگر میں ایسی ہوں تو پھر امیرالمومنین کو کیا پس وپیش ہے انھوں نے کہا مجھے اخطل کا یہ شعر مانع ہے۔

قومٌ اذا حاربوا اشدوا مازرهم ٭ دون النساء ولو بانت باطہار

(ترجمہ) میرے ممدوح ایسے لوگ ہیں کہ جب وہ جنگ میں مشغول ہوتے ہیں تو وہ باوجود رخصت شرعی کے عورتوں سے کنارہ کر لیتے ہیں،

میں کیونکر اپنی زندگی سے لذت حاصل کروں جب کہ ابن الاشعث حجاج کے (ابو محمد) مقابلہ میں صف بستہ ہے اور اس جنگ میں عرب کے بڑے بڑے عمائد کام آچکے ہیں بخدا میں ہرگز ابھی تجھ سے متمتع نہیں ہوسکتا اس کے بعد عبدالملک نے اس جاریہ کی حفاظت سے رکھے جانے کا حکم دیدیا اور ابن الاشعث کے قتل کے بعد سب سے پہلے اسی سے ہم بستر ہوا۔

جب نصر بن سیار کو مروان کی جانب سے مایوسی ہوچکی تو اب اس نے یزید بن عمر بن ہبیرۃ الفزاری مروان کے والی عراق سے اپنے دشمن کے مقابلہ میں مدد کی درخواست کی اور خط کے آخر میں یہ شعر لکھے،

ابلغ یزید وخیر القول اصدقہ ٭ وقد تبینت ان لاخیر فی الکذب

(ترجمہ) اور جب یہ بات آشکارا ہے کہ کذب میں خیر نہیں اور بہترین قول وہ ہے جو بالکل صادق ہو تو اب یزید کو یہ خبر پہنچا دو۔

بان ارض خراسان رأیت بہا ٭ بیضاً لو افرخ قد حدثن بالعجب

(ترجمہ) کہ خراسان میں میں نے ایک ایسا انڈا دیکھا ہے کہ اگر اس میں سے بچے نکل آئیں تو وہ عجیب وغریب ثابت ہوں گے،

فراخ عامین الا انہا کبرت ٭ لما یطرن وقد سربلن بالزغب

(ترجمہ) اگرچہ ابھی ان کی عمر دو سال کی ہے مگر وہ اتنے بڑے ہو گئے ہیں کہ اڑنے لگے ہیں حالانکہ ابھی صرف ان کے رُوئیں نکلے ہیں۔

فان یطرن ولم تحیل لهن بها ٭ یُلهبن نیران حرب ایما لهب

(ترجمہ) اگر کسی تدبیر سے ان کو قابو میں نہیں کیا گیا اور وہ اڑ گئے تو یاد رکھو کہ وہ جنگ کی نہایت خوفناک آگ مشتعل کر دیں گے،

یزید نے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ وہ خود عراق کے فتنوں میں الجھا ہوا تھا۔

۱۲۹؁ہجری میں خارجی ابو حمزۃ المختار ابن عوف الازدی اور بلیج بن عقبۃ الازدی کی قیادت میں مکہ اور مدینہ پر قابض ہو گئے یہ جماعتیں عبد اللہ بن یحییٰ الکندی کے لئے جس نے طالب الحق اپنا نام رکھا تھا دعوت دیتی تھیں اسے امیر المومنین کہکر پکارا جاتا تھا یہ خوارج کے اباضیہ فرقہ سے تھا۔

۱۳۰؁ہجری میں مروان بن محمدؒ نے ایک زبردست فوج تیار کر کے عبد الملک بن محمدؒ بن عطیۃ السعدی کے زیر قیادت خارجیوں کے مقابلہ پر بھیجی وادی القریٰ میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ بلیج مارا گیا اور ابو حمزہ بقیۃ السیف کو لے کر مکہ کی جانب پلٹا۔ عبد الملک نے اسے جا لیا۔ جنگ ہوئی۔ ابو حمزہ اور اس کے اکثر خارجی پیرو اس جنگ میں کام آ گئے۔ عبد الملک اپنی شامی فوج کے ساتھ یمن کے ارادہ سے آگے بڑھا اس کے مقابلہ پر صنعا سے عبد اللہ بن یحییٰ الکندی الخارجی نکلا۔ طائف کے ایک سمت اور علاقۂ جرش میں دونوں کا مقابلہ ہوا نہایت شدید جنگ ہوئی عبد اللہ مع اپنے اکثر خارجیوں کے اس معرکہ میں کام آیا جو باقی بچے وہ حضرموت چلے گئے، ان میں سے اکثر آج تک یعنی ۳۳۲؁ہجری تک وہیں مقیم ہیں اور اباضیہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں اور ان خارجیوں میں جو اسی فرقے کے عمان میں سکونت رکھتے ہیں کوئی مذہبی فرق نہیں ہے۔

خارجیوں کو شکست دیکر عبد الملک مروان کی فوج لیکر ۱۳۰؁ میں

صنعاء پہنچا۔ اسی زمانہ میں سلیمان بن ہشام بن عبدالملک مروان کے ڈر سے جزیرہ گئے خارجیوں سے جا ملا تھا، نیز عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر نے فارس کے اصطخر وغیرہ علاقوں پر اپنا تسلط قائم کر رکھا تھا جب یہ اپنے مقبوضات سے بے دخل کیا گیا تو خراسان چلا گیا وہاں ابو مسلم اس پر مسلط ہو گیا ہم نے اپنی کتاب "المقالات فی اصول الدیانات" میں اس فرقہ کا ذکر کیا ہے جو اس کی امامت کا قائل ہے اور وہیں ہم نے اس کی دعوت کا بھی ذکر کر دیا ہے اور یہ اس باب میں ہے جہاں ہم نے شیعہ فرقوں کے فرق کو بیان کیا ہے،

ابو مسلم کی طاقت بہت بڑھ گئی وہ خراسان کے بڑے حصہ پر قابض ہو گیا اس کے مقابلہ میں نصر بن سیار کی طاقت مدد نہ ہونے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئی۔ نصر خراسان سے روانہ ہو کر رے آیا۔ رے سے چلکر ساوہ آیا جو رے اور ہمدان کے درمیان واقع ہے اور یہاں اس نے اس ذبل کی وجہ سے جو اس کے پیٹ میں تھا انتقال کیا۔

جب خراسان چھوڑ کر اس نے رے کا رخ کیا اس وقت اثنائے سفر میں اس نے مروان کو ایک خط لکھا تھا جس میں اپنے خراسان چھوڑ دینے کی اطلاع دی تھی اور لکھا تھا کہ چونکہ اس فتنہ کے فرو کرنے سے میں عاجز رہا ہوں اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ اتنی ترقی کرے گا کہ تمام ممالک اس سے متاثر ہو جائیں گے خط کے آخر میں اس نے یہ شعر بھی لکھدیئے تھے۔

انا وما نکتم من امرنا ٭ کالثور اذ اقرب للناخع

(ترجمہ) ہم اپنی حالت چھپانا نہیں چاہتے ہمارے حالت اس بیل کی ہے جس کی ابھی قربانی ہونے والی ہے۔

اوکالتی یحسبہا اھلہا ٭ عذراء أبکر أوھی فی التاسع

(ترجمہ) یا اس لڑکی کی ہے جس کے گھر والے اسے ابھی بالکل نابالغ سمجھتے ہیں حالانکہ اب اسس کا نواں سال ہے

کالثوب اذ انہج فیہ البلی ٭ اعیی علی ذی حیلۃ الصانع

(ترجمہ) یا اس کپڑے کی طرح جو بالکل بوسیدہ ہو چکا ہے کہ بڑا کاریگر خیاط بھی اسے درست نہیں کر سکتا۔

کنّا نرفیھا فقد مزّقت ٭ واتسع الخرق علی الراقع

(ترجمہ) جب تک ہم سے بنا ہم اسے رفو کرتے رہے مگر اب وہ اس طرح پاش پاش ہوا ہے کہ اس کے پھٹنے سے خود پیوند لگانے والا متاثر ہو گیا۔

اس خط کو مروان ابھی پوری طرح پڑھ نہ سکا تھا کہ اس کے شوارع پر متعینہ جاسوسوں نے اس کے سامنے ایک قاصد کو لاکر کھڑا کیا۔ یہ شخص خراسان سے آرہا تھا اور اسے ابومسلم نے ابراہیم بن محمد الامام کے پاس اپنی دعوت کی کامیابی کی خبر دینے بھیجا تھا، ابومسلم کا خط دیکھکر مروان نے اس قاصد سے پوچھا کہ تمھارے سردار نے اس خدمت کے لئے تم کو کیا دیا ہے اس نے بتایا کہ اتنا۔ مروان نے کہا اس نے تم کو بہت کم دیا لو یہ دس ہزار میں دیتا ہوں تم اس خط کو اسی طرح ابراہیم کے پاس لے جاؤ میری اور اپنی ملاقات کا ذکر مت کرنا جو جواب وہ دیں وہ میرے پاس لے آنا۔ اس قاصد نے حسبۂ عمل کیا مروان نے وہ جواب پڑھا جو خود ابراہیم نے اپنے قلم سے ابومسلم کو لکھا تھا اس میں اسے سخت جد وجہد کرنے اور اپنے دشمن کے خلاف حیلہ سے کام لینے کی تاکید تھی اور بعض دوسری ہدایات تھیں کہ یہ کرنا اور یہ نہ کرنا۔

مروان نے اس قاصد کو وہیں روک لیا، ولید بن معاویہ بن عبدالملک اپنے والی دمشق کو لکھا کہ تم بلقاء کے عامل کو حکم دو کہ وہ فوراً کرار اور صمیمہ نام قریہ جاکر ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر کے انھیں بیڑیاں پہنا دے اور رسالہ کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ میرے پاس بھیجدے۔

ولید نے حسبۂ عامل بلقاء کو حکم بھیجدیا وہ ابراہیم کے پاس آیا جو گاؤں کی مسجد میں موجود تھے وہ ادھر ادھر دیکھ رہے تھے کہ گرفتار کر لئے گئے ولید کے پاس لائے گئے اس نے ان کو مروان کے پاس بھیجدیا مروان نے ان کو حرّان کے جیل میں قید کر دیا۔ اس قید کے زمانہ میں جب ابراہیم

مروان کے سامنے پیش کئے گئے تو ان کے درمیان بڑی طویل گفتگو ہوئی جس میں ابراہیم نے مروان سے سخت کلامی کی اور ابومسلم کی سازش میں شرکت کے متعلق جو الزام مروان نے ان پر لگایا تھا اس سے قطعی انکار کر دیا۔ مروان برہم ہو گیا اس نے کہا اے منافق کیا یہ تیرا خط نہیں ہے جو تو نے ابومسلم کے خط کے جواب میں اُسے لکھا ہے، یہ کہکر اس نے اسی قاصد کو سامنے بُلایا اور پوچھا اسے جانتے ہو، یہ رنگ دیکھکر ابراہیم نے سکوت اختیار کیا اور وہ سمجھ گئے کہ راز فاش ہو گیا۔

ابومسلم کی طاقت روز بروز بڑھتی گئی۔ ابراہیم کے ساتھ مروان کی قید میں بنی ہاشم کی ایک جماعت بھی تھی نیز بنی اُمیہ میں سے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن مروان اور عباس بن الولید بن عبدالملک بن مروان بھی قید تھے ان دونوں کے متعلق مروان کو یہ خوف تھا کہ یہ اس کے خلاف خروج کریں گے اور اسے قتل کر دیں گے بنی ہاشم میں سے عیسیٰ بن علی، عبداللہ بن علی اور عیسیٰ بن موسیٰ تھے، ابوعبیدہ الثعلبی بیان کرتے ہیں (یہ بھی ان کے ساتھ قید تھے) کہ ہم سب لوگ حرّان میں قید تھے کہ مروان کے عجمی اور دوسرے غلام رات کے وقت ہم پر جھپٹ آئے اور اُس کمرے میں داخل ہوئے جہاں ابراہیم، عباس اور عبداللہ رہتے تھے تھوڑی دیر یہ غلام وہاں ٹھہر کر چلے آئے اور اس کمرے کا دروازہ بند کر گئے۔ صبح کو جب ہم لوگ ان کے پاس گئے تو دیکھا ان کا کام تمام ہو چکا ہے اس وقت وہاں ان کے دو خدمتگار چھوکرے نیم مردہ حالت میں موجود تھے جب انھوں نے ہمیں دیکھا تو ان کے حواس ذرا بجا ہوئے ہم نے ان سے واقعہ پوچھا انھوں نے کہا کہ عباس اور عبداللہ کے چہروں پر توبڑا چڑھا دیا گیا تھا جب لوگ ان پر چڑھ گئے تو انھوں نے ہاتھ پاؤں مارے اور پھر ٹھنڈے ہو گئے، ابراہیم کے سر پر ایک تھیلا چڑھا دیا تھا اور اس میں پسا ہوا چونا تھا تھوڑی دیر انھوں نے بھی ہاتھ پاؤں مارے اور پھر ٹھنڈے ہو گئے۔

ابراہیم نے جو خط ابو مسلم کو لکھا تھا اور جسے مروان نے پڑھ کر سنایا اسمیں طویل خطبوں کے بعد یہ رجز یہ شعر بھی تھے ۔

دونک امرًا قد بدت اشراطه - ان السبیل واضح صراطه - لم یبق الا السیف ولختراطه

(ترجمہ) اب معاملہ بالکل صاف ہے اور اس کے حصول کا راستہ بھی ظاہر ہے اب صرف شمشیر زنی کی ضرورت باقی ہے'

امام ابراہیم کے قتل کی کیفیت جو ہم نے یہاں بیان کی ہے اس کے متعلق دوسرے ارباب سیر نے دوسرے وجوہ بیان کئے ہیں۔ ہم ان تمام بیانات کو اپنی کتاب الاوسط میں تفصیل سے بیان کر چکے ہیں ۔ اسی طرح ہم نے قحطبہ اور ابن ہبیرہ کی اُس جنگ کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے جو دریائے فرات پر واقع ہوئی اور جس میں قحطبہ فرات میں غرق ہوا اور اس کا بیٹا حسن کوفہ میں داخل ہو گیا ۔

مروان حرّان سے آگے بڑھ کر زاب صغیر پر فروکش ہوا یہاں اس نے دریا پر پل باندھا ۔ عبداللہ بن علی خراسان کی فوج اور سرداروں کے ساتھ اس کے مقابلہ پر آیا (یہ ۲ ۔ جمادی الآخر ۱۳۲ھ کا واقعہ ہے) دونوں میں لڑائی شروع ہوئی۔

مروان نے اپنے رسالہ کو ہزار ہزار اور دو دو ہزار کے دستوں میں منقسم کر دیا تھا اس جنگ میں مروان کو شکست ہوئی اس کے ہزاروں آدمی کام آئے اور غرق ہوئے ۔ اس جنگ میں صرف بنی امیہ کے تین سو آدمی زاب میں غرق ہوئے دوسروں کا شمار ہی کیا ہے ۔ بنی امیہ کے جو لوگ اس روز غرق ہو گئے ان میں زیادہ مشہور یہ لوگ ہیں ابراہیم بن الولید بن عبد الملک ، جو خلافت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا یہ یزید الناقص کا بھائی تھا اس کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس جنگ سے پہلے ہی مروان نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا تھا سنیچر ۱۱ ۔ جمادی الآخر ۱۳۲ھ کے دن

مروان نے زاب سے راہ فرار اختیار کی بھاگتے بھاگتے یہ موصل آیا وہاں لوگوں نے اسے شہر کے اندر آنے کی اجازت نہ دی بلکہ جب دیکھا کہ اب حکومت اس کے ہاتھوں سے نکل گئی ہے انھوں نے سیاہ علم بلند کر کے اس بات کا اعلان کر دیا کہ اب وہ بنی عباس کے حامی ہیں ۔ موصل سے حران آیا یہی اس کا دار السلطنۃ اور اصلی مکان تھا ۔

اہل حرّان کی یہ خصوصیت تھی کہ جب جمعہ میں حضرت علیؓ پر لعنت بھیجنے کی ممانعت کر دی گئی تو انھوں نے اس ممانعت کو تسلیم نہیں کیا تھا اور کہا تھا کہ ابوتراب پر لعنت کئے بغیر نماز نہیں ہو سکتی بنی عباس کی اس دعوت کی کامیابی تک ان کا یہی دستور تھا، مگر چونکہ اور تمام لوگ ان کی اس حرکت کو برا سمجھتے تھے اس لئے مروان نے انھیں اس سے روک دیا تھا۔

مروان اپنے اہل و عیال اور تمام بنی امیہ کو لے کر حرّان سے روانہ ہوا اور فرات کو عبور کر گیا۔ عبداللہ بن علی نے حران کا محاصرہ کر لیا اور مروان کے قصر کو گرا دیا۔ مروان نے اس پر ایک کرور درہم خرچ کئے تھے نیز اس کے تمام خزانے اور مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔

مروان اپنے خاص طرفداروں اور اہل و عیال کے ساتھ علاقۂ فلسطین اور اردن کی نہر ابو فطرس پر پہنچا اور اس کے کنارے فروکش ہو گیا۔ عبداللہ بن علی نے آگے بڑھ کر دمشق کا محاصرہ کر لیا ولید بن معاویہ بن عبدالملک پچاس ہزار سپاہیوں کے ساتھ دمشق میں موجود تھا اسی زمانہ میں یمنی اور نزاری عربوں میں عصبیت پیدا ہو گئی اور ہر جماعت نے اپنی فضیلت اپنے حریف پر ثابت کرنا چاہی۔ عبداللہ بن علی نے ولید بن معاویہ بن عبدالملک اور عبدالجبّار بن یزید بن عبدالملک کو گرفتار کر کے ابو العباس سفاح کے پاس بھیج دیا اس نے ان کو قتل کر کے حیرہ میں سولی پر لٹکا دیا۔ عبداللہ بن علی نے دمشق کے ہزاروں آدمیوں کو تہ تیغ کر ڈالا۔

مروان مصر جا پہنچا اور عبداللہ بن علی دریائے ابو فطرس کے کنارے پہنچا یہاں بھی اس نے اسّی سے زیادہ بنی امیہ کو قتل کر دیا یہ واقعہ بدھ کے دن نصف ذی القعدہ ۱۳۲ھ میں پیش آیا۔ سلیمان بن یزید بن عبدالملک بلقاء میں قتل کر دیا گیا اس کا سر عبداللہ بن علی کے پاس بھیج دیا گیا۔ صالح بن علی مروان کے تعاقب میں روانہ ہوا اس کے ہمراہ ابو عون عبدالملک بن یزید اور عامر بن اسماعیل المذحجی تھے، اس جماعت نے مروان کو مصر میں جا لیا جو اس وقت بوصیر نام ایک قریہ میں فروکش تھا، اس پر شب خون ملا

رات کی تاریکی میں اچانک اس کی چھاؤنی پر دھاوا کر دیا اور وسط عسکر میں پہنچکر نقارہ پر ضرب لگائی۔ اور للکارا کہ اب ابراہیم کے خون کا بدلہ لیا جائیگا اس شور کو سنکر مروان کے ساتھیوں نے سمجھ لیا کہ سیاہ جھنڈے والوں نے ہمیں آلیا مروان مارا گیا، اس کے قتل کی کیفیت میں اختلاف رائے ہے مروان اتوار کی رات ۲۶ یا ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲ھ ہجری میں مارا گیا۔

مروان کو قتل کر کے عامر بن اسماعیل اس گرجا کی طرف بڑھا جہاں مروان کی بیٹیاں اور بیویاں پناہ گزیں تھیں جب عامر اس گرجا کے قریب پہنچا تو وہاں اُسے مروان کا ایک نوکر برہنہ شمشیر لئے نظر آیا جو اُن عورتوں کے پاس جانا چاہتا تھا لوگوں نے اُسے پکڑ لیا اور پوچھا یہ کیا کرنا چاہتے تھے اس نے کہا مروان نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ جب وہ مارا جائے تو میں اس کی بیویوں اور بیٹیوں کو قتل کردوں تم لوگ مجھے قتل مت کرو ورنہ بخدا تم رسول اللہ صلعم کی میراث سے محروم ہوجاؤ گے، لوگوں نے کہا غور کر و کیا کہتے ہو اس نے کہا اگر میں جھوٹا ثابت ہوں مجھے قتل کر دینا میرے ساتھ آؤ، ایک جماعت اس کے ساتھ گئی گاؤں سے باہر نکلکر وہ ایک ریتی میں ان کو لے گیا اور کہا کہ یہاں سے ریت ہٹاؤ۔ انھوں نے ریت ہٹائی تو دیکھا کہ چادر۔ عصا، اور مہر موجود ہے جسے مروان نے وہاں اس لئے دفن کر دیا تھا کہ یہ چیزیں بنی ہاشم کے ہاتھ نہ آئیں۔ عامر نے ان کو عبداللہ بن علی کے پاس بھیجدیا اُس نے ان کو ابو العباس سفاح کے پاس بھیجدیا یہ چیزیں خلفاء بنی عباس میں ایک سے دوسرے کو وراثت میں ملتی رہیں۔ مقتدر کے عہد تک موجود تھیں بلکہ بیان کیا جاتا ہے کہ مقتدر کے قتل کے دن چادر نبوی اس کے بدن پر تھی، اب مجھے معلوم نہیں کہ آیا یہ سب چیزیں آج یعنے ۳۳۲ھ ہجری میں المتقی باللہ کے پاس جب کہ وہ رقہ جاکر فروکش ہوئے ہیں موجود ہیں یا ضائع ہوگئیں۔

عامر نے مروان کی بیٹیوں۔ لونڈیوں اور دوسرے قیدیوں کو صالح بن علی کے پاس بھیجدیا جب یہ صالح کے پاس آئیں تو مروان کی بڑی لڑکی نے گفتگو شروع کی اور عرض پرداز ہوئی۔ اے امیر المومنین کے چچا اللہ آپ کے

تمام مفید کاموں کو بنائے رکھے دنیا اور آخرت میں اپنی خاص نعمتیں عطا فرمائے اور عافیت سے رکھے !!! ہم آپ کی بیٹیاں ۔ آپ کی بھتیجیاں اور بہنیں ہیں جتنے مظالم ہم نے آپ پر کئے ہیں اسی قدر آپ ہم پر عفو کیجئے، صالح بن علی نے کہا ایسی صورت میں ہم نہ تمہارے کسی مرد کو زندہ باقی رکھیں گے اور نہ کسی عورت کو کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ کل ہی تمہارے باپ نے میرے بھتیجے امام ابراہیم کو حران میں قید کی حالت میں قتل کر دیا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ہشام بن عبد الملک نے زید بن علی بن الحسینؓ کو قتل کر کے کناسہ کوفہ میں سولی پر لٹکا دیا اور یوسف بن عمر الثقفی کے ہاتھوں زید کی بیوی حیرہ میں ماری گئی ۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ولید بن یزید نے یحیٰی بن زید کو خراسان میں قتل کر کے سولی دیدی ۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ عبید اللہ بن زیاد نے جس نے خود دعوت دی تھی مسلم بن عقیل بن ابی طالبؑ کو کوفہ میں قتل کر دیا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ یزید بن معاویہ نے حسینؓ بن علیؓ کو عمر بن سعد کے ہاتھوں قتل کرا دیا جب کہ ان کے بہت سے اہل بیت ان کے سامنے قتل کر دئے جا چکے تھے اور پھر حرم رسول اللہ صلعم کو لونڈیوں کی طرح یزید کے سامنے لایا گیا اور ان کے آنے سے پہلے حسینؓ کا سر ان کے دماغ میں نیزہ پرو کر شام بھیجا جب تمام ملک شام اور اس کے شہروں میں اس کی تشہیر ہو چکی تو اب وہ یزید کے پاس بھیجا گیا اور وہ سلوک ان کے سر کے ساتھ برتا گیا کہ گویا وہ کسی مشرک کا سر تھا ۔ اس کے بعد حرم رسول اللہ صلعم کو لونڈیوں کی طرح میدان میں کھڑا کیا گیا شامی فوج کے ارازل و انفار نقاب الٹ کر ان کے چہروں کو دیکھتے تھے اور رسول اللہ صلعم کے حق کی تحقیر و استخفاف کے لئے اور اللہ عزوجل پر جرأت اور اس کی نعمتوں کے کفران میں یزید سے ان کو اپنے لئے طلب کرتے تھے ۔ اللہ اکبر ہم اہل بیت سے تم نے کیا سلوک کیا اور کب ہم پر رحم کھایا یا ہمارے ساتھ انصاف برتا ہے جو تم ہم سے اس کا معاوضہ چاہتی ہو ۔

اس نے کہا اے امیر المومنین کے چچا اب بھی آپ کو یہی زیبا ہے کہ

ہمیں معاف کر دیں صالح نے کہا اچھا میں نے تم کو معاف کر دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ فضل بن صالح بن علی سے تمھاری شادی کردوں اور تمھاری بہن سے اس کے بھائی عبداللہ بن صالح کی شادی کر دوں، مروان کی بیٹی نے کہا اے امیر المومنین کے چچا یہ تو شادی کا موقع نہیں ہے آپ ہمیں حران بھیجدیج صالح نے کہا اچھا میں انشا اللہ تم کو حرّان بھیجد ونگا چنانچہ اس نے ان کو حرّان بھیجدیا تھا۔

اس گفتگو کے بعد جب یہ مروان کے لاشہ پر آئیں تو انھوں نے اس قدر نوحہ و بکا کیا کہ تمام چھاؤنی پر ان کی گریہ وزاری کی آواز چھاگئی فرط غم سے انھوں نے اپنے گریبان چاک کر دئے اور خوب ماتم برپا کیا۔

یوں تو مروان کا عہد اس کی بیعت سے ابو العباس سفاح کی بیعت تک پانچ سال دو ماہ اور دس دن ہوتا ہے جیسا کہ ہم پہلے بنی امیہ کی کل مدت حکومت کے باب میں بیان کر آئے ہیں اگر وہ زمانہ جو ابو العباس کی بیعت سے لیکر بوصیر میں مروان کے قتل تک کا یعنی آٹھ ماہ اور اس میں شامل کر لیا جائے تو مروان کی کل مدت حکومت اس طرح پانچ سال دس ماہ اور دس دن ہو جاتی ہے، اس کی عمر کے متعلق جو اختلاف بیانات ہے اسے ہم اپنی گزشتہ کتابوں میں شرح و بسط سے لکھ آئے ہیں۔

"رسائل اور بلاغات" کا مصنف عبد الحمید بن یحییٰ بن سعد مروان کا میر منشی تھا سب سے پہلے اسی نے رسائل میں طوالت کو اختیار کیا اور کتابو کی فصلوں میں تحمیدات کو استعمال کیا اس کے بعد اور لوگوں نے اسی کا پھر تتبع کیا ہے۔

جب مروان کو اپنی حکومت کے زوال کا یقین ہو گیا اس نے اپنے کاتب عبد الحمید سے کہا کہ میں شرط لگاتا ہوں کہ تم میرے دشمنوں سے جا ملوگے اور میرے ساتھ بے وفائی کروگے کیونکہ تمھاری ادبی قابلیت اور انشاپردازی کی وجہ سے وہ تمھارے ساتھ حسن سلوک کیلئے مجبور ہوں گے اگر ہو سکے تو میری زندگی میں مجھے کچھ نفع پہنچانا اور اگر

یہ نہ کرسکو تو میرے بعد میرے حرم کی آبرو بچانے میں کوتاہی نہ کرنا، عبدالحمید نے جواب دیا جس بات کا آپ نے میرے لئے اشارہ کیا ہے وہ دونوں باتیں آپ کے لئے مفید ہیں مگر میرے لئے بری ہیں اس وقت میں سوائے صبر کے اور کچھ نہیں کرسکتا یا اللہ ہمیں فتح دے گا یا میں آپ کے ہمراہ مارا جاؤں گا اس کے بعد اس نے یہ شعر پڑھا۔

أسر وفاء ثم اظہر غدرۃ فمن لی بعذر یوسع الناس ظاہرہ

(ترجمہ) اگر میں باوجود باطن میں وفادار ہونے کے پھر بے وفائی کا اظہار کروں تو پھر میری اس بے وفائی کی کیا انتہا ہوگی جب کہ لوگوں پر اس کا پہلے سے اظہار ہی ہوچکا ہو۔

چونکہ ہم ابوالورد کی سوانح اور اس کے قتل کے واقعہ کو نیز بشر بن عبداللہ الواحدی کے قصہ اور قتل کو تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب الاوسط میں بیان کرچکے ہیں اس وجہ سے یہاں اس کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے

اسماعیل بن عبداللہ القشیری راوی ہے کہ جب مروان زاب سے شکست کھا کر حران آیا تو اس نے مجھ سے کہا اے ابوہاشم (اس سے پہلے وہ کبھی میری کنیت سے مجھے خطاب نہیں کرتا تھا) جو حالت ہے اس سے تم واقف ہو، تم پر پورا بھروسہ ہے اور اب ایک بات کے عیاں ہوجانے کے بعد اس کے چھپانے سے کوئی فائدہ بھی نہیں بتاؤ اب کیا کیا جائے میں نے اس سے پوچھا امیرالمومنین آپ ہی فرمایے کہ آپ نے کیا سوچا ہے، مروان نے کہا میرا ارادہ تو یہ ہے کہ اپنے موالیوں اور دوسرے طرفداروں کو لیکر درّہ کو عبور کردوں اور رومیوں کے کسی شہر میں جاکر سکونت پذیر ہوجاؤں پھر بادشاہ روم سے خط و کتابت کرکے اپنی حفاظت کا عہد لے لوں مجھ سے پہلے اکثر بھی بادشاہوں نے ایسا کیا ہے اور یہ بات بادشاہوں کے لئے عار نہیں ہے، جب میں چین سے کسی جگہ قیام کرلوں گا تو اب میرے ہواخواہ دوست یا ہمارے دشمن سے خوفزدہ اور دوسرے حریص اشخاص رفتہ رفتہ میرے پاس جمع ہوتے رہیں گے اور جب ایک اچھی جماعت میرے پاس ہوجائے گی تو انھیں لیکر اپنے دشمن سے نبٹ لوں گا اور امید ہے کہ

اس وقت اللہ میری مدد کرے گا۔

جب میں نے دیکھا کہ اس کی یہ رائے ہے اور حقیقت میں ان حالات میں وہی سب سے بہتر رائے اور تدبیر تھی تو مجھے فوراً یہ خیال ہوا کہ اس نے میری قوم قحطان پر بڑے ظلم کئے ہیں اس سے بدلہ لینا چاہئے میں نے اس جواب میں عرض کیا امیر المومنین میں اس رائے سے آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ آپ اسے ترک کر دیں اور مشرکین کو جو ہمارے پرانے بے وفا دشمن رومی ہیں انھیں آپ اپنی بیٹیوں اور بہوؤں پر مسلط ہونے کا موقع نہ دیں کیونکہ معلوم نہیں کہ زمانہ کیا واقعات رونما کرے اگر نصاریٰ کے علاقہ میں کوئی بات آپ کو پیش آگئی تو آپ کے بعد لوگ یہی کہیں گے کہ ایک بہترین شخص اس طرح ضائع ہوا۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ فرات عبور کرکے شام جائیں اور وہاں اہل شام کی جس قدر چھاؤنیاں ہیں ان سب کے پاس باری باری خود جائیے چونکہ آپ کے ان پر احسانات ہیں اس وجہ سے وہ آپ کی عزت وحفاظت کریں گے اور آپ کے ساتھ چلے جائیں گے ان کو لیکر آپ مصر جائیں کیونکہ مصر نہایت زرخیز اور آباد علاقہ ہے اس طرح ملک شام آپ کے سامنے ہوگا اور افریقہ آپ کے عقب میں اگر معاملات آپ کے حسب منشا روبراہ آئیں تو آپ شام آجائیں اور اگر خدانخواستہ کوئی خلاف امید بات پیش آئے تو آپ افریقہ چلے جائیں،

مروان نے کہا تم سچ کہتے ہو میں اسی میں اللہ کی جانب سے بھلائی سمجھتا ہوں، یہ کہکر مروان نے دریائے فرات عبور کیا مگر بنو ابی قیس میں صرف ان دو شخصوں ابن حمزۃ السلمی جو مروان کا رضاعی بھائی تھا اور کوثر بن الاسود الغنوی کے سوا اور کسی نے اس کا ساتھ نہ دیا اور نزاری عربوں کی حمایت کا مروان کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا بلکہ انھوں نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا اور اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جب یہ قنسرین اور خناصرہ سے گذر رہا تھا تو بنی تنوخ نے جو قنسرین میں سکونت پذیر تھے اس کے ساقۂ لشکر پر حملہ کر دیا اسی طرح اہل حمص نے اس پر حملہ کیا اس نے دمشق کا رخ کیا وہاں

حرث بن عبد الرحمٰن الحرشی نے اس کا مقابلہ کیا اور اب یہ اردن روانہ ہوا وہاں بھی ہاشم بن عمر والیقیسی اور بنی مذحج نے اس پر حملہ کر دیا یہ فلسطین سے گزرا وہاں حکم بن صنعان بن روح بن زنباع نے جب دیکھا کہ اب اس کا ستارۂ اقبال گردش میں آچکا ہے مروان پر حملہ کر دیا اور اب مروان پر یہ حقیقت آشکارا ہوئی کہ اسماعیل بن عبد اللہ القشیری نے اُسے ارادتاً غلط مشورہ دیا تھا اور ایک ایسے شخص سے مشورہ لینے میں جو بنی قحطان سے تعلق رکھتا ہو اور اس سبب سے کہ مروان نے ان کے مقابلہ میں بنی نزار کی بے جا حمایت کی تھی اس سے عداوت رکھتا ہو اس سے غلطی ہوئی اُسے محسوس ہوا کہ سب سے بہتر یہی تدبیر تھی کہ میں درّہ کو عبور کر کے کسی رومی قلعہ میں مورچہ بند ہو جاتا وہاں سے رومی بادشاہ سے مراسلت کرتا اور اس طرح اسے اپنے معاملات پر غور کرنے کی مہلت مل جاتی۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔

مدائنی اور عتبی وغیرہ ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ دریائے زاب پر صف بستہ ہونے کے بعد مروان نے اپنی پوری فوج میں سے جو اہل شام اور اہل جزیرہ وغیرہ پر مشتمل تھی ایک لاکھ شہ سوار چنے اور ان کو ایک ہزار اعلیٰ درجہ کے گھوڑوں پر سوار کیا فیصلہ کن معرکہ کے دن اس کے مقابلہ پر عبد اللہ بن علی سیاہ لباس والی فوج کے ساتھ آگے بڑھا۔ فوج کے آگے آگے سیاہ جھنڈے بختی اونٹوں پر علم تھے جن کے کجاوے بید مجنوں اور چنار کی لکڑی کے بنے ہوئے تھے، مروان نے اپنے قریب والوں سے کہا کیا تم نہیں دیکھتے کہ دشمنوں کے نیزے کھجوروں کے درخت کی طرح تناور ہیں اور ان بختی اونٹوں پر ان کے جھنڈے ابر سیاہ کے مماثل ہیں۔ ابھی وہ یہی کہہ رہا تھا کہ سامنے کے ایک میدان سے سیاہ کوؤں کی ایک ٹکڑی بلند ہوئی اور وہ سب کے سب عبد اللہ بن علی کے اگلے جھنڈوں پر آکر جمع ہو گئی اور اس طرح ان کی سیاہی اُن جھنڈوں اور علموں کی سیاہی سے مل جل گئی اس منظر کو دیکھکر

مروان کہنے لگا دیکھو ایک سیاہی دوسری سیاہی سے متصل ہوگئی ہے (یعنی یہ کوے نہایت سیاہ تھے)، اس کے بعد اس نے اپنی منتخب فوج پر نظر دوڑائی جس میں اب پریشانی اور گھبراہٹ کے آثار نمایاں ہو چکے تھے انھیں دیکھکر مروان کہنے لگا کہ جب وقت ہی آجائے تو کوئی مادی ذریعہ یا اسباب کارگر نہیں ہوتا۔

متذکرۂ بالا واقعات کے علاوہ جو دوسرے واقعات دریائے زاب پر مروان کو پیش آئے ان سب کو چونکہ ہم نے تفصیل کے ساتھ اپنی پہلی کتابوں اخبار الزمان اور الاوسط میں بیان کر دیا ہے اس وجہ سے ہم یہاں ان کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

تمت

صحت نامہ

مروج الذہب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲۴	طریہ	طبریہ	۳۴	۱۱	یہی	ہی
۳	۲	سے	لئے	″	۲۰	رست	راست
۸	۱۰	دراما	درا گیا	۴۷	۱۱	اعراق	عراق
۱۵	۲۲	نپیر	نمیر	۵۷	۱۳	متمدان	متمدن
۱۸	۱۱	فرساتنا	فرسانتا	۴۶	۵	دکھتا ہے	رکھتا ہے
۱۱	۲۱	اعور	اعور	۷۱	۴	گمران	نگراں
۲۰	۹	ولجہ	ولحہ	۷۲	۳	مین	ہیں
۲۱	۱۱	حرورا	حروزا	″	۷	یہ	یہ
″	۱۶	راور	اور	۷۷	۱۸	میری ہر	میری
۲۳	۱۳	ین	بن	۸۶	۸	بضرب	یضرب
″	۲۱ و ۲۲	صغریہ	صفریہ	۹۵	۱	تعمیر	تتمیر
۲۷	۲	ناصول	فاصول	۹۷	۱۶	عہدسلام	عبدالسلام
۳۲	۴	مفری	مصری	″	۱۸	نہوں	انھوں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۵	۱۱ و ۱۲	نغرسش	لغزشش	۱۹۷	۱۷	ما لیہ	باللہ
۱۰۸	۲ ۴	اس کی	ان کی	۲۰۱	۵	رانذی	راوندی
۱۲۱	۱۷	الماسۃ	الماسنۃ	۲۰۳	۲۳ و ۲۴	الحنیفیہ	الحنفیہ
۱۳۷	۶	اشعب طامع انی	اشعب طامع المدنی	۲۰۵	۱۳	دیوشتک	ویوشاک
۱۶۸	۹	بجرا	شجرا	؍؍	۲۰	نیام	ینام
۱۶۹	۱۸	قبل	قتل	؍؍	۲۴	ولوب	والعرب
۱۷۴	۸	ذکرکے	ذکرکرکے	۲۰۹	۱۱	ساوہ	ساوہ
۱۷۵	۱	یہ بھی	یہی	۲۱۶	۲۰	اینی	اپنی
۱۷۷	۲	عنبہہ	عنبسہ				
۱۹۴	۱۸	الیمیہ	ایلہ				

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ